ایک سایہ میرا مسیحا تھا

از قلم صندل ملک

اک پھول

کہ جس کی خواہش میں

ہم من اپنا الجھا بیٹھے

وہ رو رہی تھی۔۔۔۔

چیخ رہی تھی۔۔

چلا رہی تھی۔۔۔

اسکا ہاتھ جل چکا تھا۔۔۔۔۔

وہ عورت اسکے بال کاٹ رہی تھی۔۔۔۔

وہی عورت اب اسپر ہاتھ اٹھا رہی تھی

۔۔۔۔

وہ صحن میں گری ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ شدید سردی میں کپڑے دھو رہی

تھی۔۔۔

اور۔۔۔۔

وہ اسکے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی۔۔۔۔

تم ان مناظر کو ایسے دیکھو جیسے بہت سے
منظر ایک دوسرے کے بعد تیزی سے
بدل رہیں ہوں۔۔۔

پہلے۔۔۔۔پہلے۔۔۔۔۔بہت پہلے

۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماضی .....

اسے کھینچ کر اندر پھینکا اور پیچھے لوہے کی سلاخوں والے سخت دروازے کو بند کر دیا تھا۔۔

جبکہ گرنے والا حیرت زدہ تھا۔۔۔۔۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی ہوش میں آیا تھا۔۔۔

وہ صرف حیران ہی ہو پایا تھا اس سارے وقت میں۔۔۔۔۔

اسکا دل اتنا بڑا نہیں تھا کہ وہ سمجھ

پاتا۔۔۔۔

وہ گھٹنوں کے بل کچھ اس طرح گرا تھا کہ

اسکی پیٹھ دروازے کی طرف تھی۔۔۔اور

سفید صاف لباس مٹی سے خراب

ہو گیا۔۔۔۔

وہ پیچھے نہیں مڑا۔۔۔۔

وہ نہیں مڑ سکا۔۔۔۔۔

"یہ تھی اوقات تمہاری۔۔۔۔" دوسرا

وجود کہہ رہا تھا۔۔۔۔ تمسخر اڑاتا

لہجہ۔۔۔۔

وہ تب بھی پیچھے نہیں مڑا۔۔۔۔

)لوہے کے دروازے کو تالا لگ رہا تھا(

وہ تب بھی پیچھے نہیں مڑا۔۔۔

"مجھے اس پر افسوس بھی نہیں ہے"

۔۔۔۔دوسرا وجود پھر کچھ کہہ رہا تھا۔۔

لہجے میں نفرت تھی بے تحاشا نفرت

۔۔۔۔

)وہ پھر بھی پیچھے نہیں مڑا، وہ مر ہی نہیں

سکا تھا(

"تم یا تمہارے خاندان کے کسی بھی فرد سے میں کوئی بھی تعلق رکھنا میں اپنی توہین سمجھتا ہوں۔۔ کسی سے بھی۔۔" اسکا اشارہ نجانے کس طرف گیا تھا

اسنے آنکھیں بند کی۔۔۔۔ تو انسو گال پر بکھرتے چلے گئے۔۔

)۔ مگر مڑ کر نہیں دیکھا(

"تم اسی قابل تھے۔۔۔۔" وہ زہر خند

لہجے میں بولا تھا۔۔۔

اس نے جیسے چپ کا روزہ رکھ لیا۔۔۔۔

یار کھوا دیا گیا۔۔۔۔

اب کوئی آواز نہیں تھی۔۔۔

لوہے کا دروازہ بن ہو چکا چکا تھا

وہ جا چکا تھا۔۔۔۔

پیچھے وہ ویسے ہی بیٹھا رہا۔۔۔

نجانے کتنی دیر۔۔۔۔۔۔

"میرا انتظار کرنا۔۔۔ میں آوں گا۔۔۔"

اپنے ہی الفاظ کانوں میں گھونجتے۔۔۔ اسکے

دل میں پوست ہوئے تھے۔۔۔

ہر طرف خوف و ہراس چھایا ہوا تھا آدم خان کے بڑے بیٹے کی لاش کو دیکھتے لوگ حیرت زدہ تھے صرف اس کا بیٹا نہیں اس کی بیوی اور چند مہینوں کا بیٹا۔۔۔۔ تین لاشیں حویلی کے باہر پڑی ہوئی تھی اور

لوگ خوفزدہ تھے ایسا خوف کہ کسی نے

اگے بڑھ کر ان کو ہاتھ نہ لگایا اتنی ہمت

صرف ایک ہی شخص کر سکتا تھا اور وہ

تھا۔۔۔۔۔۔۔

مزید تھوڑی دیر بعد کا منظر کافی ہولناک تھا

ایک جانب حویلی کے صحن میں تین

لاشیں پڑی تھی جن پر عورتوں کا ماتم

جاری تھا جبکہ دوسری جانب وحشت سی
چھائی ہوئی تھی۔۔۔
حویلی کے سارے مرد ایک طرف جمع
تھے نفرت غصہ بدلے کی اگ خود میں
سموئے وہ ایک دوسرے کو برباد کر دینے
پر تلے ہوئے تھے چند ہی دیر میں پتہ چل
چکا تھا کہ یہ کام کس کا تھا۔۔۔۔۔

وجہ کیا بنی تھی یا ہوا تھا یہ جانے کی کسی نے
کوشش نہ کی اور نہ وہاں پہ ایسا کوئی رواج
تھا لوگوں کو نام پتہ چل گیا اور بس یہیں
تک ان کے لیے کافی تھا کچھ دیر بعد صحن
سے تین لاشیں بھی اٹھالی گئی

۔۔ عورتوں کا شور اور خاموش

مرد۔۔۔۔ایسے میں وہ شخص بھی کھڑا

تھا۔۔۔

اس نے کسی ایک بھی جنازے کو شاید

کندھا نہ دیا وہ ساتھ ساتھ چل رہا تھا سیاہ

شلوار قمیض میں ملبوس اس کے بال ماتھے

پہ بکھرے ہوئے تھے اور انکھیں ہاں وہ

سیاہ آنکھیں نفرت بدلے کی اگ سے

سرخ ہو چکی تھی وہ جانتا تھا اس نے کیا کرنا

تھا۔۔۔

یہ اس کو مار دوں گا میں اپنے بھائی کے

بدلے میں ایک عورت کو ایک لڑکی کو

خاندان میں بالکل برداشت نہیں کروں گا

"۔۔۔وہ چلا رہا تھا

اس کے سر پر غصہ سوار تھا اس کے سر پہ

خون سوار تھا۔۔۔

"ہم یہ کریں گے... ہمیں ان کو وہاں

تکلیف دینی ہے جہاں زیادہ تکلیف ہو

"_____

یہ اواز آدم خان کی تھی جس نے اپنے بیٹے کو سمجھانا چاہا مگر وہ کچھ بھی سننے کو تیار نہیں تھا اسکے سر پر خون سوار تھا۔۔۔۔اسکے بھائی کا قتل ہوا تھا۔۔۔۔وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو چکا تھا

جرگہ بیٹھ چکا تھا اور جرگے میں ایک جانب
فیروز جتوئی اس کا بیٹا ہمدان جتوئی اور
جازلان جتوئی بیٹھے تھے۔۔۔

جبکہ دوسری جانب آدم خان۔۔ سلطان
خان اور ان کے قبیلے کے کئی اور افراد بیٹھے

ہوئے تھے۔۔۔۔۔ایک سناٹا تھا جو چھایا

ہوا تھا ایک سکوت تھا جس نے سارے

منظر کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔۔۔۔

کوئی بھی بول نہیں رہا تھا اور کوئی سن بھی

نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔ عجیب منظر تھا گاؤں

کے دو بڑے قبیلے آمنے سامنے تھے۔۔۔۔

ایک خاندان کا خاندان اجرا تھا جبکہ دوسرا

ملزم سمجھا جارہا تھا۔۔۔ جس پر ابھی جرم

ثابت تو نہیں ہوا تھا مگر فیصلے کا وقت آچکا

تھا

گاؤں کا ہر چھوٹا بڑا اس وقت اس میدان میں جمع تھا۔۔۔سب کو فیصلے کا انتظار تھا۔۔۔۔وہ دیکھنے آئے تھے۔۔۔یا شاید جاننا چاہ رہے تھے کہ آخر اس بار جیت کس کی ہونی تھی ۔۔۔کچھ لوگ تھے جو فیروز کے ساتھی

تھے کچھ لوگ تھے جو ادم خان کے ساتھی

تھے۔۔۔۔۔۔

ایسے میں وہ شخص تھا جس کے بال ماتھے

پہ بکھرے اور سرخ ہوتی انکھیں وہ سامنے

بیٹھے ہوئے فیروز جتوئی کو دیکھ رہا

تھا۔۔۔۔فیروز جتوئی کے دونوں بیٹے

اس کے ساتھ تھے۔۔۔

"مجھے خون کے بدلے خون چاہیے

ہے"۔۔یہ اواز آدم خان کی تھی جس کی

چھوٹی انکھیں بمشکل کھلی ہوئی معلوم ہوتی

تھی۔۔۔خوف و حراس پھیلانے میں اس

سے اگے کوئی نہیں تھا۔۔۔۔ایک دنیا

ایک زمانہ اس سے خوف میں رہا تھا اور اب

بھی اس کے ضعیف ہونے کے باوجود بھی

اس کی دہشت ویسی ہی تھی لوگوں کے

دلوں میں۔۔۔۔۔

فیروز جتوئی نے سنا تو چند لمحے دیکھتا رہ گیا

سب کچھ شاید اتنا جلدی ہوا تھا کہ وہ اس کو

کچھ بچنے کی تدابیر سمجھ نہ آسکی۔۔۔اس

کے دونوں بیٹے اس کے وارث۔۔۔۔اس

کام میں ملوث تھے یا نہیں تھے اس بات کا

ثبوت نہیں دے سکا اور خون کا بدلے

خون کا مطلب تھا کہ اپنے دونوں بیٹوں

سے ہاتھ دھو دینا۔۔۔۔ جس کے لیے وہ
کبھی رضامند نہیں ہو سکتا تھا جبکہ اس کے
دونوں بیٹے ساتھ خاموش بیٹھے تھے بالکل
خاموش جیسے اپنے لیے کچھ بولنے کا ان کو
حق نہیں تھا۔۔۔۔

کچھ مزید دیر گزری مزید بحث ہوئی اور

آخر کار جو فیصلہ ہوا اس پہ سکتا چھا چکا تھا

۔۔۔۔یہ مطالبہ بھی آدم خان کی جانب

سے کیا گیا تھا اور اس نے اب کہ فیروز

جتوئی کی بیٹی کو ونی میں مانگ لیا تھا جس کو

سن کر جازلان شدید پاگل ہو گیا تھا وہ چلایا

چیخا مگر پھر خاموش کروا دیا گیا۔۔۔۔

فیروز جتوئی نے پہلے پہل تو شدید مذمت کی۔۔۔۔ مگر پھر جب دوسرا راستہ اسے صرف بیٹے قربان کرنے کا ہی دیا گیا تو سگے بیٹوں کی محبت جیت گئی۔۔۔۔ وہ بھری محفل میں خاموش ہو گیا۔۔۔۔

فیصلے پر مہر لگی۔۔۔۔

کئی لوگوں کے دلوں کو ٹھنڈک

ملی۔۔۔۔۔

اور کئی حیرت زدہ تھے۔۔۔۔

فیروز جتوئی اپنے بیٹوں کے گناہ کو چھپانے

کے لیے جس کو قربان کر رہا تھا۔۔۔اس

پر اسکا کوئی حق نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

"س۔۔سائیں۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ بچی ہے

۔۔۔۔نا سمجھ ہے۔۔۔ا۔۔اسکو نابلی

چڑھائیں۔۔۔۔وہ مر جائے گی۔۔۔۔"

پاؤں میں گرنے کی کسر رہ گئی۔۔باقی

۔۔۔وہ عورت ہر حربہ آزما چکی تھی۔۔۔۔

وہ اسکی ماں نہیں تھی مگر اسے ایک ماں

سے بڑھ کر پالا تھا۔۔

کیسے وہ کسی کو بھی اجازت دے دیتی کہ

اسے روند دیا جائے۔۔۔۔ مگر یہاں اسکی

کوئی سننے والا نہیں تھا۔۔۔۔

اور یہی ہوا۔۔۔۔

"دوسرا کوئی چارا ہوتا تو میں یہ فیصلہ نا

لیتا۔۔۔۔۔وہ خون کا بدلہ خون مانگ رہیں

ہیں۔۔۔جرگے نے بہت کوشش کے بعد

۔۔۔خون بہا میں ونی کی رضامندی دی

ہے۔۔۔اگر ایسا نا کروں تو اور کیا کروں"

وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے تھے

۔۔۔۔سر جھکا ہوا تھا پہلے کی نسبت

۔۔۔۔۔زیادہ۔۔وہ اس فیصلے پر آمادہ نہ

تھے۔۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔

"وہ مر جائے گی سائیں۔۔۔۔"شاکرہ کو

اور کوئی بات نہیں سمجھ آ رہی تھی۔۔۔وہ

بس اِتنا جانتی تھی کہ خان لوگ کتنی نفرت

کرتے تھے ان سے۔۔۔وہ کیا حشر کرتے

اسکی بیٹی کا۔۔۔۔

"اگر ایسا نا کیا تو میرے دونوں بیٹے مر

جائیں گے۔۔۔۔۔" انکا لہجہ سپاٹ

ہو گیا۔۔۔۔۔۔حالانکہ وہ ایسا چاہتے نہیں

تھے مگر کوئی دوسرا چارہ تھا ہی کب۔۔۔۔

شاکرہ انہیں دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔

کیا کوئی باپ ایسا بھی ہو سکتا تھا۔۔۔

جیسا ہو تھا۔۔۔۔۔۔

ہاں مگر باپ ہوتا تو نا۔۔۔۔اس لڑکی کا تو

اس دنیا میں کوئی سگا نا تھا۔۔۔

حال۔۔۔

"خدا غارت کرے تجھے۔۔۔۔یوں لگ

رہا ہے کہ جھاڑو کی شکل نہ دیکھائی ہے اس

صحن کو۔۔۔۔کدھر ہے یہ کام

چور۔۔۔۔۔خدا پوچھے۔۔۔غارت

کرے۔۔۔۔۔"وہ کالی موٹی عورت جو

منہ میں آرہا تھا بولتے ہوئے اندر کی جانب

بڑھی۔۔۔۔۔۔۔

حالانکہ اس نے ابھی دن میں ہی جھاڑو

لگوایا تھا۔۔۔۔ مگر چونکہ خزاں کا موسم

تھا۔۔۔۔

پتے مسلسل گر رہے تھے۔۔۔ جن کے باعث تھوڑی دیر بعد پھر وہی حالت ہو جاتی۔۔۔۔

وہ اندر آئی۔۔۔۔ اور کمرے کا دروازا زور سے کھولا۔۔۔۔۔

جبھی اسکے ماتھے پر کئی اور ناگواری کے

باعث بل پڑے۔۔۔۔۔

"مہارانی یہاں سو رہیں ہیں۔۔۔۔اے

۔۔۔۔ منحوس۔۔اٹھ۔۔۔"اس نے

باقاعدہ اس وجود کے اوپر سے کمبل کھینچا تھا

۔۔۔۔

وہ ایک دم گھبرا کر اٹھی۔۔۔۔۔

سنہرے لمبے بالوں کی ڈھیلی سی چوٹی آگر

گری۔۔۔اور چند لٹیں چہرے پر جھول

رہی تھی۔۔۔

سرخ و سفید رنگت۔۔۔

اور سبز موٹی موٹی سبز آنکھیں۔۔۔۔۔

موٹی عورت کو اس سے اور نفرت محسوس ہوئی تھی

"تیرا باپ قبر سے اٹھ کر جھاڑو دے گا کیا" وہ کمبل نیچے پھینکتی۔۔۔۔ناگواری سے تقریباً چیختے ہوئے بولی تو صیلہ نے گلہ تر کیا۔۔۔۔

"ابھی ہی تو۔۔۔

"تو اب بہس کرے گی۔۔۔۔ منحوس۔۔

لگتا ہے تو ایسے نہیں سنے گی۔۔۔تجھے تو

میں ابھی بیگم سا۔۔۔۔

"ن۔۔۔ نہیں میں پھر کر دیتی ہوں

۔۔۔۔"وہ ایکدم اٹھی تھی۔۔۔سیاہ پرانی

شلوار قمیض۔۔۔ مگر اس میں بھی اسکا

خوبصورت وجود بھلا لگ رہا تھا۔۔۔۔

رنگت ایکدم سرخ ہوئی خوف کے باعث

۔۔۔۔۔وہ حویلی سے مشکل سے نکلی تھی

۔۔۔۔وہاں تو ہر وقت ایک نئی آزمائش

اسکے لئے تیار ہوتی تھی۔۔ مگر چونکہ پچھلے

کچھ دنوں سے اسے بخار تھا۔ جبھی تو بس

کواٹر میں ہی تھی۔۔۔۔اور ہر گز واپس

نہیں جانا چاہتی تھی مگر اس کے چاہنے سے

کیا ہونا تھا۔۔۔۔۔

"تیرا تو میں دماغ درست کراؤں گی

۔۔۔۔۔" وہ اتنی ہی نفرت سے کہتے

ہوئے باہر نکلنے لگی کہ پھر اچانک ہی

رکی۔۔۔۔

اسکی طرف تقریباً گھورتے ہوئے

دیکھا۔۔۔۔جو ہونٹ چھباتے کھڑی تھی

۔۔۔

"چھوٹے سائیں تیرا پوچھ رہے تھے

۔۔۔۔"وہ اسے اسی طرح گھورتے ہوئے

بولی۔۔۔" یہ نا۔۔۔ہو کہ۔" پھر کچھ کہتے

کہتے رکی۔۔۔ دماغ میں اچھی کہانی

بنی۔۔۔۔اور واپس مڑ گئی۔۔۔

جبکہ وہ پتھر کی ہو گئی تھی۔۔۔۔

رنگت ایسی سفید پڑی کہ جیسے سارے جسم

کا خون۔ نچوڑ کیا گیا تھا۔۔۔۔

اسی کا تو اسے ڈر تھا۔۔۔۔

ماضی۔۔۔

کمرے کا دروازا کھولتے وہ اندر

آئی۔۔۔۔۔تو اندر کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

"ھیلہ۔۔۔۔۔۔۔۔"انہوں نے

پکارا۔۔۔۔۔

مگر وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔۔

وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی اس نے ہونا بھی نہیں تھا ادھر

۔۔۔۔

وہ بیٹھی ہوتی کہیں چھپ کر۔۔۔۔

انہوں نے ڈھیروں آنسوؤں کو واپس

دھکیلا۔۔۔۔اور تڑپتے دل کے

سنگ۔۔۔۔گھٹنوں کے بل بیٹھیں

۔۔۔۔۔

وہ جانتی تھی وہ وہیں ہو گی۔۔۔

اور وہ وہیں تھی۔۔۔۔

بیڈ کے نیچے چھپی ہوئی۔۔۔۔

خوف سے کانپتی۔۔۔

جس ماحول میں اسکی پرورش ہو رہی تھی

۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ ونی کیا ہوتا ہے۔۔

کیوں ہوتا ہے۔۔۔

وہ سب جانتی تھی۔۔۔۔

اور جب سے اس نے سنا تھا کہ۔۔۔

ضوریز خان کے قتل کے جرم میں اسے

ونی کیا جارہا تھا۔۔۔۔

وہ یہیں تھی۔۔۔۔

اسکا نازک دل سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا

تھا۔۔۔۔

وہ پسینے سے تر تھی۔۔۔۔

اس نے سن رکھا تھا کہ خان حویلی والے اسکے اور وہ لوگ انکے کتنے بڑے دشمن تھے۔۔۔

اس نے سن رکھا تھا کہ وہ ظالم لوگ تھے ۔۔۔

وہ خوف کے باعث رو بھی نہیں پا رہی تھی ۔۔۔۔ مگر

وہ شاید جان گئی تھی کہ اسے بچانے والا

اب نہیں آئے گا۔۔۔۔

وہ جان گئی تھی کہ۔۔۔

ذلت والی زندگی اسکا انتظار کر رہی تھی

۔۔۔

وہ جان گئی تھی کہ اسے بلی چڑھا دیا گیا تھا

۔۔۔۔

مگر وہ۔مان نہیں سکی۔۔۔۔۔

"ھیلہ۔۔۔میرا پتر۔۔۔۔۔دیکھ ماں کی

سن لے۔۔آجا باہر۔۔۔۔۔آجا میرا

پتر۔۔۔۔"شاکرہ خود کو رونے سے نا

روک پائی۔۔۔۔وہ روتے ہوئے تقریباً

اسکی منت کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

۔۔

مگر تیز اور پر خوف سانسوں کے سوا کوئی

آواز نہیں تھی۔۔۔

کوئی حرکت نہیں تھی۔۔۔۔

"سن لے۔۔۔۔دیکھ۔۔۔۔کھالے کچھ

۔۔۔۔پ۔۔۔پھر کون پوچھے

گ۔۔۔۔گا۔۔۔۔" اسکا اپنا دل کٹ رہا

تھا۔۔۔۔

کیسی پھولوں سی حسین ونازک لڑکی تھی

وہ لوگ اسکا کیا حشر کرتے۔۔۔۔

سوچ کر ہی اسکا دل بیٹھ رہا تھا۔۔۔

ادھر اسے یقین ہو گیا کہ فیروز جتوئی نے

شاکرہ کی منتیں رد کر دی۔۔۔ حد

کر دی۔۔۔

اب کے۔۔۔ آنسوؤں نکلتے چلے گئے

۔۔۔۔۔

اتنے کے چہرہ بھگوتے۔۔۔

تھوڑی سے ہوتے۔۔۔۔

گردن اور پھر قمیض میں جذب ہونے لگے

تھے۔۔۔

وہ چیخ چلا نہیں رہی تھی

جانتی تھی اسکا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔

مگر وہ رونے سے خود کا باز بھی نا رکھ

سکی۔۔۔

وہ بیڈ کے نیچے

اور۔۔

شاکرہ بیڈ کے پاس بیٹھی رہی گئی۔۔۔۔

دونوں رو رہی تھی۔۔۔۔۔

دونوں میں سے ایک کی بھی سننے والا نہیں

تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

حال۔۔۔۔

سفید کاٹن کی شلوار قمیض پہنے۔۔۔۔۔

اس کے کے بال ماتھے پر بے ترتیبی سے

بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔

بازوں کو کہنیوں تک فالڈ کیئے۔۔۔۔۔

وہ فائل پر کچھ لکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

آج موسم آچھا تھا جبھی۔۔۔۔۔

باہر ہی کرسیاں اور میز لگا رکھی تھی۔۔۔

آس پاس اور لوگ بھی تھے۔۔۔

دور دور سیاہ کپڑوں میں ملبوس گارڈز

ہاتھوں میں بندوقیں لئے۔۔۔۔

ہوشیار کھڑے تھے۔۔۔۔

اسکے موبائل کی گھنٹی بجی تو وہ چونکا۔۔۔۔

آج کل کام کافی زیادہ ہو رہا تھا جس کے

باعث رات دیر تک وہ ادھر ہی

ہوتا۔۔۔۔

پھر وہ کچھ خود بھی ان دنوں حویلی نہیں جانا

چاہ رہا تھا۔۔۔۔

"زیوا" نام سکرین پر جگمگا رہا تھا۔۔۔۔

اسکی پیشانی پر بل پڑے۔۔۔۔۔

"ہیلو۔۔۔۔"بھاری سنجیدہ پر کشش آواز تھی اسکی۔۔۔۔۔

وہ پن۔ بھی ہاتھ سے چھوڑ چکا تھا۔۔۔۔

"لالا۔۔۔بالی آج مجھے لینے نہیں

آیا۔۔۔۔۔میں آدھے گھنٹے سے انتظار کر

رہی۔ہوں۔۔"دوسری جانب موجود

ہستی کافی برہم معلوم ہوئی۔۔۔

یہاں بیٹھے ضرغام خان نے یکدم ہاتھ سے

پن چھوڑا۔۔۔"کیا مطلب کدھر ہو تم"

سرد بھاری لہجہ۔۔۔۔۔۔

"کدھر ہوں گی۔۔۔۔یونیورسٹی میں

انتظار کر رہی ہوں لالا۔۔۔پلیز اسے کال

کریں کدھر رہ گیا ہے۔۔۔۔ "

اس نے زیوا کی کال کارٹی اور وہ تھوڑی دیر

بعد دوسرا نمبر ڈائل کرتا وہ ڈیرے سے

تیزی سے باہر نکل رہا تھا۔۔شام ڈھل رہی

تھی

_____

سیاہ پراڈو آ کے یونیورسٹی کے دروازے

پہ رکی اور اس میں سے سیاہ شوار قمیض پہنے

وہ شخص باہر تیزی سے باہر نکلا تھا۔۔۔

جس کی نیلی آنکھیں ہر کسی کو اپنی طرف متوجہ کرتی تھی دور سے ہی اس نے زیوا کو دیکھا تھا۔۔۔

جو اس کی گاڑی آتا دیکھی تیزی سے اس کی طرف آئی تھی دروازے پہ پہنچ کر اس نے کافی غصے سے اس کو دیکھا اور تیزی

سے گاڑی میں بیٹھتے دروازے کو زور سے

بند کیا تھا۔۔۔۔۔وہ کافی دیر وہاں کھڑا رہا

اور پھر آنکھوں پہ گلاسز لگاتا وہ بھی گاڑی

میں بیٹھتے گاڑی کو زن سے بھگا کے لے گیا

.....

"مجھے فلیٹ کی طرف لے جاؤ میں نے حویلی کی طرف نہیں جانا ہے" زیوانے بنا اس کو دیکھے بولا تو مرر سے ہی اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔

مجھے اس کی اجازت نہیں ہے کہ اپ کو یونیورسٹی سے واپسی پر حویلی کے سوا کہیں

اور لے کے جانے کی۔۔۔۔ آپ ضرغام سائیں سے بات کر لیں" وہ شاید جانتا تھا کہ وہ کیا کرنے جا رہی تھی۔۔۔

میں لالا کو یہ تو نہیں کہہ سکتی لیکن میں یہ ضرور کہہ سکتی ہوں کہ میں تم سے شدید

تنگ ہوں تو تم سوچ لو کہ تم نے اس کے

بعد کیا کرنا ہے"

"میں سوچ چکا ہوں" وہ سنجیدگی سے بولا

تو زیوا نے نفرت سے اس شخص کو دیکھا تھا

جانتی تھی وہ نہیں جائے گا اور ضرغام

۔۔۔۔وہ اسے کیا بولتی۔۔۔۔

وہ خاموش ہو گئی۔۔۔ مگر اس نے وہاں

ضرور جانا تھا۔۔۔۔

اسکی سیاہ چھوٹی آنکھوں میں اب بے چینی ابھر چکی تھی۔۔۔۔۔

آج چار دن ہو چکے تھے۔۔۔۔ مزید انتظار کرنا کافی مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

جبکہ بالی اب بنا اسے دیکھے خاموشی سے

گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔۔

حال۔۔۔

"اس نے چادر سے خود کو ڈانپ رکھا تھا

سر پہ چادر نہیں تھی مگر اس کے باوجود سیاہ

چادر نے اس کے پورے وجود کو ڈھانپ

رکھا تھا۔۔۔اس کا دل کانوں میں دھڑک

رہا تھا اور نگاہیں کسی خوفزدہ پرندے کی

نگاہوں کی مانند ہر جگہ دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔

یہ وہ حویلی تھی جہاں اس کی زندگی کے

تقریباً چھ سال ہونے کو تھے اور اس نے

ان چھ سالوں میں کیا کیا نہیں دیکھا تھا

۔۔۔کیا کیا نہیں سہا تھا۔۔۔ذلت رسوائی

خوف مار پیٹ یہ تو روز کا ہو چکا تھا۔۔۔

مگر جواب ہو رہا تھا وہ وہ اسے شدید خوفزدہ کر چکا تھا۔۔۔

اس نے خود کو تیار کیا۔۔۔شاید اس وقت وہ شخص حویلی میں نہیں تھا ہاں تھوڑا تھوڑا اندھیرا ہو رہا تھا اور وحشت مزید بڑھ رہی

تھی مگر اس کے پاس انکار کی کوئی گنجائش
نہیں تھی نہ پہلے کبھی رہی تھی
۔۔وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی کچن کی
جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔۔

سنہرے بالوں کی چند لٹیں چہرے پر
بکھری ہوئی تھی۔۔۔لباس ہمیشہ کی طرح

آج بھی سیاہ تھا جو شاید اس کی سیاہ بختی کی

علامت تھا۔۔۔۔

ماضی

کچھ دیر بعد حویلی میں کئی گاڑیاں اکر رکی

اور اس میں سے لوگ نکلتے چلے گئے تھے۔

سیاہ شلوار قمیض پہنے اور بڑی بڑی

بندوقیں اٹھائے وہ حویلی میں تیزی سے

اندر بڑھ رہے تھے فیروز جتوئی ایک جانب

کھڑا تھا بنا کچھ بولے۔۔۔۔

"فیصلے کے مطابق تمہیں اب اپنی بیٹی کو ہمارے ساتھ بھیجنا ہو گا"۔۔۔ان میں سے ایک شخص بولا تو فیروز جتوئی کو چند لمحے کے لیے شاید کچھ محسوس ہوا تھا مگر پھر وہ لب بھینچ گیا۔۔۔اس کی انکھوں کے سامنے اس کے بیٹے تھے جو ان خون

جوان بیٹے اس نے انہیں ہی فوقیت دی تھی۔۔۔

"شاکرہ" انہوں نے چند ہی قدم کی دوری پر کھڑی اس عورت کو پکارا جو اب بھی امید سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"لے آو اسے" شاکرہ نے پلو دانتوں تلے

دبائے سسکیوں کا گلا گھونٹا تھا۔۔۔۔وہ کر

بھی کیا سکتی تھی۔۔۔۔امیدیں ٹوٹ گئی

جب ساری تو وہ پلٹ گئی اور جب واپس

آئی تو اسکے ساتھ ایک بڑی سی چادر میں

لپٹی وہ لڑکی تھی۔۔وہ لڑکی جس کی عمر لگ

بھگ چودہ پندرہ سال تھی۔۔۔۔

اسنے سفید کپڑوں پر۔۔۔چادر اوڑھ رکھی تھی۔۔۔۔چہرہ اسی چادر میں چھپا ہوا تھا۔۔اور شاید رو رو کے سرخ ہو چکا تھا انکھیں اور سوجھ چکی تھی۔۔۔۔

شکرہ نے لا کے اس کو فیروز جتوئی کے

سامنے کھڑا کیا کہ شاید جوان لڑکی کو

غیروں کو دیتے غیرت جاگے اور شاید اسی

ڈر سے فیروز جتوئی نے اس کی جانب دیکھا

تک نہیں اور پھر جو دیکھا وہ یہ تھا کہ انہیں

مردوں میں سے ایک نے اس کی بیٹی کا بازو

پکڑا تھا اور تقریبا اسے گھسیٹتے ہوئے لے

کے جارہے تھے یہ وہ اخری منظر تھا جو اس

نے دیکھا اور پھر رخ موڑ لیا۔۔۔۔

گاڑیوں کی آواز ایک بار سنای

دی۔۔۔ پھر گاڑیوں کا چلے جانا

۔۔۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی جسم سے

روح نکال کے لے گیا تھا اور وہاں پھر بھی

سب زندہ تھے۔۔۔

گاڑیاں کچے روڈ سے گزرتی گزرتی کافی

وقت کے بعد دوسری حویلی کے پاس اکے

رکی تھی یہ وقت کیسے کٹا تھا کٹا تھا نہیں کٹا

تھا یا گہرے رنگ چھوڑ گیا تھا اس کا ہیلہ کو

شاید نہیں معلوم تھا

اسے بے دردی سے کھینچ کر گاڑی سے

نکالا گیا۔۔۔۔

اور یہاں سے ایک اور کہانی شروع ہوئی تھی

اس سے اس کا اپنا سب کچھ لے کر اسے ایک سیاہ شلوار قمیض دے دی گئی اور پھر اس کو ایک زندان میں ایک تہ خانے میں بند کر دیا گیا تھا اس دوران وہ شاید کچھ نہ

بولی یا پھر شاید کچھ بول نہ سکی تھی اور وہ

سب ایسے حالات میں ہو رہا تھا کہ شاید وہ

اس کو ابھی تک سمجھ بھی نہیں پا رہی

تھی۔۔وہاں وہ ایک کونے میں دبکے بیٹھی

ہوئی تھی شدید خوف نے اسکو اپنی لپیٹ

میں لے رکھا تھا۔۔۔۔یہ حویلی میں اس کا

پہلا دن تھا اس کا دل کسی سوکھے پتے کی

مانند لرز رہا تھا۔۔۔۔اس کے بال بکھرے

ہوئے تھے اور چہرہ۔۔۔۔۔۔۔انکھیں رو

رو کے سوجھ چکی۔۔۔ تھی۔۔۔۔وہ ایک

کونے میں دھبکی بیٹھی ہوئی تھی گھٹنوں کے

گرد بازوں کو پھیلائے۔۔۔۔۔اور پھر اس

پر تھوڑی رکھے اس کا پورا وجود جیسے ایک

ایک چیز کو سن رہا تھا اس کا دل خوف سے

دھڑک رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی اس کے

ساتھ اب کیا ہو گا وہ بالکل نہیں جانتی تھی

اس وقت خان حویلی کے سب ہی افراد

ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ایسا عرصے

بعد ہوا کرتا تھا۔۔۔۔۔

یہاں ہر کوئی الگ وحشت لیے ہوئے

تھا۔۔۔

آدم خان۔۔۔ سلطان خان۔۔۔۔ فوزیہ

بیگم۔۔۔۔ اور وہ۔۔۔

ہر کسی کے لہجے میں الگ نفرت تھی۔۔۔

جیسے قتل کی زمہ دار وہ لڑکی تھی۔۔

"وہ ** لڑکی ہمارے بیٹے ضرغام خان کے نام پر اس حویلی میں آئی ہے۔۔۔اور اسی کے نام سے مرے گی اور اسی حویلی سے

اسکا جنازہ بھی اٹھے گا مگر ابھی نہیں

۔۔۔۔ابھی ہمارا کام پورا نہیں

ہوا۔۔۔۔۔اور اسکے بعد۔۔۔۔۔۔۔وہ

بولے جارہے تھے۔۔۔ نفرت تھی کہ

نگاہوں سے تو کیا پورے وجود سے ظاہر ہو

رہی تھی۔

۔۔یہی نفرت انہوں نے کئی سال لگا کر

اپنے دونوں بچوں کے دل میں ڈالی۔۔۔

اب حالات یہ تھے کہ انکا بیٹا ضرغام خان

تو نفرتوں کا ایک جہاں اپنے اندر سموئے

جوان ہو چکا تھا اور اب بیٹی بھی انہی کے

نقشِ قدم پر چل رہی تھی۔۔۔۔

جتوئی خاندان سے نفرت۔۔۔۔

اور شدید نفرت۔۔۔۔

ایسی نفرت جس کو ظاہر کرتے کرتے کئی

قت *ل ہوئے۔۔۔۔ عزتیں لوٹی گئی اور

اب۔۔۔۔۔ایک معصوم اس نفرت کی بلی

چڑھادی گئی۔۔۔

اور یہ نفرت یکطرفہ ہر گز نہیں تھی

دونوں خاندان تھے کہ ایک دوسرے کے

خو*ن کے پیاسے ہوئے بیٹھے تھے

---ایک واقعے کو کئی برس بیت گئے مگر

واقعہ نا بیت سکا---نسل در نسل تازہ ہوتا

رہا---اور نجانے کب تک ہونا تھا---

"مگر میرا بیٹا اس لڑکی کو اپنا نام ہرگز نہیں دے گا۔۔۔۔۔ہرگز بھی نہیں سائیں ۔۔۔"فوزیہ بیگم انکی بات سنتے بے ساختہ بولی۔۔۔وہ شاید اس لڑکی کی خوبصورتی سے کہیں ڈر بھی چکی تھی۔ایسا تو وہ مر کر بھی نا ہونے دیتی۔۔۔۔۔

ایک جانب سیاہ شلوار قمیض پہنے۔۔۔۔وہ
شخص بیٹھا تھا جس کے بارے میں کب
سے باتیں ہو رہی تھی۔۔۔سیاہ بال ماتھے
پر بکھرے اور سرخ ہوتی سیاہ چھوٹی
آنکھیں۔۔۔۔وہ بس سن رہا تھا
۔۔۔۔سب۔۔۔خاموشی سے۔۔۔۔اس

لڑکی کا حویلی میں ہونا اسکے لئے نا قابل

برداشت بات تھی مگر وہ کر رہا تھا برداشت

"ونی کو کب نکاح میں لیا جاتا ہے" سگار کا

کش لگاتے انہوں نے دھواں ہوا تھا

چھوڑا " "

مگر وہ میرے بیٹے کی غلام رہے گی

۔۔۔۔مرتے دل تک۔۔۔۔۔اسی کی

۔اسی کی رہے گی۔۔۔"سامنے بیٹھے اپنے

بیٹے کو مغرور نگاہیں سے دیکھتے وہ سفاک

لہجے میں بولے۔۔۔جانتے تھے تیر نشانے

پر لگ رہا تھا۔۔۔وہ جیسا چاہ رہے تھے

بالکل ویسا ہی ہو رہا تھا۔۔۔۔ہمیشہ کی طرح

۔۔

"مگر اس سے پہلے اس کے آخری وارث

کو بھی ختم کرنا ہو گا۔۔۔ورنہ کل کو وہ

لوگ۔۔۔۔۔

سیاہ قمیض میں ملبوس وہ شخص بات کے بیچ

میں ہی اٹھا۔۔۔۔۔۔وہ ایک پل کو ہال

میں خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔۔۔

سب نے اسے جاتے دیکھا تھا جسکا چہرہ

سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔سب ہی جانتے تھے

کہ وہ کتنا خلاف تھا کہ اس خاندان کا کوئی

بھی شخص اس حویلی میں آئے۔۔۔۔۔ مگر

اب جب آگیا تھا۔۔۔ تو وہ ابھی تو چپ

ہو گیا تھا مگر چپ رہنے والا نہیں تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ حویلی کی پرانی سیڑھیوں سے اب نیچے

اتر رہا تھا۔۔۔۔بازوؤں کی رگیں واضح

ہو رہی تھی اور سیاہ آنکھوں میں عجیب

نفرت تھی۔۔۔۔۔۔بے حد عجیب۔۔۔۔۔۔

خود کو بھی اور دوسرے کو بھی برباد کر

دینے والی نفرت۔۔۔۔۔کافی سیڑھیاں

اتر کر جب نیچے پہنچا تو یہاں گہرے سکوت

اور اندھیرے کا راج تھا۔۔۔۔ مگر اسے

راستے حفظ تھے۔۔۔۔۔

ایک لکڑی کے دروازے کے پاس آکر

رکا۔۔۔۔ اور ساتھ ہی بلب بھی جلایا تھا

۔۔۔۔۔

اس بلب کی روشنی بس اتنی ہی تھی جو

اندھیرے کو بس ختم کر پا رہی تھی

۔۔۔۔اس سے زیادہ روشنی نہیں تھی

۔۔۔۔

اس نے دروازہ کھولا۔۔۔۔اور اندر داخل

ہوا۔۔۔۔

وہ اسے ختم کر دینا چاہتا تھا۔۔۔۔

وہ لڑکی اسکے لئے نا قابل برداشت شخصیت تھی۔۔۔۔۔

"۔۔۔ک۔۔۔۔۔کون۔۔۔۔۔۔"ڈری سہمی آواز۔۔۔۔۔سیاہ لباس میں ملبوس وہ

لڑکی سائے کی طرح معلوم

ہوتی۔۔۔۔ پیچھے ہو رہی تھی

۔۔۔۔۔خوف۔ خوف۔۔۔۔۔اور بے

تحاشا خوف۔۔۔۔۔

کون تھے یہ لوگ۔۔۔

وہ جانتی تھی۔۔۔۔

وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔۔

یہی سب تو انہیں بتایا گیا تھا۔۔۔

مگر اس کے ساتھ ایسا بھی ہو سکتا ہے یہ

کسی نے نہیں بتایا تھا۔۔۔

وہ دشمنوں کی قید میں تھی۔۔۔۔

وہ پیچھے ہو رہی تھی۔۔۔بھاگنا چاہ رہی تھی

مگر وہ بوٹوں کی آواز۔۔۔۔اور وہ شخص

قریب آتے جارہا تھا۔۔۔۔ قریب۔۔۔۔

بے حد قریب۔۔۔۔۔۔۔ نیم۔ اندھرے

میں وہ اسکو غور سے نا دیکھ سکی۔۔۔ مگر یہ

توطہہ تھا کہ وہ سالوں بعد بھی اگر اسے

دیکھتی تو پہچان جاتی۔۔۔ خوف اسکی جان

لینے کے در پر تھا۔۔

"ن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔م میں نے

۔۔۔۔میں

نا۔۔۔واقف۔۔۔۔۔ت۔۔۔۔۔

پسٹل لوڈ ہونے کی آواز۔۔۔۔۔

اور اسکی آواز کا تھم جانا۔۔۔۔۔

کمرے میں ایک بار پھر سناٹا چھایا۔۔۔۔

دو نفوس تھے۔۔۔

مگر قبرستان کی سی خاموش تھی۔۔۔۔۔

"تمہیں دکھ ہو گا۔۔۔ اپنوں سے دوری کا

۔۔۔۔۔ تمہارا یہ دکھ۔۔۔۔ یہیں ختم

ہونے والا ہے۔۔۔۔ "بھاری گھمبیر سپاٹ

آواز۔۔۔۔۔

"ن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔

خدا۔۔۔۔۔را۔۔۔۔۔ "

اس شخص نے جیسے ہی پس* ٹل کا رخ

اسکی جانب کیا۔۔۔وہ تقریباً چیخی تھی

۔۔۔اسکا۔روم روم کانپ رہا تھا۔۔۔۔۔

ایسا اندھیرا اور ایسی مو*ت۔۔۔۔ نہیں

۔۔۔۔

وہ بھاگی۔۔۔۔بے ساختہ۔۔۔

مگر یہاں بھی ناکامی ہوئی تھی۔۔۔

وہ اسکی پکڑ میں تھی اب۔۔۔ سخت

پکڑ۔۔۔۔

کہ وہ ہل نا سکی۔۔۔۔

وہ مظبوط بازو اسکی گردن کے گرد حائل ہو

گیا۔۔۔۔

اور ٹھنڈک کا احساس اسے اپنے گردن پر

ہوا۔۔۔۔

اسنے چہرہ موڑا۔۔

صرف ایک پل کو۔۔۔۔

سیاہ و سبز آنکھیں ملی۔۔۔۔

نیم اندھیرے میں وہ بس ایک پل کی ہی

جھلک برداشت کر پائے۔۔۔۔۔

دوسری جانب ضرغام۔۔۔

وہ ہوش میں نہیں تھا۔۔۔۔

اسے بس اتنا پتا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کی زات کو برداشت کرنے کی

برداشت نہیں رکھتا تھا۔۔۔۔

اسے بس اتنا پتا تھا کہ اسے نفرت تھی

۔۔۔۔۔

بے تحاشا نفرت۔۔۔۔۔

ہوش میں ہوتا تو جانتا۔۔۔۔

اسکے ریشمی بالوں کی خوشبو بہت بھلی تھی

۔۔۔۔

ہوش میں ہوتا تو جانتا۔۔۔۔

ان آنکھوں کے لیے مرا جا سکتا تھا۔۔۔۔

ہوش میں ہوتا تو جانتا۔۔۔۔

جس وجود پر وہ اتنی سختی کر رہا تھا۔۔۔

وہ کتنا نازک وجود تھا۔۔۔

ہوش میں ہوتا تو جانتا۔۔۔۔

وہ اسکی تھی۔۔۔

صرف اسکی۔۔۔۔

"تمہیں مرنا ہی ہوگا۔۔۔۔"

"ن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔۔ "

اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر کو دبتا کہ تیزی سے دروازہ کھلا تھا وہ کئی لوگ ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔۔

"چھوڑو اس کو" آنے والا چیخا تھا مگر ویار کے گرفت اس لڑکی پر بالکل بھی کم نہ

ہوئی۔۔۔۔وہ۔۔۔۔اج یہ کہانی شاید ختم

کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔وہ اس خون کے

بدلے خون چاہتا تھا۔۔۔۔ایسا نہیں تھا کہ

وہ اس لڑکی کو مار کے چپ ہو جانے والا تھا

اسے ان دونوں بلکہ اس پورے خاندان کو

ختم کرنا تھا اس میں اس قدر نفرت تھی

۔۔۔۔۔

جبکہ ہیلہ وہ اپنے اپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔مگر شاید ممکن نہیں تھا۔۔۔۔

چند لمحوں میں کسی نے اس کو کھینچا اور پھر
چھوڑ دیا وہ دوسری طرف گری تھی اور
اب وہ شخص پسٹل کھینچ رہا تھا۔۔۔۔

اسے کچھ کہہ رہا تھا مگر یہ ساری ہیلہ کی
سماعت میں نہیں جا پا رہا تھا وہ اس قدر
خوفزدہ تھی کہ چند ہی لمحوں میں بے ہوشی

اس پر طاری ہو گی اس کے بعد کیا ہوا یہ

شاید اس کو معلوم نہیں تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

دیواروں پر لگی ہوئی روشنی۔۔ مدھم جل

رہی تھی۔۔

ہیلہ فرش پر بیٹھی تھی۔سیاہ شلوار قمیض

مٹی اور آنسوؤں سے بھری ہوئی۔۔۔

سنہرے بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔اور

سبز آنکھیں...جواب خوف سے نہیں۔۔

تھکن سے خالی لگ رہی تھیں۔۔۔۔وہ

اب اس سے سے تھکنے لگی تھی۔۔۔یہ پہلے

پہلے دن تھے۔۔۔ اسکا زیادہ وقت رونے

میں ہی گزرتا تھا۔۔

۔کون کون یاد نہ آتا تھا۔۔۔۔

وہ بہت چھوٹی تھی جب اسکا باپ مر

گیا۔۔۔ مگر یادوں کے پار اسکا شفقت

بھرا احساس شاید زندہ تھا۔۔۔ مگر زندگی

ان پر تنگ نا ہوئی۔۔۔ اسکی ماں۔۔۔ فاریہ

۔۔۔ کے ماں باپ نے اسکی شادی ایک

جاگیر دار سے کر دی۔۔۔ جس کے پہلے ہی

دو بیٹے بیٹے تھے۔۔۔۔

فیروز جتوئی نے اسے اپنی بیٹی ہی کی طرح

عزت دی۔۔۔ اور اسکے دو بھائی۔۔۔

اسکے بھائی بن گئے۔۔۔۔

جن میں سے چھوٹا اتنا چھوٹا تھا کہ فاریہ نے اپنی ایک سال کی بیٹی کے ساتھ اسے بھی پالا۔۔۔وہ اسکی ماں تھی۔۔۔رضائی ماں۔۔

سب کچھ اچھا جا رہا تھا۔۔۔دو بھائیوں کی بہن۔۔۔اور حویلی کی اکلوتی بیٹی۔۔۔اس کی زندگی ناز و نزاکت سے گزر رہی تھی

۔۔۔جو چاہا سب ملا۔۔جیسا چاہا سب ویسا ہی ہوا۔۔۔وہ یہ تک بھول گئی کہ وہ سب اسکے اپنے نہیں تھے۔۔۔

فیروز جتوئی نے اسکی ماں کو محبت دی عزت دی۔۔۔ مگر پھر ایک دن۔۔۔ سب بکھر گیا۔۔۔

اسکی ماں ایک حادثے کا شکار ہوئی۔۔۔ اور وہ تنہا رہ گئی۔۔۔ تب وہ تین سال کی تھی ۔۔۔ فیروز جتوئی نے تب اسکا مزید خیال

رکھنا شروع کر دیا۔۔۔اسکے لئے الگ سے
ایک ملازمہ رکھی گئی۔ جس نے پھر اسکی
پرورش کی۔۔۔۔وہی اب اسکی ماں
تھی۔۔۔۔لوگوں نے باتیں بنائیں مگر
فیروز جتوئی ڈٹا رہا۔۔۔اسے اسکی ماں سے
محبت تھی۔۔۔اسکی بیٹی کو اپنی بیٹی مانا تھا
۔۔ویسے بھی اب اسکا اس دنیا میں کوئی

دوسرا سگا نہیں رہا تھا۔۔۔ایسے میں وہ ہیلہ
کو کسی کو نہیں دے سکتا تھا۔۔۔وہ اسی
حویلی میں پلی بڑھی۔۔۔۔جازلان اس
سے کچھ مہینے ہی بڑا تھا۔۔۔ان دونوں میں
کافی دوستی تھی۔۔۔وہ اسکے سائے کی
طرح رہتا۔۔۔سب اچھا جا رہا تھا

۔۔۔زندگی گر زخم دے رہی تھی تو مرہم

بھی وہی کر رہی تھی۔۔۔۔

وقت گزرتا گیا۔۔۔

اور اچھا وقت پھر گزر ہی گیا۔۔۔۔

وہ اس وقت پندرہ سال کی تھی۔۔۔۔

اور وہ ایک بھیانک رات تھی۔۔۔

حویلی میں قیامت برپا تھی۔۔۔

اس سے اس سے پہلے کبھی فیروز جتوئی کا یہ

روپ نا دیکھا تھا۔۔۔وہ ایک کونے میں

ساکت کھڑی تھی۔۔۔۔

وہ جازلان سمیت سب پر چلا رہے تھے

۔۔۔جانے کیا ہوا تھا۔۔۔اسے اتنا ہی سمجھ

آ گیا کہ جن لوگوں سے فیروز جتوئی کی

برسوں سے دشمنی چلی آ رہی تھی ان کے

بیٹے اور بہو کا قتل ہو گیا تھا۔۔۔اور الزام

۔۔ہمدان جتوئی اور جازلان جتوئی پر لگایا

گیا تھا۔۔۔وہ پوری رات سب کی آنکھوں

میں گزری تھی۔۔۔اس دن اس نے پہلے

بار دیکھا۔۔۔جن آنکھوں سے فیروز

جتوئی نے اسے دیکھا۔۔۔وہ اسکے کسی

اپنے کی نگاہیں نہیں تھی۔۔۔۔

اس رات شاکرہ اسے ایک پل کو بھی چھوڑ

نہیں رہی تھی۔۔۔اور یہ کیوں ہوا۔۔

اسے صبح پتا چل گیا تھا۔۔۔۔اسے ونی کر

دیا گیا تھا۔۔۔وہ حویلی میں رہتی تھی وہ سب سے واقف تھی۔۔۔۔

وہ حیرت زدہ تھی۔۔۔وہ تو اسکا باپ تھا۔ وہ کیسے اسے ونی کر سکتا تھا۔۔۔اور اسکے بھائی۔۔۔ آج اسے احساس ہوا وہ کسی کی اپنی نہیں تھی۔۔۔سب جھوٹ تھا سب

فریب تھا۔۔۔اسے سالوں سنبھالا گیا۔۔

ایسے روندنے کے لیے؟وہ پہلے پہل روئی چلائی۔۔۔۔۔۔

اس دن اس نے کسی کو نا دیکھا۔۔۔۔

اور پھر رات میں وہ آیا تھا۔۔۔۔

سیاہ آنکھوں والا جازلان جتوئی

وہ غصے میں تھا۔۔اس نے بہت کوشش کی

مگر وہ ہیلہ کو نہیں بچا سکا تھا۔۔۔اسے

صرف بہن کہا نہیں بلکہ مانا بھی تھا۔۔۔

مگر وہ کسی صورت ایسا نہیں ہونے دے

سکتا تھا۔۔۔اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ

رات کو اسے یہاں سے نکال دے گا۔۔۔

وہ اسے دلاسے دے رہا تھا۔۔ سمجھا رہا تھا

۔۔۔۔

رات اپنی جوبن پر تھی۔۔۔

وہ رات کو تیار رہنے کا کہہ کر گیا۔۔۔

اور وہ اسکا انتظار کرتی رہ گئی۔۔وہ لوٹ کر

نہیں آیا تھا۔۔۔پوری رات انتظار کیا

۔۔۔مگر نا وہ آیا نا اسکی کوئی خبر۔۔۔ہیلہ کو

احساس ہو گیا کہ وہ بھی انہی کا خون

تھا۔۔۔اب کوئی چارہ نہیں بچا۔۔۔۔

اور وہ اگلے دن۔۔۔اس حویلی سے نکل گئی۔۔۔وہ صرف نکلی نہیں تھی۔۔۔وہ ان لوگوں کو بھی دل سے نکال چکی تھی ۔۔۔۔اس نے سوچ لیا تھا۔اگر زندگی نے موقع دیا تب بھی وہ اس حویلی میں کبھی نہیں آئے گی

اسے کچھ لوگ گھسیٹتے کے جا رہے تھے۔۔۔

حویلی میں ایک جم غفیر تھا۔۔۔ کوئی اسے

ترنم نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ کسی کی

نگاہیں سرد تھی۔۔۔ اور کوئی فیروز جتوئی

پر باتیں کر رہا تھا۔۔۔

وہ اپنے سگے بیٹوں کے گناہ کی سزا کیسے

اسے دے سکتا تھا جس کا اس سے کوئی سگا

تعلق نہیں تھا۔۔۔ناوہ اسکی بیٹی تھی نا کوئی

اور خونی رشتہ۔۔۔

کچھ لوگوں نے اعتراض کیا۔۔۔کچھ نے

سوال کئے۔۔۔ مگر۔۔۔یہ آدم خان کا

فیصلہ تھا۔۔۔۔۔

حیراں تو فیروز جتوئی بھی تھا۔۔۔۔

وہ اسکی سگی بیٹی نہیں تھی مگر پھر بھی اسے

کیوں۔۔۔۔دل میں کسک تھی مگر وہ چپ

رہے۔۔۔

اور پھر وہ یہاں آگئی۔۔۔وہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھی جب کوئی اندر آیا تھا۔۔۔۔

وہ وہی موٹی عورت تھی۔۔۔۔جس کے چہرے پر اسکے لیے صرف نفرت تھی

۔۔۔اتنی نفرت کہ اگر اسے اختیار ہوتا تو

شاید وہ اسکا چہرہ تک نوچ لیتی۔۔۔۔

اس عورت نے کھانے کی ٹرے اسکے

سامنے رکھی۔۔۔

چند پل اسے دیکھا۔۔۔۔

اور واپس مڑ گئی۔۔۔۔

اسے مزید کا حکم نہیں تھا۔۔۔

ہیلہ خاموشی سے اسے جاتا دیکھ رہی تھی

۔۔۔اتنے دنوں سے چپ رہ رہ

رہ رہ کر اب وہ تھک چکی تھی۔۔۔۔ کوئی تو کچھ بولے۔۔۔ مگر ہر طرف خاموشی ہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔

کہانی یہاں پر ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ یہاں پر تو شروع ہوئی۔۔۔۔

ہیلہ نہیں جانتی تھی کہ یہاں اس حویلی میں کتنے لوگ رہتے تھے اس نے اب تک صرف دو لوگوں کو دیکھا تھا ایک وہ عورت جس کا روپ پہلی باری میں اس کو خوفزدہ

کر گیا تھا اور دوسرا وہ شخص۔۔وہ شخص
بھی اسے خوفزدہ کیے ہوئے تھا اس کے
علاوہ حویلی میں کون تھا کون نہیں۔۔۔۔
اسے اس بات کی خبر نہیں تھی۔۔۔

اسی نے جانے کتنے دن کتنی راتیں اس نے
اسی کمرے میں گزاری۔۔۔۔دن میں

ایک بار کمرے کا دروازہ کھلتا اور کوئی کھانا

رکھ جاتا تھا۔۔۔۔۔وہ کون تھا۔کون تھی

اس کے بارے میں بھی وہ کچھ نہیں جانتی

تھی۔۔۔۔ہاں البتہ اس شخص کا خوف اس

کے دل میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔مگر پھر وہ

کبھی نظر نہیں آیا۔۔۔اسے لگ رہا تھا کہ

اس سیاہ کمرے کی سیاہی میں اس کی زندگی ڈوب چکی تھی

۔۔۔۔وہ ختم ہو چکی تھی۔۔۔۔

اج شاید اٹھ نو دن گزر چکے تھے اس سیاہ کمرے میں۔۔۔۔

جب کسی نے دروازہ کھولا اتنا زور سے اس

کے دروازہ پچھلی جانب دیوار پہ زور سے لگا

تھا اور ایک دم شور کی اواز سے

اٹھی۔۔۔۔ایک بار پھر شدید خوف اس

ک وجود کو اپنی لپیٹ میں لے چکا

تھا۔۔۔۔۔اس نے سن رکھا تھا اور شاید وہ

دیکھ بھی چکی تھی ان لوگوں کا انداز

۔۔۔۔۔گھٹنوں کے گرد بازوں کو لپیٹتے

خوفزدہ نگاہوں سے دروازے کی جانب

دیکھا کوئی تھا جس کے ہاتھ میں کھانے کی

پلیٹ ٹرے تھی۔۔۔۔ غور کرنے پر

معلوم ہوا کہ وہ وہی عورت تھی جس کے

سر پہ شدید تیل لگا ہوا تھا۔۔۔۔اور انہی

تیل سے اس نے اپنے بالوں کو شدید کس

کے بند کر رکھا تھا اور سیاہ بالکل اسی کی

طرح کی شلوار قمیض پہنے وہ غصے اور

نفرت کی بھری نگاہوں سے اس کو دیکھ

رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ وہی عورت تھی جسے اس نے چند دن

پہلے بھی دیکھا تھا۔۔۔

اور پھر اس کے سامنے اتے ایک دم سے

ٹرے کو پھینکنے کے انداز میں رکھا کچھ یوں

کہ کلاس سے پانی کے چند گھونٹ گرتے

ٹرے اور دال کی پلیٹ میں گرے

تھے۔۔۔۔۔ہیلہ مزید سمٹ گئی۔۔۔۔۔

یہاں ایک سے بڑھ کر ایک ایک شخص

تھا۔۔۔۔جو اس کو خوفزدہ کیے جا رہا تھا ایسا

خوف جو شاید اس نے اپنی سولہ سالہ
زندگی میں کبھی محسوس نہیں کیا تھا وہ اب
سب محسوس کر رہی تھی۔۔۔

"لگتا ہے خود کو مالکن سمجھ لیا ہے جو سارا
دن یہاں بیٹھی رہتی ہے" مسرت ناگواری
سے اس کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔۔۔وہ

یہاں کی ایک۔ ملازمہ تھی۔۔۔۔ہیلہ کچھ بھی نہ بولی۔۔۔۔وہ بس اسے دیکھ رہی تھی

"کھانا ختم کر کے باہر اجانا بہت ارام کر لیا تو

نے "اس کے لہجے میں ہنوز ویسی ہی

ناگواری اور نفرت تھی۔

اور پھر وہ عورت واپس مڑ گئی اور جاتے

جاتے بھی اتنی شدت سے دروازہ مارا تھا

ہیلہ نے کھانے کی پلیٹ کو دیکھا۔۔۔۔جو

بھی تھا۔۔۔ جیسا بھی تھا۔۔۔ اسے شدید بھوک لگی ہوئی تھی۔۔۔۔ گالوں پر ہاتھ پھیرتے آنسو صاف کرتے اسنے پلیٹ اپنی جانب کھینچ لی تھی۔۔

اس دن سے اس کی زندگی بدل گئی تھی

۔۔۔وہ صبح اٹھتی۔۔۔پہلے ساری حویلی

والے کے لیے ناشتہ بناتی۔۔۔۔پھر صفائی

کرتی۔۔۔۔گو کہ اسے یہ کام کرنے کی

عادت نہیں تھی۔۔۔۔۔ مگر ایسے رہنے

کی عادت کب تھی۔۔۔

پہلے پہل تو تھوڑی سی غلطی پر اسے شدید

تشدد کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔۔۔۔

مگر پھر اسے عادت ہوتی گئی۔۔۔۔

وقت یوں ہی گزرتا جارہا تھا۔۔۔۔۔

وہ حویلی کے بہت کم مکینوں سے اب تک
واقف ہو پائی تھی۔۔۔۔یا شاید حویلی میں
اتنے ہی لوگ رہتے تھے۔۔۔۔۔

ہاں مگر وہ شخص اس دن کے بعد اسے کبھی

نظر نہ آیا۔۔۔۔۔رہتا اسی حویلی میں تھا

مگر اس نے پھر کبھی نا دیکھا۔۔۔کچھ وہ خود

اسکی آمد کا سن کر ہی کچن تک محدود ہو

جاتی۔۔۔اور کچھ حویلی کے مکین بھی اسے

ضرغام خان سے دور ہی رکھنا چاہتے تھے

۔۔۔جبھی اسکے آتے ہی اسکا کام حویلی میں

ختم ہو جاتا۔۔۔۔اور وہ اپنے کمرے میں چلی جاتی۔۔۔

اپنے لوگوں کو شاید وہ بھولتی جا رہی تھی ۔۔۔۔یا پھر یاد کرنا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔۔

اب حالت یہ تھی کہ بہت یاد کرنے پر ہی

اسے کوئی چہرہ یاد آپاتا۔۔۔۔۔

اور وہ یاد کرتی بھی کسے۔۔۔۔

ان اپنوں کو جو اپنے تھے ہی نہیں۔۔۔۔۔

جنہوں نے سالوں پالا مگر اپنا کبھی نا سمجھا

۔۔۔۔

وہ اپنے جنہوں نے وقت آنے پر اسکا سودا

کر لیا۔۔۔۔۔

وہ اپنی حقیقت تسلیم کر چکی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حال۔۔۔۔

گاڑیاں کے حویلی کے باہر رکی تھی اور وہ تیزی سے باہر نکلی۔۔۔۔اس کے پیچھے ہی بالی بھی نکلا تھا۔۔۔نیلی انکھوں والا شخص

اسے اب تیزی سے اندر جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ اندر آئی تو فوزیہ بیگم کی پکار سننے کے باوجود بھی وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔۔۔

کمرے میں آ کے اس نے اپنے ہاتھ میں

پکڑا بیگ زور سے بیڈ پر پھینکا اور دروازے

کے ساتھ ہی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔

اسنے چھوٹے سیاہ بال بکھرے ہوئے تھے

۔۔۔۔

اس کا دماغ۔۔ سر اس وقت پھٹ رہا تھا۔۔۔غصے سے بے بسی سے اور شاید بے چینی سے۔۔۔۔

ایسی بے چینی جو اس کے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔۔۔۔اسے صرف اتنا پتہ تھا کہ وہ اس شخص سے ملنا

چاہتی تھی اور ہر صورت ملنا چاہتی تھی

۔۔۔۔جو کہ شاید بالی کے ہوتے ہوئے

ممکن نہیں تھا۔۔۔۔

"اور خدایا۔۔۔۔" اسنے بے ساختہ گہرا

سانس لیتے۔۔۔۔ہاتھ چہرے پر

پھیرا۔۔۔۔ سرخ و سفید چہرہ اس وقت

مزید سرخ ہو چکا تھا۔۔۔۔

زندگی ایک ایسے دہرائے پہ کھڑی تھی کہ

وہ کوئی فیصلہ نہیں لے پا رہی تھی۔۔۔۔۔

ایک طرف محبت جو کہ اب شاید پورے

وجود کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔۔۔۔

اور دوسری طرف دوسری طرف اس کا

خاندان تھا اس کا باپ تھا اس کا بھائی تھا وہ

نفرت تھی وہ بدلے کی اگ تھی جو بچپن

سے ان کے دلوں میں بھرئی گئی تھی

دونوں میں سے کسی ایک کا چناؤ کرنا تھا اور

شاید یہی سب سے مشکل فیصلہ تھا۔۔۔۔

دروازہ وقفے وقفے سے بجتا رہا اسے بلاتے

رہے لیکن وہ وہیں بیٹھی رہی اس کا دماغ

شاید کام کر ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔یا پھر کافی

تیزی سے کر رہا تھا مگر وہ اسی جگہ بیٹھی رہی

اور اپنے گھٹنوں پر سر رکھے اس نے چہرہ

چھپالیا۔۔۔ چھوٹے سیاہ بالوں نے اسکے چہرے کو مکمل طور پر چھپالیا تھا۔۔

ماضی۔۔۔۔

یہ منظر جتوئی خاندان کی حویلی کا تھا جس کے صحن میں اس وقت کئی لاشیں بکھری ہوئیں تھیں۔۔۔

جن میں ہمدان جتوئی اور فیروز جتوئی بھی موجود تھے۔۔۔

صرف یہی نہیں۔۔۔۔

باقی کے بھی خاص ملازم مارے جا چکے تھے

۔۔

چند لمحے تک تو کافی شور تھا مگر اب سکوت

چھایا ہوا تھا۔۔۔

البتہ خون کی بدبو تھی مگر اس کے علاوہ

کوئی شخص وہاں پہ دکھائی نہیں دے رہا تھا

حویلی کا باہر کا منظر تو خوفناک تھا ہی مگر

اندر کے منظر بھی الگ وحشت برپا کر

رہے تھے۔۔۔وہ حویلی جو ایک شان سے

کھڑی تھی چند دن پہلے۔۔۔اب اس کی

اب ایک چیز بھی ٹھیک نہیں بچی

تھی۔۔۔۔ہر طرف کانچ خون اور ٹوٹی

بکھری چیزیں تھی۔۔۔۔کچھ لوگ بھاگ

گئے تھے اور جو بچے تھے وہ بچ نہیں سکے

تھے۔۔۔ایسے میں اندازہ لگانا مشکل تھا کہ

کون بچا تھا اور کون نہیں۔۔۔۔۔۔

وہاں اب کوئی ہلچل نہیں تھی۔۔۔۔

ماضی۔۔

دو سال شاید اسی طرح گزر گئے تھے

۔۔۔۔۔وہی کام وہی شام۔۔۔وہی صبح

۔۔۔۔۔اور وہی عذاب۔۔۔۔

کچھ بھی ٹھیک نہیں تھا۔۔۔۔ مگر سب کچھ

ٹھیک تھا۔۔۔۔اس نے سب قبول کر لیا تو

برداشت کرنا آسان ہو گیا۔۔۔۔۔ مگر

شاید اس کی آزمائش ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ جس اصل حقیقت کو بھول چکی تھی

۔۔۔پھر ایک دن آیا کہ وہ اسکے سامنے تھی۔۔۔۔بالکل سامنے۔۔۔۔۔۔اور اس دن کے بعد کچھ بھی ٹھیک نا رہا۔۔۔۔

بھورے رنگ کی شال کندھوں پر ڈالے

وہ اس وقت حویلی کے لان میں چل رہی

تھی۔۔۔۔رات کافی گہری ہو رہی تھی مگر

نیند کا نام و نشان تک نا تھا۔۔۔۔۔

چھوٹے بال۔۔۔ہوا کے باعث چہرے پر

آتے۔۔۔اور پھر پیچھے ہو جاتے۔۔۔۔۔

اور چھوٹی سیاہ آنکھیں۔۔۔۔۔وہ آنکھیں

الگ کہانی بیان کر رہی تھی۔۔۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا وہ کافی دیر تک روتی رہی تھی

۔۔۔۔۔کیوں۔۔۔۔۔شاید وہ بھی ایک

ڈر کے احاطے میں داخل ہو چکی تھی

۔۔۔۔۔

قدم آگر تب رکے جب وہ حویلی کے

دروازہ سامنے تھا۔۔۔۔۔

گارڑ شاید اندر تھا۔۔۔۔

ایکدم وہ چونکی۔۔۔۔ادھر ادھر دیکھا تو

کوئی نظر نا آیا۔۔۔۔۔۔

اسکی سانسیں بے ساختہ تیز ہوئی۔۔۔۔کیا

یہ ایک اور موقع تھا۔۔۔۔۔

اس چھوٹی آنکھوں والی لڑکی نے ایک بار

پھر دیکھا۔۔۔۔۔جب یقین ہو گیا کہ وہاں

کوئی نہیں تھا تو وہ۔۔۔ تیزی سے

دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔اپنی

حالت کی پرواہ کئے بنا۔۔۔۔حالت تو کہیں دور آتی تھی۔۔۔شاید اسے اب اپنی پروا بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔

مگر چند ہی قدم چلی کے اسے رکنا پڑا تھا

۔۔۔۔

دیوار نا تھی سامنے۔۔۔۔۔ مگر وہ شخص

دیوار بنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ وہی نیلی

آنکھوں والا پٹھان۔۔۔۔

زیوانے کو فت و نفرت سے آنکھیں

میچی۔۔۔۔ ایسی نفرت۔۔۔۔ کے کوئی

شاید کسی سے اتنی نا کرتا ہو۔۔۔۔ جتنی وہ
اس شخص سے کرتی آئی تھی۔۔۔

"میرے راستے سے ہٹو۔۔۔۔" وہ اتنی
اونچی آواز میں بولی کہ ایک دو اور گارڑ
بھی تیزی ارد گرد جمع ہو گئے۔۔۔۔ نفرت
وغصے سے اسکی سانسیں پھول گئی۔۔۔۔

چہرہ شدید سرخ ہو گیا مگر وہ شخص ہلا بھی نہیں۔۔۔۔

"معزرت۔۔۔ مگر اس وقت آپ حویلی سے باہر نہیں۔۔۔۔۔

"ت۔۔۔تم ہوتے کون ہو مجھے یہ سب

بتانے والے۔۔۔۔۔تم ہو کیا۔۔۔۔

تمہاری اوقات کیا ہے۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔"

عرصے کا غصہ تھا۔۔۔۔وہ اسکا گریبان

پکڑے چلا اُٹھی تھی۔۔۔۔چادر کندھوں

سے گرتی زمین بوس ہوئی تو سب کی نگاہیں

جھک چکی تھی۔۔۔۔

جواباً بالی کا چہرہ سپاٹ رہا۔۔۔۔۔ کوئی

احساس۔۔۔ کوئی جذبات نہیں۔۔۔۔

نگاہیں تھوڑی سی جھکی اور زمین پر گری

اسکی شال اور پھر اسے دیکھا۔۔۔۔ اسکی

آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔ ایسی

نفرت۔۔۔۔۔۔

"اختیار ہے۔۔۔ تبھی روک رہا ہوں

۔۔۔۔ آپ کے لئے بہتر ہو گا کہ ابھی ہی

واپس جائیں۔۔۔ اور ہاں۔۔۔۔ وہ کہتے

کہتے رکا۔۔۔۔ اور اسکے ہاتھوں کو تھامتے

گریبان سے ہٹاتے۔۔۔۔ چھورا۔۔۔۔

چہرہ تھوڑا پاس کیا۔۔۔۔۔ "یہ جس راستے

پر آپ جا رہیں ہیں۔۔۔اور جو کرنا چاہ

رہیں ہیں۔۔۔۔وہ آپ کے ساتھ ساتھ

اس حویلی کو برباد کر دے گا۔۔۔بہتر ہو گا

کہ دماغ سے کام لیں۔۔۔۔دل سے نہیں

۔۔۔۔"ٹھنڈا برف سا لہجہ۔۔۔۔وہ پتھرا

گئی۔۔۔۔۔دھڑکنیں تک ساکن ہو گئی

۔۔۔۔۔

وہ کیسے۔۔۔۔۔وہ جیسے جان سکتا تھا

۔۔۔۔اسکا دماغ شل ہونے لگا۔۔۔۔۔

وہ کب گیا کہاں گیا اسنے نہیں دیکھا

۔۔۔۔۔۔

جب ہوش آیا تو رانو اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

اسکی شال پکڑے۔۔۔۔اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔۔

مگر وہ سن ہی کب پا رہی تھی۔۔۔۔۔

اسکا پورا وجود شل ہو چکا تھا۔۔۔

کیا اسکا چہرہ پڑھنا اتنا آسان تھا یا پھر وہ جو
کر رہی تھی وہ سب کو نظر آ رہا تھا۔۔۔۔

دونوں صورتوں خطرہ لیے ہوئے تھی

۔۔۔۔۔

وہ شل ہوتے وجود کے ساتھ واپس مڑ گئی

رانو اب بھی کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔

بالی سے اسکی نفرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔۔ مزید اضافہ ۔۔۔۔

وہ اسکے رستے میں وہاں آ رہا تھا۔۔۔۔

جہاں اسے اپنا آپ بھی برداشت نہیں ہو

رہا تھا۔۔۔

یہ منظر ایک کمرے کا تھا۔۔۔۔۔ کھلا اور خوبصورت کمرہ۔۔۔ جس میں ہر چیز سجا کر رکھی گئی تھی۔۔۔۔

اس کمرے کی خوبصورتی کی وجہ وہاں موجود افراد بھی تھے شاید۔۔۔۔۔

"ہاتھوں میں جان نہیں ہے کیا۔۔۔۔۔"

وہ دبا دبا سا چلائی تو ھیلہ یکدم چونکی تھی۔۔۔

"م۔۔معافی۔۔چاہتی ہوں۔۔۔" اسنے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔اور اب

نرمی سے اسکے سیاہ چھوٹے بالوں میں مالش کر رہی تھی۔۔۔۔

سرخ و سفید رنگت۔۔۔۔اور سبز آنکھوں والی ھیلہ۔۔۔۔۔۔چہرے کے نقوش تیکھے اور تراشے ہوئے تھے۔۔۔ گھنی پلکیں۔۔۔اور سنہرے بال۔۔۔۔وہ

ایک خوبصورت لڑکی تھی۔۔۔۔۔ مگر

صرف وہ خوبصورت ہی تھی۔۔۔۔

اسکی قسمت ایک ازاب تھی۔۔۔۔ جس

سے وہ روز گزر رہی تھی۔۔۔۔۔

جبکہ جھولتی کرسی پر بیٹھی لڑکی بھی

خوبصورت نقوش کی مالک تھی۔۔۔

کھڑی چھوٹی ناک۔۔۔سیاہ چھوٹی چھوٹی

آنکھیں۔۔۔۔سیاہ بال بمشکل کندھوں

تک آتے تھے۔ مگر اسکی خوبصورتی میں

اضافے کا کام ہی کر رہے تھے۔۔۔ جن کی
اس وقت ھیلہ مالش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

"اچھا اچھا بس۔۔۔ بہت کر لی تم نے
مالش۔۔۔ اور بہت آرام آ گیا مجھے۔۔۔"
تنزیہ لہجے میں کہتے وہ کرسی سے اٹھ گئی

تھی۔۔۔۔خوبصورت چہرے پر۔۔۔بے چینی تھی۔۔

ھیلہ لب بھینچے دو قدم پیچھے کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔وہ ہمیشہ کی طرح سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس تھی۔۔۔۔بالوں کی چٹیا بنا رکھی تھی۔۔۔۔

زیوانے سر تا پیر اسے دیکھا۔۔۔۔ حلق تک کڑوا ہوا۔۔۔۔ وہ بس یہاں سے اس سے سبقت لے جاتی تھی۔۔۔۔

"دفع ہو جاؤ اب۔۔۔ اور کوشش کرنا۔۔۔ صبح تک مجھے نظر نا آؤ"۔۔۔ وہ

اسے دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولی تھی

۔۔۔دل اکثر چاہتا کہ اسکی شکل بگاڑ

دے۔۔۔۔

مگر۔۔۔۔۔

وہ بنا کچھ کہے باہر نکل آئی۔۔۔۔۔اسکے

چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔۔۔۔اب تو

ایک عرصہ ہو گیا تھا کوئی تاثر چہرے پر

آئے۔۔۔۔۔

وہ اب سڑھیاں اترتی حویلی کے نچلے حصے

میں جا رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ دوسری لڑکی اب۔۔۔ شیشے میں نظر
آتے اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

سب کچھ تو تھا اسکے پاس۔۔۔۔
مگر دل کی دنیا میں سکون نہ ہو تو کیا چیز
خوش کر سکتی ہے۔۔۔۔

زیوا کی حالت بھی اس وقت کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔۔۔

ایک بار پھر اسے کل رات کا منظر یاد آیا۔۔ تو ہاتھ میں پکڑے برش پر گرفت سخت ہوتی گئی۔۔۔۔۔

وہ فیصلہ کل رات ہی کر چکی تھی۔۔۔۔۔

وہ اس شخص سے دستبرداری نہیں دے سکتی۔۔۔۔۔

اسے وہی چاہیئے تھا۔۔۔۔

وہی جو عذاب تھا۔۔۔۔

وہی جو سزا تھا۔۔۔۔

پورے خاندان کے لیے۔۔۔۔۔

مگر وہ بے بس تھی۔۔۔۔۔

مگر اس تک پہنچنے کے رستے پر اور کوئی ہو

نہ ہو۔۔۔بالی ضرور تھا۔۔۔۔۔۔

مگر وہ جانتی تھی اسے کیا کرنا تھا

زیوا نے برش والا ہاتھ اٹھایا۔۔۔۔۔

اور اب وہ اپنے بالوں میں برش پھیر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

کمرے کی دیواریں سانس روکے اسے تک

رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

گہرے بادلوں کے سارے اسمان کو اپنی

لپیٹ میں لے رکھا تھا۔۔۔۔

کسی بھی وقت مینا برس سکتی تھی۔۔۔۔۔

ایسے میں وہ پرانے طرز کی بنی حویلی پوری
شان و شوکت سے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

شدید ہوا کے باعث درخت تک۔۔۔

شدید جھول رہے تھے۔۔۔۔۔حویلی کے

مکین شاید کمروں میں دبکے بیٹھے تھے

۔۔۔۔۔

ایسے میں بہت دور سے دیکھو تو۔۔۔۔۔

وہاں کوئی نظر آئے گا تمہیں۔۔۔۔۔

وہی۔۔۔ سنہرے بالوں والی۔۔۔۔۔۔وہ
جس کی آنکھیں سبز رنگ کی تھی۔۔۔۔۔

سیاہ شلوار قمیض پہنے۔۔۔۔اسنے دوپٹے
کو۔۔۔کندھے سے گزرتے۔۔۔۔کمر کی
دوسری جانب گرہ لگا رکھی تھی۔۔۔۔

اسکے ہاتھ میں ٹوکری تھی۔۔۔۔۔ جس
میں دیکھو تو مرچیں اور پودینہ ڈال رکھا تھا
۔۔۔۔۔ بار بار۔۔۔۔ سبز آنکھیں اسمان
کی طرف بھی اٹھتی تھی۔۔۔۔ وہ ایسے
موسم سے شدید بھاگتی تھی۔۔۔ مگر بھلا
ہو۔۔۔ مسرت کا۔۔۔ اسے بھی خدا

واسطے کا بیر تھا۔۔۔ جبھی اس وقت اسے

یہاں بھیج رکھا تھا۔۔۔۔۔۔

دوسرے منظر میں جاؤ تو۔۔۔۔۔۔

حویلی کا بڑا دروازہ کھلا اور وہ سیاہ جیپ

۔۔۔۔۔ تیزی سے اندر داخل ہوئی تھی

۔۔۔۔دو چار ملازم تیزی سے پیچھے

بھاگے۔۔۔۔۔

تھوڑے سے فاصلے پر ہی جیپ رکی۔۔۔۔

اور اندر سے وہ نکلا تھا۔۔۔۔

جس کی آنکھیں سیاہ رنگ کی تھی۔۔۔۔

وجہی چہرے پر عجب سنجیدگی چھائی ہوئی

تھی اور بال ہوا کے باعث بری طرح

ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

"سلام سائیں"۔۔۔۔بالی نے ادب سے

کہا۔۔۔۔تو اسنے سر ہلایا۔۔۔۔۔

وہ اب جیپ میں بیٹھتا۔۔۔۔اسے آگے

لے گیا تھا۔۔۔۔

ویار شال کندھے پر ٹھیک کرتے اب

آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔ آج کا دن شدید

تھکا دینے والا تھا۔۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں

میں سرخی تھی۔۔۔۔وہ شاید رات کو سہی

سے سو بھی نہیں پایا تھا۔۔۔۔۔ابھی وہ

صحن کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اسے چیخ

سنائی دی۔۔۔۔

بڑھتے قدم یکدم رکے۔۔۔۔۔

پہلا خیال ہی زیوا کا آیا۔۔۔۔

ماتھے پر کئی بل بکھرے۔۔۔۔۔ایک نظر

اسمان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔بادل کسی

بھی لمحے برس سکتے تھے۔۔۔۔۔

وہ تیزی سے اس طرف بڑھا۔۔۔۔۔

"زیوا"۔۔۔۔اسنے اونچی آواز میں

پکارا۔۔۔۔مگر صحن میں کسی وجود کا نام و

نشان تک نہیں تھا۔۔۔۔۔

ماتھے پے بلوں میں اضافہ ہوا۔۔۔۔

اسے وہم نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔

اسنے آواز سنی تھی۔۔۔۔

صحن سے آگے تھوڑی جگہ پر کچھ سبزیاں

اگا رکھی تھی رانو نے۔۔۔۔

مگر وہاں زیوا کا کیا کام۔۔۔۔۔

اسکے قدم اب اس جانب بڑھ رہے تھے

مرچیں توڑتے وقت اسے احساس ہوا کہ

اسکے ہاتھ پر کچھ چل رہا تھا۔۔۔۔۔

جبھی وہ چیخ کر بے ساختہ پیچھے ہوئی۔۔۔

اور دوسرے ہاتھ سے تیزی سے اس سیاہ

رنگتے کیڑے کو دور پھینکا

تھا۔۔۔۔رنگت پل میں سرخ پر چکی تھی

۔۔۔۔۔

عین اسی وقت بجلی زور سے کڑکی۔۔۔۔

ہیلہ نے پل میں جھک کر ٹوکری اٹھائی

۔۔۔۔۔وہ اس وقت صرف یہاں سے

بھاگنا چاہ رہی تھی۔۔۔۔ مگر قسمت کو شاید

کچھ اور منظور تھا۔۔۔۔۔

وہ جیسے ہی پیچھے مڑی۔۔۔۔۔یکدم کسی سے ٹکرا گئی۔۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ گرتی۔۔۔۔

کوئی اسے تھام چکا تھا۔۔۔۔۔

بجلی ایک بار پھر زور سے کڑکی۔۔۔۔۔اور

ساتھ ہی اسنے آنکھیں زور سے میچ لی

تھی۔۔۔۔

اسکا پورا وجود بارش میں بھیگ چکا تھا۔۔۔۔

سنہرے لٹیں اپنا رنگ کھوتی۔۔۔۔

چہرے و گردن پر چپک گئ تھی۔۔۔۔۔

اور وہ شخص۔۔۔۔۔۔

وہ ساکت ہو گیا تھا۔۔۔۔باہوں میں ایک ان دیکھا۔۔۔۔نازک وجود تھا۔۔۔۔ بھیگی زلفیں۔۔خوبصورت چہرہ اور۔۔۔۔ بھیگا وجود۔۔۔۔۔۔

سینے میں دھڑکتا دل جیسے پل بھر کو دھڑکنا

بھول چکا تھا۔۔۔۔۔وہ یکٹک ان پلکوں کو

دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔بارش مزید تیز ہو چکی

تھی۔۔۔۔۔

وہ دونوں سر تا تیر مکمل طور پر بھیگ چکے

تھے۔۔۔۔۔

جب اسے احساس ہوا کہ وہ اس وقت کسی

کی گرفت میں تھی۔۔۔تو یکدم گھبرا کر

آنکھیں کھولی۔۔۔۔اور آنکھوں کی

پتلیاں حیرت و خود سے پھیل گئی۔۔۔۔

وہ کون تھا؟

۔وہ سیاہ آنکھوں والا۔۔۔۔یہ سیاہ آنکھیں

وہ پہلے بھی دیکھ چکی تھی۔۔۔

وہ اسے کیسے بھول سکتی تھی۔

وہ دونوں اپنی جگہ ساکن تھے۔۔۔۔ایسے
لگ رہا تھا کسی طلسم نے انکے گرد پہرہ کر
رکھا ہے۔۔۔۔وہ چاہ کر بھی ہل نا
سکے۔۔۔۔یہاں تک کہ۔۔۔۔۔

"اے ے ے ے ہیلہہ۔۔۔۔کدھر مر
گئی ہے۔۔۔۔۔۔"اندر سے کوئی چیخا

تھا۔۔۔اور طلسم ایکدم ٹوٹا تھا۔۔۔۔

ضرغام نے ایکدم اسے چھوڑا۔۔۔۔اور وہ

بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔

خوف آنکھوں میں یوں ہی پھیلا رہا۔۔۔۔

اور وہ اسے یوں ہی دیکھتی

رہی۔۔۔۔۔سانسیں سینے میں رک رک

کر چلتی رہی تھی۔۔وہ کہاں سے آگیا

تھا۔۔۔۔۔اسکا سانس رکنے لگا۔۔۔۔

ضرغام نے اب سر تا پیر اسے غور سے

دیکھا۔۔۔اور پھر دیکھ کر پچھتایا۔۔۔۔اسکا

انگ انگ واضح ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

"کون ہو تم۔۔۔۔۔؟ اسکا لہجہ پل میں

سخت ہوا۔۔۔۔۔وہ اس لڑکی کو پہلی بار

دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ مگر یوں لگ رہا تھا۔۔ یہ

آنکھیں پہلے کہیں روبرو کو چکی ہیں

۔۔۔ مگر کہاں۔۔۔۔وہ یاد نا کر پایا۔۔۔۔

ہیلہ نے کب تر کرتے۔۔۔لبوں کے

زریعے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔اور پھر

قدموں میں پری ٹوکری کو دیکھا۔۔۔۔۔

اندر سے آواز مسلمل آرہی تھی۔۔۔۔

وہ یہاں ایک پل بھی نہیں رک سکتی تھی

۔۔۔

اسکا انگ انگ کانپ رہا تھا۔۔۔۔

وہ ایکدم جھکی۔۔۔۔ گری ہوئی چیزوں کو

واپس ٹوکری میں ڈالا۔۔۔۔ اور سیدھی

ہوئی تھی۔۔۔۔۔ پھر دوبارہ اسے دیکھنے کی

غلطی نا کی۔۔۔ ناشاید ہمت ہوئی۔۔۔۔

جب کہ ضرغام خان اسے ہی دیکھ رہا

تھا۔۔۔ماتھے پر بل پر چکے تھے

۔۔۔۔۔۔

کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔۔"اسکی آواز سرد ہوئی۔۔۔مگر شاید وہ نہیں سن رہی تھی

۔۔۔۔بنا اسے دیکھے پلٹی۔۔۔۔اور

پھر۔۔۔۔اسکا وجود تیزی سے وہاں سے گم

ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ وہیں کھڑا رہا۔۔۔۔کئی لمحے۔۔۔اسکا

احساس ابھی تک ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

اسنے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔۔۔۔اور پھر

روبارہ اس طرف۔۔۔۔اب وہاں کوئی

نہیں تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"سلام سائیں۔۔۔" وہ اندر آیا تو رانو نے جلدی سے اسے سلام کیا۔۔۔۔۔وہ حویلی کی خاص ملازمہ تھی۔۔۔

"سلام۔۔۔" وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے بولا۔۔اور پھر ایکدم رکا۔۔۔۔۔رانو کی

سانس بھی۔۔۔۔۔وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

"یہ۔۔حویلی میں کوئی نئ ملازمہ آئی ہے کیا۔۔۔"اسنے نجانے کیوں پوچھ لیا

۔۔۔۔۔

"ن۔۔۔ نہیں سائیں۔۔۔ نیا تو کوئی نہیں ہے۔۔۔" رانو نے حیرت و پریشانی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ وہ کب ایسی باتیں پوچھتا تھا۔۔۔۔

"ہمم ٹھیک ہے۔۔۔۔ چائے میرے کمرے میں بھجواو" وہ مڑ گیا۔۔۔۔ نجانے

کون تھی۔۔۔۔۔اسکے وجود کی گرماہٹ

اسے اب تک محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

رانو تیزی سے کچن میں گم ہوئی اور وہ اوپر

کی جانب چل دیا تھا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بالی نے گاڑی یونیورسٹی کے سامنے

روکی۔۔۔۔۔تو زیوا کو ہوش آیا

تھا۔۔۔۔۔

سیاہ چھوٹے بالوں کو نجانے کیسے مگر

جورے میں قید کیا ہوا تھا۔۔۔میک اپ

سے عاری۔۔۔۔خوبصورت چہرہ

۔۔۔۔۔اور پریشانی میں ڈوبی سیاہ آنکھیں

۔۔۔ناچاہتے ہوئے بھی بالی نے اسے غور

سے دیکھا۔۔۔۔۔

وہ سفید رنگ کی کھلی لمبی قمیض اور کھلے

ٹراؤزر میں ملبوس تھی۔۔۔۔ہر وقت تیار

رہنے والی زیوا آجکل شاید حواسوں میں
نہیں تھی۔۔۔۔

اسنے چونک کر پہلے نیلی آنکھوں والے
پٹھان کو دیکھا۔۔۔اور پھر شیشے سے
باہر۔۔۔۔۔چہرے پر شدید ناگواری
پھیل چکی تھی۔۔۔۔

اسنے مڑ کر اپنا بیگ اٹھایا۔۔۔ دروازہ کھولا

۔۔۔۔

اور نکلتے ہی دروازہ زور سے مارا تھا۔۔۔۔۔

بالی کے چہرے پر کوئی تاثر نا ابھرا۔۔۔۔۔

وہ اب اسے دروازے سے اندر گم ہوتا

دیکھ رہا تھا۔

جیسے ہی بالی کی گاڑی گزری۔۔۔۔

سیاہ بالوں والی لڑکی دروازے سے باہر نکل آئی تھی۔۔۔۔

اسنے آنکھوں پر چشمہ لگایا۔۔۔۔۔اور اب وہ موبائل پر نجانے کس کا نمبر ملا رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

حویلی میں اس وقت سب کھانے کی ٹیبل پر جمع تھے۔۔۔

فوزیہ بیگم۔۔۔۔

آدم خان۔۔۔۔

ضرغام خان۔۔۔

ملازمہ آگے پیچھے گھومتی۔۔ نجانے کیا کیا

ٹیبل پر رکھے جارہیں تھیں۔۔۔۔۔۔

"کل ایک جرگہ ہے۔۔۔اس میں تمہارا ہونالازم ہے۔۔" یہ آواز آدم خان کی تھی ۔۔۔۔جو اسی سے مخاطب تھے۔۔۔۔۔

باقی کے لوگ خاموش تھے۔۔۔۔۔۔

ویار نے فقط سر ہاں میں ہلایا۔۔۔۔۔وہ

اب باقاعدگی سے جرگوں میں بیٹھتا تھا

آدم خان اب اس سے اور باتیں کر رہے

تھے جن کا وہ ہاں ہوں میں ہی جواب دے

رہا تھا

۔۔۔۔۔کل کا واقعہ اب تک دماغ سے نکلا

نہیں تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

شہلہ گاڑی ڈرائیو کرنے کے ساتھ ساتھ

پریشانی سے اپنی ساتھ والی سیٹ پر بھی

دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

جہاں وہی سیاہ بالوں والی لڑکی بیٹھی

تھی۔۔۔بالوں کو اب آگے سے کانوں

کے پیچھے کر رکھا تھا۔۔۔۔خوبصورت

چہرے پر بس سنجیدگی تھی۔۔۔۔وہ
خاموشی سے سامنے دیکھے جا رہی تھی

۔۔۔۔۔

"تم آخر چاہتی کیا ہو زیوا" جب رہا نا گیا تو
شہلہ نے بے بسی سے پوچھا۔۔۔۔ مگر
جواب میں بس خاموشی ہی تھی۔۔۔۔

اسے حقیقتاً اس لڑکی کے لیے دکھ ہو رہا

تھا۔۔۔۔

ایک وقت تھا وہ ہنستی مسکراتی تھی۔۔۔۔

وہ سب دوست ملکر بہت ہلا گلا کرتے تھے

مگر اب۔۔۔۔۔وہ گہرا سانس لے کر رہ

گئی۔۔۔۔

گاڑی ایک مکان کے سامنے روک کر ایک بار پھر اس لڑکی کو دیکھا۔۔۔

"زیوا۔۔۔ مت کرو خود کو برباد۔۔ یار ہم مل کر۔۔۔۔۔۔۔۔

بات بیچ میں ہی رک گئی۔۔۔سیاہ بالوں

والی لڑکی سٹریپ والے بیگ کو کندھے پر

ڈالے باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔۔

عروہ لب بھینچ گئی۔۔۔۔۔۔نجانے وہ

کون راہوں پر نکل گئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

وہ آج پھر جلدی واپس آ گیا۔۔۔ایک جرگے پر جانا تھا اور پھر ڈیرے پر بہت کام اسکا منتظر تھا۔۔ مگر نجانے کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

سبز آنکھیں اس پر جادو کر گئی تھی

۔۔۔۔وہ دو دنوں سے شدید بے چین

تھا۔۔۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ لڑکی اسے پسند آگئی تھی

۔۔۔۔ مگر اس میں کچھ تھا۔۔۔۔اس سے

کوئی وابستگی تھی شاید۔۔۔۔ مگر

کیا۔۔۔اور وہ کون تھی۔۔۔۔اور نا پہلے

کبھی نظر آئی۔۔۔اور نا ہی اسکے بعد

۔۔۔۔

اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔۔۔

اسنے جیپ آکر روکی۔۔۔بالی تیزی سے

اسکے پاس آیا تھا۔۔۔

"سلام سائیں۔۔۔ "

"ہمم والیکم اسلام۔۔۔" اسنے کنپٹی مسلی۔۔۔"سب ٹھیک ہے نا؟

۔۔۔۔۔زیوا کو چھوڑ آئے۔۔۔"

"۔جی۔۔۔۔"نیلی آنکھوں والا بالی اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔دماغ

میں بہت کچھ چل رہا تھا مگر بول نہیں

سکا۔۔۔۔

"سہی ہے۔۔۔" وہ چابی اسے پکڑاتا۔۔

اندر کی جانب چل دیا۔۔۔۔۔

سیاہ شلوار قمیض جس پر کئی سلوٹیں پر چکی تھی اور بازوؤں کو کہنیوں تک فولڈ کر رکھا تھا۔۔۔۔اور سیاہ بال کچھ ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔وہ کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا

۔۔۔۔

اندر آیا تو ہر طرف خاموشی

تھی۔۔۔۔۔ مگر رانو بوتل کے جن کی

طرح اسکے سامنے آگئی۔۔۔۔

"سلام سائیں۔۔۔۔ کھانا لگا دوں۔۔۔"

شاید اسکا یہی کام تھا۔۔۔۔

ضرغام رکا۔

"سلام۔۔۔ نہیں بس چائے بھیجوا

دو۔۔۔۔" کہتے ساتھ ہی وہ سیڑھیاں چڑھ

گیا تھا۔۔۔ جبکہ رانو کچن کی طرف

بھاگی۔۔۔۔

سلطان خان کی بیٹی کی شادی اگلے ہفتے طہہ پائی تھی۔۔۔انکی حویلی بس دس منٹ کی مسافت پر تھی۔۔۔اس لئے۔۔۔۔ آدم خان کی حویلی میں اب لوگ کم ہی نظر آتے تھے۔۔۔بلکہ کچھ ملازم بھی کام کی وجہ سے وہیں تھے۔۔۔۔۔

رانو کچن میں آئی تو سامنے ہی اسے

دیکھا۔۔۔۔

"ہیلہ۔۔۔۔ جلدی سے چھوٹے سائیں

کے لیے چائے بنا۔۔۔۔ تب تک میں یہ

کباب بن لوں۔۔۔" وہ تیزی سے فریج

کی طرف بڑھتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

ہیلہ جو ہانڈی میں چمچ ہلا رہی تھی ایکدم تھم گئی۔۔۔چہرے پر کئی سائے آ کر گئے ۔۔۔۔۔وہ وہی جمی رہی تو رانو کو کوفت ہوئی تھی۔۔۔

"جلدی ہر ہیلہ۔۔۔۔اتناوقت نہیں ہے کہ توسپنوں میں جائے۔۔"اسنے کندھے کو ہلایاتواسے جیسے ہوش آیا تھا۔۔۔

"ا۔۔۔اچھا۔۔۔۔۔"وہ چونک گئی

۔۔۔۔

آج بھی سیاہ شلوار قمیض پہنے۔۔۔دوپٹے

کو اسی طرح کندھے سے گزار کر کمر پر

باندھ رکھا تھا۔۔۔اور سنہرے بالوں کی

چٹیا بنا رکھی تھی۔۔جس میں سے کئی لٹیں

چہرے پر جھول رہی تھی۔۔۔۔

اسکی سفید رنگت پل میں سرخ ہو چکی تھی

وہ اب سانسیں روکے۔۔۔۔لاک میں چابی گھماتی۔۔۔۔دروازہ کھول رہی تھی

۔۔۔۔

ماتھے پر پسینہ چمکتا نظر آرہا تھا۔۔۔۔

سانسیں ایسا لگ رہا تھا کہ کانوں میں گونج رہی تھی۔۔۔۔

دروازہ کھلا۔۔۔۔اور رکی سانسیں بھی چلی۔۔۔۔ایک گہرا سانس لیا۔۔۔اور اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔اور دروازہ پیچھے بند کر لیا۔

بالوں کو ایک بار پھر کانوں کے پیچھے

کیا۔۔۔۔ہاتھ سے بیگ کو ادھر ہی نیچے

رکھا۔۔۔۔اور دوسرے کمرے کی جانب

بڑھتی نظر آئی۔۔۔۔ایسے لگ رہا تھا کہ

کسی طلسم نے اسکے گرد گھیرا کر رکھا تھا

۔۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا کہ وہ سیاہ آنکھوں والی وہ لڑکی۔۔۔۔ حقیقت سے بے گانہ ہو چکی تھی۔۔۔۔ یا شاید منہ موڑ چکی تھی۔۔۔۔۔

وہ اب ایک بڑی الماری کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔ اسنے سیاہ گھوڑے والی وہ بڑی

فریم ہٹائی۔۔۔۔اور پیچھے ایک لا کر نظر

آیا۔۔۔۔سانسیں بھاری ہوئی۔۔۔۔اسنے

دھڑکتے دل کے سنگ۔چار ہندسوں پر

مشتمل ایک کوڈ لگایا۔۔۔۔۔اور پھر پیچھے

ہو گئی۔۔۔۔۔وہ دیوار جادوئی انداز میں

آدھی ہو گئی۔۔۔۔۔اور اب اسکے سامنے

ایک راستہ تھا۔۔۔۔۔

زیوانے لب تر کئے۔۔۔ تھوڑا سا آگے

بڑھی۔۔۔۔وہ کسی کے کراہنے کی آواز

سنائی دی۔۔۔۔دھڑکنیں تھم گئی۔۔۔۔۔

وہ اب تیزی سے اس راستے سے اندر جاتی

نظر آ رہی تھی۔۔۔۔سیاہ بال پھر سے

چہرے پر آ گئے۔۔۔۔

وہ اندر آئی تو اندر کا منظر اسکی روح جھنجھوڑ

چکا تھا۔۔۔۔

وہ ساکن ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

سامنے کا منظر سانسیں روک لینے کی

صلاحیت رکھتا تھا۔۔۔۔

وہ کوئی تھا۔۔۔۔ جس کے دونوں

ہاتھ۔۔۔۔ کمر پر باندھ رکھے تھے

۔۔۔۔ اور اسکی پشت تھی اسکی طرف

۔۔۔۔

سفید قمیض پر تازہ خون جگہ جگہ نظر آرہا

تھا۔۔۔۔۔

زیوانے لبوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔سیاہ

آنکھیں پل میں برسنے لگی۔۔۔۔

وہ کچھ بڑبڑا بھی رہا تھا شاید۔۔۔۔

"جا۔۔۔جازلان۔۔۔۔" اسکے لب

دھیرے سے ہلے۔۔۔اور اگلے ہی پل وہ

اسکی طرف بھاگی تھی۔۔۔

اس نیم روشن کمرے کی چار دیواری نے

انگلیاں دانتوں تلے دباتے۔۔۔۔اس

نازک لڑکی کو۔۔۔ایک کسرتی وجود کے

مالک۔۔۔مرد کو اٹھاتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا کہ وقت تھم چکا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ سیاہ بالوں والی لڑکی۔۔۔۔دیوانگی

میں اسنے نام بڑبڑاتے۔۔۔اسکا وجود

سیدھا کر رہی تھی۔۔۔۔جو شاید نیم

بیہوشی میں تھا۔۔۔۔

"جا۔۔۔جازلان۔۔۔۔آنکھیں۔۔

آنکھیں کھولو۔۔۔۔جازلان۔۔۔۔

پ۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔۔"اسکا چہرہ اب

اسکی گود میں تھا۔۔۔

وہ محلوں میں رہنے والی۔۔۔بنا اپنے لباس

کی پرواہ کئے۔۔۔۔گندی زمین پر

بیٹھی۔۔۔اس کا سر اپنی گود میں رکھے

۔۔۔۔دیوانہ وار اسکا نام پکار رہی تھی

۔۔۔۔

اس شخص کا چہرہ اب واضح ہوا

تھا۔۔۔۔۔ کھڑی نام۔۔۔بڑھی ہوئی

داڑھی اور بڑے بڑے بکھرے

بال۔۔۔۔پلکیں کچھ لمبی اور مٹی ہوئی

تھی۔۔۔۔اسکے وجہی چہرے کے نقوش

کچھ بہت واضح نہیں تھے۔۔۔۔چہرے پر

بہت سے نشان تھے۔۔۔۔اور آنکھیں بند تھی۔۔۔۔

"جازلان۔۔۔۔"۔۔۔

"پا۔۔۔۔نی۔۔۔۔"۔۔۔

"آنکھیں کھ۔۔۔۔

"پانی۔۔۔۔ "

زیوا نے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔۔وہاں پانی کا نام و نشان نہیں تھا۔۔۔۔

"م۔۔۔۔میں۔۔لاتی۔۔۔" اسنے

کپکپاتے ہاتھوں سے اسکے سر کو گود سے

ہٹاتے۔۔۔۔اٹھی۔۔اور تیزی سے اوپر

کی جانب بھاگی تھی۔۔۔۔۔۔

چند لمحوں کو وہ واپس آتے ہوئی نظر
آئی۔۔۔اسکے ہاتھ میں بوتل
تھی۔۔۔۔۔۔

اسنے بمشکل ہی سہی۔۔۔اسکے وجود کو
دیوار سے سے ٹیک لگواتے۔۔۔اب
بوتل اسکے لبوں سے لگائے۔۔۔۔برستی

۔۔ آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ پانی شاید کم پی رہا تھا۔۔۔ زیادہ اسکی

شرٹ پر گر رہا تھا۔۔۔۔

جب اسنے پینا بند کیا تو زیوا نے بوتل دور

کی۔۔۔۔

کئی لمحے ایسے ہی گزرے۔۔اور اب وہ

آنکھیں کھولے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ

رہا تھا۔۔۔۔

تکلیف میں وہ تھا۔۔۔اور رو وہ رہی تھی

۔۔۔۔

وہ بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔کچھ پوچھنے کی کئی بار کوشش کی۔۔۔ مگر ہمت نہ ہوئی تو آنکھیں بند کرلی۔۔۔ جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں تھا۔۔۔ جہاں درد نہیں تھا۔۔۔ جہاں تکلیف نہیں دی گئی تھی۔۔۔۔۔ مگر اب شاید اسے عادت ہو گئی تھی۔۔۔۔وہ بس انتظار میں تھا۔۔۔۔۔

زیوا نے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں صاف کرتے۔۔۔ایک بار پھر اسے دیکھا۔۔۔۔

پہلے اگر فیصلہ لینا مشکل لگ رہا تھا تو اب آسان ہو گیا تھا۔۔۔۔

وہ مزید شاید یہ سب نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

"م۔۔۔میں نے سوچ لیا ہے"۔۔۔۔کئی لمحوں بعد وہ بولی۔۔۔۔آواز اٹل تھی۔۔۔۔۔

اس شخص کے ساتھ ساتھ۔۔۔۔کمرے
کی دیواریں بھی آنکھیں کھولے اب اس
سیاہ بالوں والی لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

زیوا اسکے قریب ہوئی۔۔۔۔
ماتھے پر بکھرے بالوں کو پیچھے کیا۔۔۔۔۔

وہ تھوڑا چہرہ واضح ہوا۔۔۔۔۔

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

اور زیوا اسے۔۔۔۔

"میں نے فیصلہ کر لیا جازلان۔۔۔۔

م۔۔۔۔" وہ رکی۔۔۔۔وہ اب بھی اسے

ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"میں آپکو۔۔۔۔مزید یہاں نہیں دیکھ

سکتی جازلان۔۔۔۔ "

اسکی آنکھوں میں کوئی جذبہ نہ

ابھرا۔۔۔۔۔

وہ بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"م۔۔۔میں ابھی ہی۔۔۔۔" وہ اب ایکدم پیچھے ہوئی اور دور ہوتے۔۔۔اس دروازے سے باہر نکلی۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ واپس آئی تو اس چہرے
کے ساتھ نہیں آئی جس کے ساتھ گئی
تھی۔۔۔۔

اسکے ہاتھ میں موبائل تھا۔۔۔۔
چہرہ شاید دھویا ہوا تھا جبھی۔۔۔
آگے کے کچھ بال گیلے تھے۔۔۔۔۔

وہ اب خاموش تھی۔۔۔۔

اس کے پاس۔۔۔اسی کے اندر میں آکر

زمین پر بیٹھتے۔۔۔دیوار ٹیک لگالی۔۔۔۔

پہلے ایک کے۔۔۔اور اب دونوں کے

سفید کپڑوں پر جگہ جگہ سرخ دھبے لگے

ہوئے تھے۔۔۔۔

اب اس کمرے میں سوائے سانسوں کے

کوئی آواز نہیں تھی۔۔۔

بالی قدرے حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا

۔۔۔۔ جس حالت میں اسے صبح چھوڑا

تھا۔۔۔ وہ اب ایسی نہیں تھی۔۔۔۔

گرے کلر کی ہڈی اور سیاہ ٹراؤزر پہننے

۔۔۔۔ اسکے بال صبح کی نسبت کھلے

۔۔۔ چہرے کو چھو رہے تھے۔۔۔۔

کندھے پر بیگ ڈالے وہ گاڑی ہی کی طرف

آ رہی تھی۔۔۔۔ آنکھوں کو سیاہ گاگلز

لگائے۔۔۔ چھپائے ہوئے تھا۔۔۔۔

اسے ہوش تب آیا۔۔۔ جس گاڑی کا

دروازہ زور سے بند ہوا تھا۔۔۔۔

اسنے لب بھینچا۔۔۔۔ سفید رنگت سرخ پر گئی۔۔۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا۔۔۔

"دیکھ لیا سب تو گاڑی چلا لو اب۔۔۔"

اسکی آواز گہرا تنز میں ڈوبی ہوئی تھی

۔۔۔۔

بالی نے دوبارہ اسے نا دیکھا۔۔۔۔

وہ اب گاڑی چلا چکا تھا۔۔۔۔۔

زیوا نے سر پیچھے سیٹ سے لگاتے۔۔۔۔
آنکھیں بند کر لی۔۔۔۔۔

آگے کیا ہونا تھا۔۔۔

اسے کچھ نہیں پتا تھا۔۔۔

اور شاید وہ اب بہت آگے نکل آئی

تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

ہفتہ کیسے گزرا۔۔۔۔پتا ہی نہیں چلا۔۔۔۔

اس وقت سلطان خان کی حویلی میں کافی رونق لگی ہوئی تھی۔۔۔ آج ہمائل کی مہندی تھی۔۔۔۔

حویلی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔۔۔۔

مردوں اور عورتوں کا ایک ساتھ ہی انتظام کیا گیا تھا۔۔۔البتہ آج قریبی قریبی رشتے داروں کو بلایا گیا تھا۔۔۔۔

ایسے میں آدم خان کی حویلی والے بھی

سب یہیں تھے۔۔۔۔۔رانو کے ساتھ ہیلہ

کو بھی یہیں آنا پڑا تھا۔۔۔۔

جس کے ساتھ اسے بھی۔۔۔ایک لمبے

عرصے بعد نیا جوڑا دیا گیا تھا مگر۔۔۔رنگ

اسکا بھی سیاہ ہی تھا۔۔۔۔

گھٹنوں تک آتی قمیض کے ساتھ۔۔۔کافی

کھلا ٹراؤزر تھا۔۔۔دوپٹہ گلے میں ڈالے

۔۔۔اسنے آج بھی سنہرے بالوں کو چٹیا بنا

کر بند کر رکھا تھا۔۔۔بند لٹیں چہرے کا

طواف کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ سادگی میں بھی وہاں موجود کئی لڑکیوں سے حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔

ہیلہ نے ایک نظر سٹیج پر بیٹھی۔۔۔ہمائل کو دیکھا۔۔۔۔۔

سب کچھ پرفیکٹ تھا۔۔۔

دوست۔۔

اپنے۔۔۔

گھر والے۔۔۔۔

اتنی دھوم دھام۔۔۔

اور پسند کا ہمسفر۔۔۔۔

گلے میں بے ساختہ کچھ اٹکا۔۔۔۔

اور وہ مڑ گئی تھی۔۔۔۔۔

کچھ چیزیں کچھ ہی لوگوں کے لیے ہوتی ہیں

۔۔۔۔

اور ہیلہ ان میں سے نہیں تھی۔۔۔۔۔۔

"ہیلہ۔ جاؤ یہ ٹرے اندر کمرے میں دے آو" یہ کوئی اسی حویلی کی ملازمہ تھی جو ساتھ ساتھ اور بھی کام کر رہی تھی جب اسنے ہیلہ سے کہا۔۔۔۔

سبز آنکھوں والی لڑکی نے فقط سر ہاں میں

ہلاتے۔۔۔اس سے ٹرے لی۔

۔اور اب وہ اندر کی جانب بڑھ رہی تھی

۔۔۔۔

سنہرے بالوں کی چند مزید لٹیں چہرے پر
جھول رہی تھی۔۔۔البتہ اب کمر میں
باندھے دوپٹے کا پلو سر پر بھی تھا۔۔۔۔۔

اسنے گھبراتے چہرے کے ساتھ ادھر
ادھر دیکھا۔۔۔۔

اسے۔ کسی اور کا بھی آجکل خوف رہنے لگا

تھا۔۔۔۔۔

اور وہ تھا شاہد خان۔۔۔۔ سلطان خان کو

سب سے چھوٹا بیٹا۔۔۔۔

آج سے تقریباً مہینہ پہلے وہ حویلی آیا تھا۔۔۔اور بد قسمتی سے ہیلہ کا سامنا اس سے ہوا۔۔۔۔

اس کے بعد جو ہوا۔۔۔۔وہ اب بھی سوچ کر خوفزدہ ہو جاتی تھی۔۔۔۔

مگر یہ سوچ کر کہ وہ سب اس وقت باہر

تھے۔۔۔وہ خاموشی سے سیڑھیاں

چڑھتے اوپر اس کمرے تک آئی جو اس

ملازمہ نے اسے بتایا تھا۔۔۔۔۔

کمرے کا دروازا ہلکا سا بجاتے۔۔۔ اسنے

کھولا۔۔۔ اندر سے کسی کے ہنستے کی

آوازیں آرہی تھی۔۔۔۔

اور خوف کی ایک لہر اسکے پورے وجود میں

چھا گئی۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ پلٹی۔۔۔۔۔

سامنے ہی رکھے فوصے سے ایک شخص اٹھا

تھا۔۔۔۔

وہی جس کا خوف تھا۔۔۔۔

ہیلہ نے بے ساختہ قدم پیچھے لیا۔۔۔۔

ہاتھ میں پکڑی ٹرے کسی بھی لمحے گرنے
والی تھی۔۔۔۔

وہ شخص اب اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔
اور کچھ اس ہی کی عمر کے لڑکے۔۔اب
دلچسپی سے منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

شاید وہ اسے جانتے تھے سب۔۔۔۔

"کہاں۔۔۔۔۔ابھی تو آئی بھی نہیں

۔۔۔"وہ اب اسکے بالکل سامنے آگیا

تھا۔۔۔چہرے پر خباثت چھاگئی۔۔۔۔

کافی عرصے بعد وہ اسے نظر آئی۔۔۔۔

دل کے سارے ارمان جاگ گئے۔۔۔

ایک وہ تھی کہ ہاتھ آتی ہی نہیں

تھی۔۔۔۔

دل اس پر بری طرح آگیا تھا۔۔۔۔

اسکی آنکھیں اسکے پورے وجود کا طواف

کر رہی تھی۔۔۔

"م۔۔۔میں چائے۔۔۔چائے دینے آئی تھی۔۔۔" وہ یکدم ہوش میں آتے۔۔۔ ٹرے اسکی جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

شاید نے اسکے ہاتھ میں ٹرے کو دیکھا۔۔۔۔۔

جو کہ بری طرح ہل رہی تھی۔۔۔

وہ یقیناً کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔

"آہاں کیوں نہیں" شاہد نے ٹرے لیتے

۔۔۔۔ساتھ رکھے ڈریسنگ پر رکھی۔۔۔

اور وہ تیزی سے مڑی۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ وہاں سے بھاگتی۔۔۔۔

اسے محسوس ہوا کہ اسکا دوپٹہ کہیں اٹک

گیا تھا

۔۔۔۔

وہ گھبرا کر مڑی۔۔۔۔

دوپٹہ ایک جانب سے کندھے کے پاس پکڑ

رکھا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف کا پلو۔۔۔۔

شاہد کے ہاتھ میں تھا۔۔۔۔

ایسے لگا کسی نے ابلتا۔۔پانی اس پر انڈیل

دیا تھا۔۔۔۔

پس منظر میں قہقہوں اور من چلے جملوں

کی بازگشت سنائی دی۔۔۔۔

ہیلہ کو لگا وہ مزید سانس نہیں لے پائی

گی۔۔۔۔ اسکا پورا وجود کانپ گیا۔۔۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔۔۔ تھوڑی دیر تو آو۔۔۔" وہ خباثت سے بولا۔۔۔ دو قدم آگے بڑھا۔۔۔۔۔

جبکہ ہیلہ ساکت تھی۔۔۔۔۔

اسکا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ اب کافی قریب آ گیا۔۔۔۔

دوپٹے کو وہ اپنے ہاتھ پر باندھ چکا

تھا۔۔۔۔

ہیلہ نے لب تر کرتے۔۔۔۔ پیچھے

دیکھا۔۔۔۔

سب اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

کچھ۔۔۔ مشورے دے رہے تھے۔۔۔

کچھ اسے مزید ہمت دے رہے کچھ۔۔۔

کچھ زو معنی جملے کس رہے تھے۔۔۔

ایک بار پھر اسے دیکھا۔۔۔۔

جس کا دوسرا ہاتھ۔۔۔۔اسکے چہرے کی

جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے کے اسکا ہاتھ۔۔۔

ہیلہ کے چہرے کو چھوتا۔۔۔۔

"چٹاخ۔۔۔۔" کی آواز گونجی

۔۔۔۔۔اور پھر خاموشی چھا گئی۔۔۔۔۔۔

اگلے چند لمحوں کے بعد والا منظر تھوڑا

مختلف تھا۔۔۔۔۔

سیاہ لباس والی لڑکی۔۔۔۔بنا دوپٹے کے

بھاگتے ہوئی نظر آ رہی تھی۔۔۔۔۔

اور کچھ فاصلے پر کوئی اس کے پیچھے آرہا

تھا۔۔۔

منہ سے غلیظ باتیں گالیاں دیتے۔۔اسکے

ہاتھ میں سیاہ دوپٹہ تھا۔۔۔۔

ہیلہ نے برستی انکھوں کے ساتھ ایک پلر کے پیچھے خود کو چھپایا۔۔۔۔۔اسکا سانس پھول چکا تھا۔۔۔۔

وہ اس وقت چیختی تو بھی کسی کو آواز نا آتی۔۔۔۔

باہر سے آتے اونچے میوزک کی آواز۔۔۔

یقیناً سب باہر مصروف تھے۔۔۔۔

ادھر کوئی بھی نا آتا۔۔۔۔

اگر وہ اسکے ہاتھ لگ جاتی تو اسے کوئی

بچانے نہیں آسکتا تھا۔۔۔۔

اسنے گھوم کر ادھر ادھر دیکھا۔۔۔۔

آواز جب زیادہ قریب آئی تو ہیلہ بے
ساختہ حرکت میں آئی تھی۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے میں وہ ساتھ والے کمرے

کا دروازہ کھولتے۔۔۔۔

اندر جاتے دروازہ تیزی سے بند کر چکی

تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

ہاتھوں میں مٹھائی کی ٹوکری

اٹھائے۔۔۔۔

ساتھ چلتے۔۔۔اپنے سے کم عمر لڑکے کو

کچھ سمجھاتے۔۔۔۔

وہ نیلی آنکھوں والا۔۔۔ابھی ہی اندر

داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ ان لوگوں کے لیے تب سے کام کرتا تھا

جب وہ بچہ تھا۔۔۔۔

تبھی وہ کہیں بھی آجا سکتا تھا۔۔۔۔

اسکے وجہی چہرے پر سنجیدگی چھائی رہتی تھی۔۔۔

ابھی وہ ٹوکری دوسرے لڑکے کے ہاتھ میں پکڑاتے۔۔پلٹنے والا ہی تھا کہ رک گیا

۔۔۔۔

کسی احساس کے تحت اس نے پلٹ کر

دیکھا۔۔۔

اسے نہیں دیکھنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔

اسکی دھڑکنیں سینے میں ہی کہیں اٹک

گئی۔۔۔۔

جہاں کا تھا وہیں کا رہ گیا۔۔۔

اور نگاہیں اس منظر پر جم گئی۔۔۔۔

یلو کلر کے گھیر دار قیمتی موتیوں کے کام والا

۔۔بھاری فراک پہنے۔۔۔وہ چھوٹے

بالوں کو ہلکا کرل کئے۔۔۔۔کلائیوں میں

پھولوں کے گجرے پہلے۔۔۔۔

دو تین لڑکیوں کے ساتھ۔۔۔۔

ہاتھوں میں لڑیاں پکڑے۔۔۔۔

گول گول گھوم رہی تھی۔۔۔۔

ساتھ چھوٹے سیاہ بال۔۔۔اور

اور فراک کا گھیر بھی جھول رہا تھا۔۔۔۔

ہنستے ہوئے۔۔۔۔

وہ اس وقت پرانی۔۔۔زیو الگ رہی تھی

۔۔۔۔

مگر نہیں۔۔۔۔

وہ آج مختلف لگ رہی تھی۔۔۔

اتنی مختلف کہ۔۔۔بالی کو بے ساختہ سانس

لینے میں دکت ہوئی۔۔۔۔۔

لبوں کے زریعے گہرا سانس لیتے۔۔۔۔

ایک بار پھر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

عین اسی وقت سیاہ آنکھیں بھی اس کی

جانب اٹھی۔۔۔۔۔

جھولتا وجود۔۔۔۔

کسی سلوموشن کی طرح۔۔۔

دھیرے دھیرے۔۔۔ جھولتا۔۔۔

آخر کار رکا۔۔۔

ساتھ ہی حسین مکھرے سے ساری ہنسی

نچڑ گئی۔۔۔

اور جن آنکھوں میں چند لمحوں پہلے چمک تھی۔۔۔۔

اب ان میں شدید نفرت بھر گئی۔۔۔۔

وہ لڑکی اب بالکل رکے۔۔۔اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

آنکھوں میں دنیا جہاں کی نفرت

تھی۔۔۔۔

اتنی نفرت تھی کہ۔۔۔۔

اسکا دل کٹ گیا۔۔۔۔

اور گہرا سانس لیتے۔۔۔۔

وہ شخص پلٹ گیا۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد۔۔۔ منظر پھر سے

بدلنے لگا تھا۔۔۔۔

پھر سے وہی ہنسی۔۔۔

وہی قہقہے۔۔۔۔

اور وہی جھولتے وجود تھے۔۔۔

دروازہ بند کرتے اس نے بے ساختہ

گہرے سانس لیے۔۔۔

ایک۔۔۔دو۔۔۔تین۔۔۔۔مگر

دھڑکنیں خوف کے باعث معمول پر نہیں

آپا رہیں تھیں

اسنے ایک ہاتھ لاک پر رکھا ہوا تھا۔

دوپٹے سے بے نیاز وجود

جبکہ دوسرا منظر دیکھو

تو اندر موجود وجود

ہاتھ میں تولیہ پکڑے

حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا

کیا وہ ان سنہرے بالوں کو نہیں جانتا

تھا...؟

جس کے بارے میں کئی دنوں سے سوچ رہا

تھا۔۔۔اسکا سامنا ایسے ہو گا۔۔۔اسے

حیرت ہوئی۔۔۔بنا دوپٹے کے۔۔۔خوف

سے تھر تھر کانپا وجود۔۔۔۔اور سسکیاں

۔۔۔

اس نے شاید ابھی تک اسکی موجودگی نہیں

محسوس کی۔۔۔۔

جبکہ ویار اب اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

وہ کال کاٹتی۔۔۔ جیسے ہی پلٹی۔۔۔۔

وہ حسین چہرے پر ایک بار پھر نفرت چھا گئی۔۔۔

"تم میری جان چھوڑ کیوں نہیں

دیتے۔۔۔"وہ نفرت و بے بسی سے دبا دبا

چلائی۔۔۔۔

وہ دونوں اس وقت ہجوم سے دور۔۔۔

حویلی کے ایک الگ گوشے میں تھے

۔۔۔۔

وہ شہلہ کی کال سننے آئی مگر اسکا سامنا جیسے

سارے وجود میں نفرت دہڑا گیا۔ تھا۔۔۔

جبکہ پہلے کی نسبت اب نیلی آنکھیں سرد

تھی۔۔۔۔

"کدھر ہے وہ۔۔۔۔" کسی نے دھیرے سے سیسیہ اسکے سینے میں اتارا۔۔۔ کہ وہ کوئی جذبہ تک نہ دیکھا پائی۔۔۔۔

وہ جانتی تھی سب جان جانتے مگر اتنے جلدی۔۔۔۔۔

"ک۔۔۔کون۔۔۔" وہ بمشکل بول

پائی۔۔۔۔

جبکہ وہ اب قدم قدم۔۔۔۔

اسکے قریب ہو رہا تھا۔۔۔۔

اور زیوا کو لگا۔۔۔

کوئی دھیرے دھیرے۔۔۔۔

سینے سے سانسیں کھینچ رہا تھا۔۔۔۔

اسکے سیاہ جوتوں میں موجود قدم آگے

بڑھنے لگے۔۔۔۔

وہ سیاہ ہیل بھی پیچھے پیچھے ہوتی جا رہی تھی

۔۔۔۔

اتنی کہ۔۔۔ پھر رک گئی۔۔۔۔

سیاہ ہیلز۔۔ اور سیاہ جوتے۔۔۔ اب بہت

تھوڑے سے فاصلے پر تھے۔۔۔۔

زیوا حیرت سے پیچھے دیوار اور پھر اسے

دیکھا۔۔۔۔۔

اور یہ لمحہ ادراک کا تھا۔۔۔۔

سیاہ آنکھوں والی لڑکی ساکت ہو چکی تھی

جبکہ دوسرا وجود کچھ بول رہا تھا۔۔۔۔

مگر وہ سن نہیں پا رہی تھی

وہ شل ہو چکی تھی

اور اسے کئی جواب مل چکے تھے

وہ آنکھیں پڑھنے میں غلطی نہیں کر سکتی تھی

"کون ہو تم۔۔۔۔" بھاری گھمبیر آواز

۔۔۔بھاری سانسوں کی آواز کانوں و

گردن پر محسوس کرتی۔۔۔۔وہ سانسیں

روک گئی۔۔۔۔ نگاہیں دھیرے سے اس

ہاتھ پر گئی۔۔۔جو اسکی دائیں جانب دیوار

پر رکھا گیا تھا۔۔۔

اسکا لگا۔۔۔وہ سانس نہیں لے پائے گی

۔۔۔وہ کب بھول سکتی تھی اس آواز کو

۔۔۔

وہ کیسے نہیں پہچان سکتی تھی اس آواز کو۔

اسنے آنکھیں تک سختی سے بند کر لی

جبکہ ضرغام خان کی نگاہیں اسکے سنہرے بالوں کی لٹوں کو چھو رہی تھی۔۔۔

پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔وہ جانتا تھا کہ وہ کون تھی۔۔۔ مگر وہ پھر بھی نہیں جانتا تھا کہ آخر وہ تھی کون

بازو اسے کے گرد سے ہٹاتے۔۔۔۔ اگلے ہی پل کلائی سے تھامتے۔۔۔ اسکا رخ اپنی جانب کیا۔۔۔۔

تو ایک بار پھر جیسے سینے میں دھڑکتا دل ساکن ہوا تھا

وہ اب سبز آنکھیں کھولے۔۔ سانس

روکے اسے ہی دیکھ رہی تھی

ویار نے اسے دیکھا

اور ایک پل کو دنیا ساکن ہوتی معمول

ہوئی

اتنے دنوں سے وہ سوچ رہا تھا کہ یہ

آنکھیں وہ پہلے کہاں دیکھ چکا تھا۔۔۔

اور اب اسے یاد آیا وہ کہاں اور کب دیکھ

چکا تھا۔۔۔۔

اسے حیرت ہوئی

یہ وہ لڑکی تھی

وہ لڑکی جسے چند سال پہلے حویلی میں ونی

کے طور پر۔۔۔۔

اسکے نام پر لایا گیا تھا۔۔۔

یہ وہ لڑکی تھی۔۔۔

جسے اس نے مارنے تک کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

یہ وہ لڑکی تھی

وہ اسکے بھائی کے قاتلوں سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔۔

یہ وہ لڑکی تھی۔۔۔۔

اسکا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔۔۔۔

اسلی۔کلائی چھورتے۔۔۔وہ اب پیچھے

ہوا۔۔۔

کنپٹی کو مسلتے ایک بار پھر اسے دیکھا۔۔۔

جواب بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

انہی نگاہوں سے۔۔۔۔

ضرغام خان کے چہرے پر بے ساختہ نفرت پھیل گئی

رنگت سرخ پڑنے لگی

وہ اسکی جانب ایک بار پھر بڑھنے لگا تھا

ہیلہ نے نفی میں سر ہلاتے۔۔۔ پیچھے ہونا چاہا

وہ جان گئی تھی کہ وہ اسے جان گیا تھا

اسکا سانس خشک ہونا لگا

وہ یکٹک اسے دیکھ رہی تھی

جب وہ بالکل اسکے قریب آ گیا

دائیں بائیں دروازے پر ہاتھ رکھتے

اسے قید کیا

ہیلہ ایک بار پھر آنکھیں میچ گئی

باہر سے بچ کر آئی۔۔۔تو آئی بھی

کدھر۔۔۔

"ہممممم۔۔۔۔تو تم ہو ہیلہ۔۔۔"اسکی آواز سرگوشی نما اتنے قریب سے آئی کہ اسنے مزید پیچھے ہونا چاہا۔۔۔مگر ناکام رہی۔۔۔۔

جبکہ ویار اب چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ لئے

اسکی بند آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

کیا وہ بھول سکتا تھا کہ وہ اسکے نام پر اس حویلی میں آئی تھی۔۔۔۔اور کیوں آئی تھی۔۔۔۔؟

"کیا تم جانتی ہو مجھے۔۔۔" اسکی حالت

اسے مزہ دینے لگی

سبز آنکھوں والی نے پٹ سے آنکھیں

کھولتے اسے دیکھا

وہ اسکے اتنے قریب تھا کہ وہ چہرہ موڑ

گئی۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کسی بھی پل گر سکتی تھی

اسکے مہنگے پرفیوم و سگار کی خوشبو اسکے

حواس کھونے لگے

دل خوف کے باعث کانوں میں دھڑکنے لگا

تھا۔

ضرغام خان کی نگاہیں چہرے سے ہوتی

اسکے وجود پر گئی تو سرد ہو گئی

پل میں یاد آیا کہ وہ کس حالت میں یہاں آئی تھی۔۔۔

وہ پیچھے ہو گیا۔۔۔

مگر نگاہیں اسی پر تھی۔۔۔۔

ان سالوں میں اسنے ایک بار بھی اسے

نہیں دیکھا۔۔۔

اور نہ دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

جانتا تھا جس دن وہ سامنے آئی۔۔۔۔وہ

دوسرا موقع ضائع نہیں ہونے دے

گا۔۔۔۔

اسے جتوئی خاندان سے عجیب نفرت

تھی۔۔۔۔

چند دنوں پہلے اسے دیکھا تو دماغ میں دور

دور تک نہیں تھا کہ وہ کون تھی۔۔۔۔

وہ عورت زات سے دور رہنے والا شخص

تھا۔۔۔ مگر اس لڑکی نے اسے خود کو دیکھنے

پر مجبور کیا۔۔۔ اس میں کوئی کشش تھی

۔۔۔اس نے کئی بار چاہا کہ وہ دوبارہ اس کے سامنے آئے۔۔۔۔

اور اب جب آئی تو۔۔۔اسکے لیے صرف نفرت ہی محسوس کر پایا تھا۔۔۔۔

عنابی لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔طنز

میں ڈوبی مسکراہٹ۔۔۔۔

وہ مزید پیچھے ہوا۔۔۔۔

بیڈ سے اپنی سیاہ شال اٹھائی۔۔۔۔

اس سب میں ہیلہ نے ایک پل کے لیے بھی نظریں اس سے نہیں ہٹائی تھی۔۔۔

اسے لگا۔۔۔وہ ایک پل کو کدھر اور دیکھے گی۔۔۔

اور وہ اسکی جان کو آجائے گا۔۔۔

وہ ایک بار پھر اسے اپنے قریب آتا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اس کے ہاتھ میں شال دیکھ کر اسے احساس ہوا کہ اسکا اپنا بدن اس سے محروم تھا۔۔۔۔

چہرہ پل میں شدید سرخ ہوا۔۔۔۔

اور وہ قریب آگیا۔۔۔

"جاننا چاہیے۔۔۔۔جاننا چاہیئے کہ میں کون ہوں۔۔۔کیا ہوں۔۔۔۔کس حیثیت سے تم یہاں ہو۔۔۔اور کیا حیثیت ہے میری۔۔۔"اسکی آواز ابھی تک دھیمی تھی۔۔۔

مگر ایسی سرد مہری۔۔۔۔

سبز آنکھیں جھک گئی۔۔۔

وہ اب اسکے گرد شال ڈال رہا تھا۔۔۔۔

وہ کیوں ایسے بھاگتے ہوئے آئی تھی۔۔۔

اسکی وجہ اسے پل میں سمجھ آگئی۔۔۔

اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

ہیلہ نے اب اسے نہیں دیکھا۔۔۔۔

ایسا خوف اسکے گرد منڈلانے لگا کہ وہ اسے

دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔۔

اسے باہر نکالتے۔۔۔۔

دروازہ بند کر دیا۔۔۔

اسکا وجود کسی اور کی یاد بھی دلا گیا تھا۔۔

کوئی ایسا جس کو اسنے ان چھ برسوں میں

پھر کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ شیشے کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔

اسکا چہرہ شدید سرخ ہو چکا تھا۔۔۔۔

بالی جان گیا تھا۔۔۔

اگر وہ کسی کو بھی بتا دیتا تو۔۔۔۔

محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اتنا بڑا قدم اٹھا

تو لیا۔۔۔۔ مگر اسکے نتیجے سے وہ ڈرتی تھی

۔۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ اگر آدم خان یا ضرغام کو

معلوم ہو گیا تو وہ شاید یہ بھی بھول جاتے

کہ وہ انکی بیٹی تھی۔۔۔۔اور پھر جازلان

۔۔۔وہ بھی ابھی ٹھیک نہیں تھا۔۔۔۔

برسوں کی قید نے اس پر گہرا اثر چھوڑا

تھا۔۔۔اسے وقت چاہیے تھا۔۔۔اگر بالی

کسی کو کچھ بتا دیتا تو۔۔۔۔

اور پھر وہ نگاہیں۔۔۔۔

زیوانے ہاتھ سے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا سارا

سامان شدت سے پھینکا تھا۔۔۔

وہ کیسے اسکی چاہ کر سکتا تھا۔۔۔۔اور اسے

اب ہی سمجھ آیا کہ وہ ضرغام خان کا وفادار

ہونے کے باوجود۔۔۔ آج تک اسے کچھ

بھی کیوں نہیں بتا سکا تھا

حالانکہ وہ کافی وقت سے جانتا تھا

اس کا سر پھٹنے لگا۔۔۔ تو وہ ادھر ہی نیچے

بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔۔

شادی والی حویلی آج روشنیوں میں نہائی ہوئی تھی۔ صحن میں فانوس جھلملا رہے تھے

پھولوں کی خوشبو اور قہقہوں کی آوازیں
فضا میں بکھری تھیں مگر اس شور کے بیچ
ایک خاموش جنگ چل رہی تھی۔۔۔۔

زیوا صحن کے ایک کونے میں کھڑی تھی۔

اس نے آج نیلا فراک پہن رکھا تھا جس پر موتیوں کا نفیس کام کیا گیا تھا جو روشنی میں چمک رہا تھا۔۔۔

مگر اس کے چہرے پر کوئی خوشی نہیں تھی۔۔۔ چھوٹے سیاہ بال ترتیب سے جمے

ہوئے تھے، اور سیاہ آنکھوں میں عجیب

نفرت کا بسیرا تھا۔۔۔

وہ سامنے ہی دیکھ رہی تھی جہاں سے بالی آ

رہا تھا۔۔۔۔۔

سفید لباس۔۔ سادہ سا بالکل ویسا ہی جیسا

ایک ملازم کو ہونا چاہیے تھا۔ مگر اس کی

نظریں زیوا پر ٹھہری ہوئی تھیں۔۔۔۔وہ

سب جانتا تھا۔۔۔۔

یہی تو مسئلہ تھا۔۔۔

"آپ نے واقعی کر دیکھا۔۔۔"

بالی کی آواز ہلکی تھی مگر طنز صاف جھلک رہا تھا۔۔۔وہ سامنے کھڑی چمکتے لباس میں ملبوس لڑکی کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

"محبت میں ایک قیدی کو آزاد کروادیا۔۔۔ اتنی محنت۔۔۔ کہ اپنوں کا خیال تک نا آیا۔۔۔"

زیوانے لب بھینچے۔۔۔وہ اسے ہی دیکھ

رہی تھی۔۔۔اس پر جو اشکار ہوا تھا۔۔

اس کے بعد اسے بالی سے مزید نفرت

محسوس ہوئی۔۔۔وہ کیسے اسکی چاہ کر سکتا

تھا۔۔۔اسکی حیثیت کیا تھی۔

مگر مسئلہ یہ نہیں تھا۔۔۔ مسئلہ وہ تھا جو وہ

جان گیا تھا۔۔۔ بہت سوچنے کے بعد اس

نے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔ اور نتیجتاً

وہ دونوں آمنے سامنے تھے

"تمہیں نہیں لگتا کہ تم اوقات سے بڑھنے لگے ہو۔۔۔" اسکی آواز کاٹ دار مگر مدھم تھی۔۔۔۔

بالی کے چہرے پر سایہ سا لہرایا۔۔ مگر وہ سنبھل گیا۔۔۔۔

"گستاخی معاف۔۔۔۔ مگر آپ نے اسے

سر چڑھالیا۔۔ جس کی کوئی اوق۔۔۔۔۔۔

"تم ایک ملازم ہو بالی۔۔۔۔ جس کی

زندگی ہمارے دیے پر گزر رہی ہے۔۔۔

تمہیں نہیں لگتا کہ تمہیں اپنی زبان قابو

رکھنی چاہیے۔۔۔" وہ قریب چلی آئی۔۔

نیلے فراک کی لہریں زمین کو چھوتی۔۔۔

اب بالی کے کچھ ہی فاصلے پر ٹھہر رہی۔۔۔

اس کی آواز برف جیسی ٹھنڈی تھی۔اور

نگاہیں۔۔۔۔

..."اپنی حد پہچانو بالی۔۔۔۔"وہ کس

حوالے سے کیا کہہ رہی تھی۔۔۔۔وہ

شخص مدھم ہوتی دھڑکنوں کے سنگ بس

اب اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔۔۔

ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

ایک کی آنکھوں میں فقط نفرت و حقارت تھی۔۔۔ جبکہ دوسری نیلی آنکھوں میں زخمی پن تھا۔۔۔۔

کیا وہ کچھ جان چکی تھی۔۔۔؟ یا وہ اسے جازلان کے حوالے سے ہی خبردار کر رہی

تھی۔۔۔۔جو بھی تھا۔۔۔وہ ہمیشہ کی

طرح اسکی تزلیل ہی کر رہی تھی۔۔۔

کہیں دور۔۔۔ڈھول کی آواز گونجی۔۔۔۔

برات آگئی۔۔۔۔

شادی کا شور بڑھ گیا۔

مگر صحن کے اس کونے میں۔۔۔

وہ نفوس آمنے سامنے تھی۔۔۔

اور پھر وہ پلٹ گئی۔۔۔۔

موتیوں سے جگ مگ کرتی لہریں۔۔۔

زمین کو چھوتی۔۔۔۔دور ہو رہی تھی

۔۔۔۔

بالی اسے تب تک دیکھتا رہا۔۔۔جب تک

وہ نظروں سے اوجھل نا ہو گئی۔۔۔۔

کئی دن ایسے ہی گزر گئے۔۔۔۔زیوانے
یونی ورسٹی سے کئی چھٹیاں کرلی تھی۔۔
جبھی وہ آج کافی دن بعد تیار نظر آرہی تھی

پلم کلرڈ کھلی قمیض کے ساتھ کھلا ٹراؤزر پہنے۔۔۔اسکے چھوٹے سیاہ بال آج ہلکے ہلکے کرل کئے گئے تھے۔۔۔

ہلکا پھلکا میک اپ کئے۔۔۔وہ آج معمول کے مطابق تیار ہوئی تھی۔۔۔

ابھی وہ کمرے سے نکلتی۔۔ کہ دروازا ہلکے سے ناک ہوا۔۔۔

اور سنہرے بالوں والی لڑکی نمودار ہوئی تھی۔۔۔۔

زیوا کے ماتھے پر کئی بل پڑے۔۔وہ لب بھینچے اسے دیکھ رہی تھی

"نیچے ناشتے پر سب انتظار کر رہے ہیں۔۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

ان دونوں کا رشتہ سب سے عجیب تھا۔۔۔

وہ اکثر اسکی دوست بن جاتی۔۔اور اکثر وہ بھی انہی میں شمار ہو جاتی

"جاؤ تم۔۔۔ آرہی ہوں۔۔۔"وہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولی تو ہیلہ تیزی سے نکل گئی۔۔۔

جبکہ زیوا ہاتھ سے بیگ چھوڑتے اب بیڈ پر بیٹھ چکی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

حویلی کا بڑا سا ڈائننگ ہال روشنیوں سے جگمگا رہا تھا لمبی میز جس پر سفید دستر خوان

بچھا تھا چاندی کے برتن قیمتی گلاس اور

دیواروں پر لٹکتے قدیم فانوس۔۔

سب کچھ اس خاندان کی طاقت اور شان

کی گواہی دے رہا تھا

میز کے گرد آدم خان۔۔۔فوزیہ بیگم۔۔

اور

ایک طرف زیوا خاموشی سے بیٹھی

تھی۔۔۔

نظریں جھکائے سنجیدگی سے وہ اپنی پلیٹ

میں چمچ چلا رہی تھی۔۔۔

دماغ یہاں سے کوسوں دور تھا۔۔۔

اسی لمحے ہیلہ اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔

سیاہ لباس جھکی نگاہیں۔۔۔وہ خاموشی سے

سب کو کھانا پیش کر رہی تھی۔۔۔۔

ضرغام خان کی موجودگی میں اسے یہاں

آنا سختی سے منع تھا۔۔ مگر وہ نہ ہوتا وہ تب

ہی یہاں آسکتی تھی۔۔ورنہ یہ کام بھی رانو

کا تھا۔۔۔

چونکہ اس وقت ویار نہیں تھا تو یہ کام اسی کا

تھا۔۔۔

آدم خان کے آگے چائے رکھتے اسکے ہاتھ
کانپ رہے تھے مگر وہ پوری کوشش کر
رہی تھی کہ کوئی غلطی نہ ہو۔۔۔۔۔

جبھی۔۔۔اس کے ہاتھ سے کپ پھسل کر
زمین پر گر گیا۔۔۔

۔ آواز پورے ہال میں گونج گئی۔۔۔۔

اور پھر گہری خاموشی۔۔۔

ہیلہ ساکت ہو گئی۔۔۔۔

چہرہ سفید ہوا سانس جیسے سینے میں ہی رک گئی۔۔۔

تبھی کرسی زور سے پیچھے ہوئی۔

فوزیہ بیگم کھڑی ہو گئیں۔۔۔۔۔

زیوا اب لب بھینچے یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔

ایسے منظر وہ کئی بار دیکھ چکی تھی۔۔ جبھی لب بھینچے اٹھی۔۔۔۔

"یہی سکھایا ہے تمہیں" فوزیہ بیگم نے اسی لمحے سنہرے بالوں کو اپنے ہاتھ کی سخت گرفت میں لیتے۔۔۔ چلا کر کہا تھا۔۔۔۔

اس لڑکی سے ایسی نفرت تھی کہ وہ اسکی جلا کر راکھ کر دینا چاہتی تھی مگر۔۔۔

زیوانے بیگ اٹھاتے ایک نظر اسے

دیکھا۔۔۔اور پھر وہاں سے نکلتی چلی گئی

۔۔۔

"ذرا سی عقل نہیں ہے تم میں۔۔۔" آخر

دماغ رہتا کدھر ہے تمہارا۔۔۔" وہ چلا

رہی تھی۔۔۔

ہیلہ نے برستی انکھوں کے سنگ۔۔۔اپنے

بالوں پر رکھے انکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے۔۔۔

ہٹانا چاہتا جبھی فوزیہ بیگم نے نفرت سے

اسے دور جھٹکا تھا۔۔۔

ہیلہ ایک طرف لڑکھڑا گئی۔۔۔۔

آدم خان بنا انہوں دیکھے۔۔۔ناشتہ کرنے

میں مصروف ہو گئے۔۔۔

وہ روز کے اس تماشے سب اب تنگ

ہو گئے تھے۔۔۔۔

انہوں نے ایک نظر اس لڑکی کو

دیکھا۔۔۔۔

آنکھوں میں کوئی احساس سا ابھرا۔۔۔۔

اسکی صورت میں ردوبدل ہوئی۔۔۔۔

چہرہ بدلا۔۔۔

اب سامنے چہرہ فاریہ کا تھا۔۔۔

وہ بے ساختہ کھڑے ہوئے۔۔۔

فیصلہ ہو چکا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

اگلا منظر اس عالیشان کمرے کا تھا۔۔۔

اونچی چھت سے لٹکتا فانوس دیواروں۔ پر

نقش و نگار بھاری پردے سب کچھ شاہانہ

تھا۔۔۔۔

کھڑکی کے باہر موسلا دھار بارش برس رہی تھی

اور اس آواز نے کمرے میں عجیب سی سنجیدگی بھر دی تھی۔۔۔۔

وہ شخص کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔

نگاہیں بارش کی بوندوں کو چھو رہی تھی

۔۔۔

اس کی زنجیریں کھل چکی تھیں جسم آزاد تھا

مگر آنکھوں میں قید کے برس اب بھی

ٹھہرے ہوئے تھے۔

بال قدرے بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

وجہی چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔ کنپٹی کی رگیں تنی

ہوئی صاف واضح تھی۔۔۔

اس کے کچھ فاصلے پر وہ لڑکی کھڑی

تھی۔۔۔وہ بھی سامنے دیکھ رہی تھی

۔۔ چھوٹے سیاہ بال کندھوں کے قریب

ٹھہرے ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ بہت کم بولتا تھا۔۔ اتنا کم کہ زیوا اگر

گھنٹوں اسکے سامنے بیٹھتی تب بھی وہ چند

جملے ہی بولتا۔۔۔۔

زیوانے چہرہ دھیرے سے موڑتے اسے

دیکھا۔۔جو سامنے دیکھ رہا تھا۔۔۔

عجیب شخص تھا۔۔۔

اس کے لیے وہ اپنے خاندان کے خلاف

چلی گئی۔۔۔

عجیب شخص تھا۔۔۔

اس کے لیے اپنوں سے بے وفائی کر بیٹھی

عجیب شخص تھا۔۔۔

اسے مڑ کر دیکھتا بھی نہیں۔۔۔۔

"ہیلہ کیسی ہے"

زیوا کی سانس رک گئی۔۔۔اسنے حیرت و

بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔۔اسنے پہلی بار

اسکا ذکر کیا تھا۔۔۔

اسے بے ساختہ گھٹن کا احساس ہوا۔۔۔۔

صبح کا منظر آنکھوں کے سامنے گھوما۔۔۔

اگر جو وہ جان جاتا۔۔۔

"یہ نام مت لو..."۔کافی دیر بعد وہ یہی بول پائی۔۔۔۔۔۔

وہ تلخی سے ہنسا۔۔۔اور وہ دیکھتی رہ گئی۔۔

اور وہ ہنسا بھی کب تھا۔۔۔۔

"تم جانتی ہو اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔"

بارش کی آواز تیز ہو گئی۔۔

گھٹن مزید بڑھ گئی۔۔۔

زیوا کے ہاتھ بے اختیار مٹھی بن گئی۔۔۔

پہلی بار اسکا دل چاہا کہ وہ خاموش ہو جائے

۔۔۔اسکے آواز اسکا دن گھونٹ رہی تھی

۔۔۔۔ نجانے وہ کیوں اتنی خوفزدہ ہو گئی

۔۔۔

شاید وہ جان گئی تھی۔۔۔

جان گئی تھی کہ وہ اب کیا کہے گا۔۔۔

وہ نہیں سننا چاہتی تھی۔۔۔۔

وہ پلٹ گئی۔۔۔

ایسا لگا کہ مزید رکی تو کہیں کی نہیں رہے گی۔۔۔

اسنے گھبراتے ہوئے اپنا پرس اٹھایا۔۔۔

ہاتھ بے وجہ کانپ رہے تھے۔۔۔۔

وہ نکلنا چاہتی تھی ادھر سے۔۔۔۔

"مجھے اس سے ملنا ہے۔۔۔ "

ہاتھ ہینڈل پر ہی رہ گیا۔۔۔۔

کمرے کی دیواروں نے سانس روکے اسے

دیکھا۔۔۔

وہ ہنوز باہر ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اور پھر وہ تیزی سے باہر نکلی۔۔۔۔۔

سیڑھیوں سے اترتے۔۔۔

وہ بمشکل نیچے آئی۔۔۔

اسے لگا جسم سے جان نکل رہی تھی۔۔۔۔

وہ کسی صورت یہ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

کسی بھی صورت نہیں۔۔۔۔

جبکہ اندر موجود شخص اب بھی اس بارش

کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہاں تک کہ سامنے سے بلڈنگ۔۔۔

روڈ۔۔اور شور کم ہونے لگا۔۔

عجیب کا دھواں آس پاس بکھرے لگا۔۔۔

منظر بدلنے لگا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

چھ سال پہلے۔۔۔

یہ منظر ایک کھلے میدان کا تھا۔۔۔ جہاں

سبز آنکھوں والا جازلان۔۔۔ بندوق

کندھے پر رکھے۔۔۔ چل رہا تھا۔۔۔

اس کے ساتھ کوئی تھا۔۔۔

ضرغام خان۔۔۔۔

ان دونوں کے خاندان میں گہری دشمنی تھی مگر وہ اس سب کو بھولے۔۔۔ دوست تھے۔۔۔

انکی دوستی کو کئی سال ہو گئے۔۔

وہ دونوں اکثر ساتھ پائے جاتے۔۔۔

ان کے خاندان والے شاید یہ بات نہیں جانتے تھے۔۔ مگر شاید انہیں اسکی فکر بھی نہیں تھی۔۔۔

وہ آج کافی دن بعد شکار پر آئے تھے۔۔۔

مگر نہیں جانتے تھے کہ یہ آخری بار تھی

جب وہ دوست بن کر مل رہے تھے

منظر دور ہو رہا تھا۔۔۔۔

اب کے منظر میں وہ اور اسکے تین سال بڑا

ہمدان کھڑے تھے۔۔۔

ان کے کپڑوں پر خون کے نشان

تھے۔۔۔۔

"ی۔۔یہ کیا کر دیا۔۔۔تم نے۔۔۔"وہ

بمشکل بول پایا تھا۔۔جبکہ

ہمدان نفرت سے ضوریز خان کو دیکھ رہا تھا

"یہ۔۔تم نے۔۔۔

"مار دیا۔۔۔۔۔" وہ نفرت سے پھنکارا

۔۔۔

جازلان کو لگا اسنے کچھ غلط سن لیا۔۔

وہ ابھی ہی اسنے فون کرنے پر آیا تھا۔۔۔

سارے وجود جھنجھوڑے مگر سب بے جان

ہو چکے تھے۔۔۔

"سالا ا۔۔۔ ****۔ مجھے دھمکی دے رہا تھا۔۔۔۔" وہ زہر خند لہجے میں بولا۔۔ اور ہاتھ سے بندوق دور اچھالی تھی۔۔۔

"چلو۔۔۔ یہاں سے۔۔۔" وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھنے لگا مگر جازلان۔۔۔۔۔

اسکا وجود تھم چکا تھا۔۔۔۔

کچھ مہینوں کا وہ بچہ۔۔۔۔۔

حرکت کرنے لگا تھا۔۔۔

"چلووو۔۔۔" ہمدان نے اسکا بازو دبوچا

۔۔۔

"ہمدان۔۔۔وہ زندہ۔۔۔۔

مگر وہ زبردستی اسے گھسیٹتے گاڑی تک کے

گیا تھا۔۔۔

اسکی گاڑی کے پیچھے کئی گاڑیاں نکلی تھیں

۔۔

اگلے منظر میں

فیروز جتوئی پاگل ہو رہا تھا۔۔۔

اس نے کافی کوشش کی کہ ثابت کر سکے

کہ اس کے بیٹوں نے قتل نہیں کیا مگر بے

سود۔۔۔ سب آنا فانا۔ ہوا۔۔۔

اور جب جرگے میں ہیلہ کا نام لیا گیا تو وہ

بہت چیخا چلایا۔۔۔

اس کا اس سب سے کوئی رشتہ نہیں

تھا۔۔۔

وہ اسے بہنوں سے زیادہ چاہتا تھا۔۔ عزت

کرتا تھا مگر وہ سگی بہن نہیں تھی۔۔۔

مگر اس کی ماں۔۔

فاریہ جازلان جتوئی کی ماں بھی تھی۔۔

وہ کیسے اسے اس جرم کی سزا دینے دیتا جس

سے دور دور تک اسکا کوئی تعلق نہیں بنتا

تھا۔۔۔۔

ہمدان نے بھی کافی اعتراض کیا۔۔۔

مگر کچھ نا بن سکا۔۔۔

اور پھر وہ دونوں خاموش ہو گئے۔۔۔

وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہیلہ اس سب میں آئے۔۔۔۔

جالازن نے سوچ لیا تھا اس نے کیا کرنا تھا۔۔۔

وہ اسے یہاں سے شہر بیجنا چاہتا تھا مگر شاید

قسمت کو کچھ اور منظور تھا۔۔۔

اس سے پہلے وہ ایک بار ضرغام خان سے

مل کر اسے سب بتانا چاہتا تھا جبھی وہ اسکے

ڈیرے پر گیا۔۔۔۔

رات کافی گہری ہو رہی تھی۔۔

ڈیرے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

سامنے ہی تیئیس سالہ ضرغام خان بیٹھا تھا۔۔۔

انگلیوں کے درمیان سگار ٹکائے۔۔۔وہ خاموش نگاہوں سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ رہا تھا۔۔۔جس کا سر اب چکرانے لگا تھا۔۔۔

"ضرغام۔۔۔"اس نے کچھ بولنا چاہا۔۔۔مگر دماغ کام کرنا چھوڑ رہا تھا

اور جب اسے ہوش آیا۔۔۔تو اسے ہوش آیا تھا۔۔۔

اسکے سامنے ہی وہ شخص بیٹھا تھا جس سے اسکی برسوں کی دوستی تھی۔۔۔

جو اسکا اپنا تھا مگر نہیں۔۔۔وہ نہیں تھا

دوست۔۔اسکی سب کوئی اپنائیت نا

محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ اس کے ساتھ تھا وہ سب دھوکا تھا۔۔۔

وہ کبھی اسکا دوست تھا ہی نہیں۔۔۔۔

اسکے دماغ میں وہی نفرت تھی جو وہ سمجھتا

تھا کہ ان کے خاندان میں تھی صرف

مگر نہیں۔۔۔ضرغام خان بھی انہی کا خون

تھا۔۔۔

وہ۔کیسے۔بدل۔سکتا تھا۔۔۔۔

اس وقت اسے اپنی کوئی فکر نہیں تھی۔۔۔۔

اس نے منت تک کی ضرغام سے کہ وہ ہیلہ کو ونی میں نہ لے۔۔۔ مگر وہ کچھ سن نہیں رہا تھا۔۔۔۔

وہ صرف بول رہا تھا۔۔۔۔

وہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ بے گناہ ہے۔۔

ہیلہ بے گناہ ہے مگر

سامنے وجود شخص جیسے پتھر کا ہو گیا تھا

اور پھر جازلان جتوئی خاموش ہو گیا۔۔۔

وہ جان گیا تھا کہ اب بولنا فضول تھا۔۔۔۔

ضرغام بولتا رہا نفرت نکالتا رہا۔۔۔

اور پھر وہ چلا گیا۔۔۔۔

کئی دن وہ وہیں رہا۔۔۔

کوئی نا آیا۔۔۔کچھ دنوں بعد ہی کچھ لوگ

اندر داخل ہوئے۔۔۔۔

جب وہ بھوک وپیاس سے بے حال

تھا۔۔۔

وہ اسے مارتے رہے۔۔۔

اتنا کہ وہ اپنا ہوش کھو بیٹھا۔۔۔

جب اٹھا تو اسکے سامنے کھانے کی پلیٹ اور

پانی پڑا تھا۔

خون رس رہا تھا۔۔۔

اور پھر روز اسے کھانا مل جاتا۔۔۔

اس نے قید کے عرصے میں ایک بار بھی

ضرغام کو نہ دیکھا۔۔۔۔

اور کچھ دنوں بعد قید میں اس سے ملنے

آنے والے آدم خان تھے۔۔۔۔

وہ اسکی اپنے سامنے تشدد کرواتے۔۔۔

زخم پر زخم لگاتے۔۔۔

اور چلے جاتے۔۔

وہ تھک گیا۔۔۔

اپنوں کی فکر اسے ستائے جا رہی تھی۔۔۔

جس نفرت کی آگ میں ضرغام خان

جھلس رہا تھا ممکن ہی نہیں تھا کہ بس

کرتا۔۔۔

اور پھر وہی ہوا جس کا سر تھا۔۔۔

نیلی آنکھوں والا بالی اسکے سامنے موبائل

کئے ہوئے تھا۔۔۔

جس میں کوئی مووی چل رہی تھی۔۔۔

لگ ایسا ہی رہا تھا۔۔۔

صرف ہمدان کی ہی نہیں۔۔۔

فیروز جتوئی کی بھی لاش پڑی تھی۔۔۔۔

اسکے سب اپنوں کو مار دیا گیا تھا۔۔

وہ دن قیامت کا دن تھا۔۔۔

اس دن اس کے اندر کے ہر احساس مر گئے۔۔۔

کوئی امید بچی تو وہ ہیلہ کی ہی تھی۔۔۔۔

وہ جسے وہ انتظار کا کہہ کر آیا تھا۔۔۔۔

وہ جہاں وہ جا نہیں سکا تھا۔۔۔

اس کے بعد دن مہینے یا سال کیسے بدلے وہ

نہیں جانتا تھا۔۔۔

آدم خان نے آنا بند کر دیا۔۔۔

اسکے جسم پر نشان بڑھتے گئے۔۔۔

اسکی نفرت وبدلے کی آگ بڑھتی گئی

یہ ایک معمول کا دن تھا۔۔۔۔

دو دن پہلے اسکے زخم پھر ہرے ہوئے

تھے۔۔۔

وہ نیم بیہوشی میں تھا جب ایک بار پھر

دروازے کے کھلنے کی آواز آئی۔۔۔

اتنے عرصے میں وہ ان لوگوں کے آنے کا

وقت جان چکا تھا مگر یہ دن اور وقت کسی

کے آنے کا نہیں تھا۔۔۔۔

اس نے بند ہوتی آنکھیں کھولنے کی

کوشش کی۔۔۔۔

منظر دھندلا تھا۔۔۔

وہ کچھ صاف نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔۔

مگر جو دیکھ رہا تھا وہ سمجھ سے باہر تھا۔۔۔

وہ سرخ آنچل اسے دھندلا سا نظر آرہا تھا

چیخ۔۔۔۔اور پھر خاموشی۔۔۔۔

کھلی آنکھیں مزید کھلی نہ رہ سکی۔۔۔۔

اب کسی اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔۔

وہ کوئی نسوانی وجود تھا۔۔۔

اسے بس اتنا ہی پتا چل سکا۔۔۔

کچھ دیر تک وہ غائب رہا۔۔۔

اور اب وہ وجود بمشکل اسے اٹھائے پانی پلا

رہا تھا۔۔۔۔

پھر اسکے زخم صاف کر رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ کچھ آوازیں بھی سن رہا تھا۔۔۔

جو وہ لڑکی بول رہی تھی مگر دماغ کی رسائی

ان تک ممکن نہیں تھی۔۔۔۔۔

کافی دیر بعد اسے جب ہوش آنے لگا تو

سامنے کوئی نہیں تھا۔۔۔

البتہ جسم میں کچھ جان محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

اس نے بہت سوچنے کی کوشش کی مگر چہرہ وہ یاد نہیں کر پایا۔۔۔

پھر کچھ دنوں بعد یہ مشکل بھی حل

ہو گئی۔۔۔

وہ دوبارہ آ گئی۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔

اکثر آنے لگی تھی۔۔۔۔

وہ جان گیا کہ وہ کون تھی۔۔۔

وہ اسکے لیے روتی۔۔۔

اسکے زخم صاف کرتی۔۔۔

کچھ نا کچھ بولتی رہتی۔۔۔

وقت گزرنے لگا تھا۔۔

اتنے وقت میں ایک بات وہ جان گیا کہ

لڑکی اس سے محبت کرنے لگی تھی۔۔۔۔

وہ مشکور تھا اسکا مگر محبت آدم خان کی بیٹی

سے۔۔نا ممکن۔۔۔

وہ اسکے لیے سب کرنے کو تیار تھی۔۔

اور وہ جانتا تھا کہ وہ کر سکتی تھی۔۔۔

پھر اس نے کر دکھایا۔۔۔۔

وہ پانچ سے چھ سال بعد سورج کی روشنی دیکھ پایا۔۔ بارش دیکھ پایا۔۔۔ کھلی فضا میں سانس لے پایا۔۔۔

وہ اسے اپنی کسی دوست کے خالی فلیٹ میں لے آئی تھی۔۔

اس کے ساتھ ایک دو اور لڑکیاں اور ایک لڑکا بھی ہوتا۔۔۔جو یقینا اسکے دوست تھے۔۔۔

وہ آتی بھی انہی کے ساتھ تھی۔۔۔

مگر وہ شاہد نیچے ہی رہتے۔۔۔

اتنا عرصہ ایک بند جگہ گزار کر اپنا دماغ

بری طرح متاثر ہوا تھا۔۔۔۔

وہ راتوں کو سو نہیں پاتا۔۔۔

اور دن میں بدلے و نفرت کی آگ جسم

جھلسائے دکھتی۔۔۔۔

اب بچی صرف ہیلہ ہی تھی جس سے اسکا

کوئی رشتہ تھا

اسے کہیں نا کہیں احساس تھا کہ اسکے ساتھ

کیا سلوک کیا گیا ہو گا۔۔۔

اور زیوا کے چہرے نے اسپر مہر لگا دی۔۔۔

وہ جسے کبھی کانٹا تک نا چبھنے دیا۔۔۔

وہ وہاں نرخ میں رہ رہی تھی۔۔۔۔

اس نے سب سوچ رکھا تھا۔۔۔

مگر سب سے پہلے وہ ہیلہ کو وہاں سے نکالنا

چاہتا تھا۔۔۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ یہ کام بھی زیوا ہی کر سکتی تھی

۔۔۔

وہ اس لڑکی کو استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا مگر

دوسرا کوئی راستہ اسکے سامنے نہیں تھا۔۔۔

اور پھر اس نے یہی سوچا۔۔۔

تھی تو وہ بھی انہی کا خون۔۔۔

اس سے بھی وہی نفرت تھی مگر وہ کہیں نا

کہیں اسے چھوٹ دے گیا۔۔۔۔

اسے سر فہرست سے۔ نکال دیا۔۔۔

وہ پہلے ہی بہت کر چکی تھی۔۔۔

بہت مداوا کر چکی تھی۔۔۔

وہ کر چکی تھی جو سب سے مشکل تھا۔۔۔

"تم یاد رکھو گے میر الوٹنا آدم خان۔۔۔ تم نے بہت بڑی غلطی کی مجھے زندہ چھوڑ کر

۔۔۔

اور جلد تمہیں اس کا احساس ہو گا۔۔۔ "

وہ ماضی سے حال میں لوٹا تھا۔۔۔

چہرے پر عجیب سفاکیت کا بسیرا تھا۔۔۔

بال کچھ چہرے پر آرہے تھے۔۔۔ داڑھی

پھر سے بڑھنے لگی تھی۔۔

وہ ان دیکھی آگ میں جھلس رہا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس وہ سنہرے

بالوں والی لڑکی۔۔۔ دیوار سے ٹیک لگائے

۔۔۔

ایک کونے میں بیٹھی تھی۔۔۔۔

چند لٹیں چہرے پر بکھری ہوئی تھی۔۔۔

اور چہرہ شاید رونے کی وجہ سے سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔

سزا تو وہ برسوں سے کاٹ رہی تھی مگر جو اذیت اب ملنے لگی تھی۔۔۔وہ نا قابل برداشت تھی۔۔۔

وہ کام کرتی پورا دن۔۔۔

مار ڈانٹ بھی برداشت ہو جاتی مگر جواب

ہو رہا تھا وہ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

پہلے شاہد اور اب۔۔۔۔۔

اب ضرغام خان۔۔۔۔

پہلی ملاقات حادثاتی طور پر ہوئی تھی۔۔۔

وہ اسے اکثر حویلی میں دیکھتی مگر اس کے

سامنے کبھی غلطی سے بھی نا گئی۔۔۔

مگر اب جب وہ سکسی نظر میں آگئی تھی تو

بچنا ممکن نہیں رہا تھا جیسے۔۔۔۔

وہ اس حویلی میں اتنی خوفزدہ کسی سے نہیں تھی جتنا خوف اسے ضرغام خان کا تھا۔۔۔

اسکی عجیب شخصیت تھی۔۔۔

اسکی آنکھوں میں جو نفرت اخری بار اسنے دیکھی۔۔۔۔اس کے بعد اسکا خوف دل میں مزید بیٹھ گیا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا۔۔۔

یقیناً جانتا ہی ہو گا کہ وہ اسکے نام پر اس حویلی میں آئی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں استحقاق کا احساس اسے خوفزدہ کئے ہوئے تھا۔۔۔۔

کاش وہ دن ان میں نا آیا ہوتا۔۔۔۔

کاش وہ اس دن نا باہر نکلی ہوتی۔۔۔۔

مگر آخر کب تک۔۔۔

وہ سب جانتا تھا۔۔۔

وہ کب تک ایک ہی چھت تلے رہ کر اس سے بھاگ سکتی تھی۔۔۔

یا شاید وہ اس سے کبھی نا چھپی۔۔۔

شاید وہ ہی اسکی زات فراموش کئے ہوئے

تھا۔۔۔

مگر کیوں۔۔۔

وہ انہیں سوچوں میں گم تھی جب اندر کچن

سے رانو کی آواز آئی۔۔۔۔

وہ تیزی سے چہرہ پلو سے صاف کرتی اندر

کی جانب بڑھ چکی تھی۔۔۔۔

کمرہ مدھم روشنی میں ڈوبا ہوا تھا۔ بھاری

پردے آدھے کھلے تھے۔۔ جن سے

چاندنی لکیر کی صورت فرش پر گر رہی

تھی۔ فضا میں عطرِ عنبر کی ہلکی سی خوشبو

پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اور دیوار پر لگی گھڑی کی ٹِک ٹِک اس
خاموشی کو اور گہرا کر رہی تھی۔۔۔

ہیلہ ہاتھوں میں چائے کی ٹرے لیے آہستہ
آہستہ اندر آئی۔ قدم کانپ رہے تھے،
انگلیاں کپ کے کناروں پر جمی ہوئی
تھیں۔ نظریں زمین پر تھیں، جیسے اگر

اس نے آنکھ اٹھالی تو سامنے بیٹھا ویار اس

کے دل کی دھڑکن بھی سن لے گا۔۔۔۔

اس نے بنا اسے دیکھے خاموشی سے چائے

میز پر رکھ دی۔۔۔

"چائے"...

آواز بمشکل لبوں سے نکلی۔۔اور کمرے کی فضا میں بکھرتی اس تک پہنچی تھی۔۔۔

ویار کرسی پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ نظریں سیدھی اس پر نہیں۔۔ مگر اس کی ہر حرکت پر تھیں۔اس کی خاموشی ہیلہ کے خوف سے کہیں زیادہ بھاری تھی۔۔۔۔

ہیلہ نے پلٹ کر باہر جانے کا ارادہ کیا۔ بس

ایک قدم ہی بڑھایا تھا کہ —

اچانک اس کی کلائی پر مضبوط گرفت

محسوس ہوئی۔۔۔۔

"رکو".

ہیلہ کا سانس اٹک گیا۔ دل زور زور سے

دھڑکنے لگا۔ اس نے سر جھکا کر ہاتھ

چھڑانے کی ہلکی سی کوشش کی، مگر گرفت

ڈھیلی نہ ہوئی۔۔۔

"م... مجھے جانا ہے..."۔

آواز کانپ رہی تھی۔۔۔

نجانے کیوں وہ آجکل اسکے پیچھے پر گیا

تھا۔۔

بات بات پر اسے بلاتا۔۔۔وہ پل پل اس

لمحے پر پچھتاتی جب ان کا سامنا ہوا تھا۔۔۔

ابھی تک یہ بات رانو اور مسرت کو ہی پتا تھی۔۔۔اگر جو فوزیہ بیگم کو پتا چلتی تو۔۔۔ اس سے آگے وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

ضرغام خان اٹھ کر اس کے بالکل قریب آ گیا۔۔

۔اتنا قریب کہ ہیلہ کو اس کی سانسوں کی

گرمی اپنے چہرے پر محسوس ہونے لگی۔۔

۔اس کی گرفت سخت تھی۔۔۔

"کیا۔ خیال ہے تمہارا۔۔ کب تک بھاگو گی
مجھ سے" اسکی آواز سرگوشی جیسی
تھی۔۔۔

سنہرے بالوں والی لڑکی کچھ نا بولی۔۔۔ وہ
سب اپنی کلائی اسکے ہاتھ کی گرفت سے
نکالنا چاہ رہی تھی۔۔۔ چند لٹیں چہرے کو

چھوڑ رہی تھی۔۔۔۔رنگت شدید سرخ پر
چکی تھی۔۔۔ایسا لگ رہا تھا کہ سارے
وجود کا خون چہرے پر سمٹ آیا ہو۔۔۔

ویار نے دلچسپی سے ایک ایک روپ
دیکھا۔۔۔

نجانے دل کیوں اب اسکی تمنا کرتا۔۔۔

شاید بہت عرصے پہلے جو بات اسکے دماغ میں ڈالی گئی کہ وہ اسکی تھی۔۔۔وہ بات اسے دیکھتے ہی سر اٹھانے لگی۔۔۔

ورنہ وہ جانتا تو عرصے سے تھا کہ وہ اسی حویلی میں تھی۔۔۔

مگر اس نے کبھی توجہ نا دی۔۔۔۔

وہ اسکے لیے کوئی حیثیت نہ رکھتی تھی۔۔

اور وہ چاہتا بھی نہیں تھا کہ وہ اسکے سامنے

آئے۔۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا وہ اسے کبھی

دیکھے۔۔۔ مگر جب دیکھا۔۔۔تب سے

اب تک وہ دماغ سے نکل ہی نہیں

پائی۔۔۔۔

اتنا مکمل معصوم حسین چہرہ۔۔۔۔وہ

نظریں نا موڑ پایا۔۔۔۔

دل کیا پھیر تا۔۔۔۔

"م۔۔۔مجھے۔۔جانا۔۔۔۔۔

اسکی بات بیچ میں ہی رہ گئی۔۔۔جب ویار نے پل میں اسکے وجود کو صوفے پر دھکا دیا ۔۔۔۔

اور دائیں بائیں بازو رکھتے۔۔۔۔اسے ایک بار پھر قید کر گیا۔۔۔۔

جبکہ ہیلہ سانس تک روک گئی۔۔۔۔

دوپٹہ کندھوں سے ہوتا۔۔۔ گود میں گر

گیا۔۔۔۔

وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔

جس کی آنکھیں پل بھر میں سرد پڑ گئی

وہی سیاہ آنکھیں۔۔۔

وہی سرد مہری۔۔۔

اسے لگا وہ رات لوٹ آئی۔۔۔

اسے لگا وہ ضرغام لوٹ آیا۔۔۔

اسے۔لگا۔وہ اب سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔۔

سبز آنکھیں نمکین پانی سے بھرنے لگی۔۔۔۔

وہ بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

کنپٹی کی رگیں تک ابھر گئی۔۔۔۔

پھر ایکدم پیچھے ہوا۔۔۔۔

گردن پر ہاتھ پھیرتے۔۔۔اسے

دیکھا۔۔۔۔جواب باقاعدہ رو رہی تھی

۔۔۔۔

"بہت جلدی ہے جانے کی نا۔۔۔اب

پوری رات ادھر ہی بیٹھی رہو۔۔۔۔اگر

تم یہاں سے گئی۔۔۔۔

وہ ایک بار پھر قریب آگیا۔۔۔۔

تھوڑی سے پکڑتے چہرہ اپنی جانب کیا۔۔۔

سبز وہ سیاہ آنکھیں ملی۔۔۔۔

"تو جو کام اس رات ادھورا رہ گیا تھا۔۔۔وہ آج مکمل کر دوں گا۔۔۔" ایسی سرد آواز کہ وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔

وہ پیچھے ہو گیا۔۔۔۔

چائے کا کپ اٹھاتے دور پھینکا۔۔۔

وہ کانوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔۔

جب کہ وہ اب دوبارہ لیپ ٹاپ کے

سامنے بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔

جبکہ ہیلہ جگہ سے ہل بھی نہیں سکی تھی

آج تین دن گزر گئے تھے۔۔۔جب وہ

جازلان سے مل کر آئی تھی۔۔۔

اس سے ملنے سے پہلے وہ بھی جتوئی خاندان

سے اتنی ہی نفرت کرتی تھی جتنی کہ اسکا

پورا خاندان۔۔۔۔

مگر جب سے اس سے ملی۔۔

دل بدل گیا۔۔۔

مگر نہیں۔۔۔

دل صرف جازلان جتوئی کے لیے ہی بدلا

تھا۔۔۔

ورنہ وہ نفرت جو بچپن سے ان کے وجود

میں اتاری گئی۔۔۔وہ کہاں مٹ سکتی تھی

۔۔۔

سونے پر سہاگا۔۔ضوریز خان کی

موت۔۔۔ماریہ اور چند مہینوں کا دائم

۔۔۔۔انکا تو پورا خاندان ہی ختم ہو

گیا۔۔۔۔

ساری حویلی خاموش پڑ گئی۔۔۔

اب تو حال یہ تھا کہ سب ضرورت کہ

وقت کی بات کرتے۔۔۔ورنہ ہفتوں

ہفتوں کوئی کسی کو مخاطب تک نہیں کرتا تھا

۔۔۔

مگر جازلان سے وہ پل کے لیے بھی نفرت نہیں کر پائی۔۔۔

وہ وہاں قید تھا یہ بات اسے۔۔بالی اور ضرغام خان کے علاوہ کوئی انسان نہیں جانتا تھا انکے خاندان کا۔۔۔۔

وہ تو بس دیکھنے گئی تھی ایک بار۔۔۔

دل وہیں چھوڑ آیے گی یہ جانتی ہوتی تو

شاید کبھی ادھر کا رخ ہی نا کرتی۔۔۔

مگر اب۔۔۔اب کیا ہو سکتا تھا۔۔۔

بالی جانتا تھا کہ اس نے جازلان کو ادھر سے نکال دیا۔۔۔وہ کسی بھی وقت ضرغام خان کو بتا سکتا تھا۔۔۔

ضرغام نے ایک بار بھی ادھر جا کر اسے نا دیکھا۔۔۔ نجانے اسے بند رکھنے کی وجہ کیا تھی۔۔۔

وہ بس بالی کے حوالے تھا۔۔۔

اور یہ بہت بڑی زمہ داری تھی۔۔۔۔

وہ جلد یا بدیر اسے بتا دیتا۔۔۔

چھپانے والی بات تھی بھی نہیں

وہ جانتی بھی نہیں تھی کہ وہ کیا وضاحت

کرے گی ضرغام خان کو۔۔۔ کیا وہ

وضاحت مانگے گا بھی کہ نہیں۔۔۔۔

ابھی اس جرم کی سزا ملی نہیں تھی کہ وہ

ایک اور جرم اسے کرنے کو کہہ رہا تھا۔۔۔

"ن۔۔ نہیں۔۔۔" اسنے گھبراتے ہوئے

کہا۔۔۔۔

کمرے میں اس وقت نیم اندھیرے کا راج

تھا۔۔۔

صرف ایک لمپ تھا جس کی روشنی۔۔

اندھیرے کا مقابلہ کر رہی تھی۔۔۔

ایسے میں سرخ نائیٹ گاؤن پہنے۔۔۔

کمرے میں ادھر سے ادھر گھوم رہی تھی

۔۔۔

ایک پل بھی چین نہیں تھا۔۔۔

"میں نے۔۔ محبت کی۔۔۔بس اسکی اتنی

قیمت بہت ہے۔۔۔"اسکی دھیمی آواز

کمرے کی دیواریں نے سنی۔۔۔

ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔

اور اس پر ہنس دی۔۔۔

"اب بس۔۔۔ہیلہ کو کبھی نہیں نکال سکتی ادھر سے۔۔" دل کی نرمی صرف اس شخص سے جڑی تھی۔۔۔۔۔

ہیلہ سے اور اس سے جڑے ہر شخص ہر چیز سے ویسی ہی نفرت تھی۔۔۔۔۔

سیاہ بالوں والی لڑکی کا چہرہ سرد پڑ چکا

تھا۔۔۔اور ان سیاہ آنکھوں میں وہ تاثر

نہیں تھا جو جازلان جتوئی کے سامنے ہوتا

تھا۔۔۔

یہ نفرت تھی۔۔صرف اور صرف نفرت

۔۔۔

"وہ اسی حویلی میں گھٹ گھٹ کر مرے گی۔۔۔ تمہارے پورے خاندان کو۔۔۔ جو جو بھی بچ گیا ہے۔۔۔ مرتے دم تک جواب دینا پڑے گا۔۔۔"

"محبت مجھے مزید کمزور نہیں کر سکتی۔۔۔"

وہ اب شیشے کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔

اسنے خود کو تسلی دی۔۔۔

"میں دوبارہ کبھی کمزور نہیں پڑ سکتی۔۔"

وہ شیشے میں ابھرتی۔۔ سیاہ آنکھوں والی

لڑکی کی آنکھوں میں دیکھتے۔۔ کہہ رہی

تھی۔۔۔

آواز مزید دھیمی ہو گئی۔۔۔

"محبت مجھے کمزور نہیں کر سکتی۔۔۔"

سرگوشی پھر سے گونجی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔

اب کہ کھڑکیوں کے گرد پردے مکمل طور پر گرے ہوئے تھے۔۔۔کمرے میں صرف ایک لمپ جل رہا تھا۔۔۔

صوفے پر اب بھی وہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔ بیٹھ بیٹھ کر کمر دکھ گئی مگر اسے شاید ترس نہیں آیا تھا۔۔۔

وہ بنا اس سے مخاطب ہوئے۔۔۔خود سو
چکا تھا مگر ہیلہ میں ہمت نہیں تھی کہ وہ
اٹھ کر جاتی۔۔۔

مگر اگر ساری رات کمرے میں گزار دیتی تو

باہر سب کو جواب کیا دیتی۔۔۔شاید اسے

کوئی فکر نہیں تھی مگر ہیلہ۔۔۔۔

اسکی اب بس ہو رہی تھی۔۔۔۔

اس نے ایک بار پھر اسے دیکھا۔۔۔۔

آنکھیں بند تھی۔۔۔۔

وہ دھیرے سے اٹھی۔۔۔۔

دوپٹہ قدموں میں گر گیا مگر اس وقت وہ

اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی۔۔۔

بیڈ تک آئی۔۔۔۔

جھک کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

اس کے وجود سے اٹھتی خوشبو۔۔۔۔۔

وہ یکدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔۔

ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا۔۔۔۔

اور پھر قدم پیچھے کی جانب لینا شروع کر دیے۔۔۔۔ مگر نظریں اسی کے چہرے پر تھی۔۔۔۔ ایک پل کو بھی اس کے علاوہ کچھ نا دیکھا۔۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اسے کمرے میں نہ دیکھ کر کیسا برتاو کرے گا۔۔۔ لیکن

اسے بس اس وقت یہاں سے نکلنا

تھا۔۔۔

دروازے کے پاس پہنچ کر لاک پر ہاتھ

رکھتے۔۔۔۔

دھیرے سے اسے گھمایا۔۔۔۔۔

لاک کھلا۔۔۔۔

کچھ آواز پیدا ہوئی۔۔۔

وہ سانس روک رک گئی۔۔۔

جب سوئے وجود میں کوئی ہلچل نہ ہوئی تو

اگلے ہی لمحے تیزی سے پلٹتے۔۔ دروازہ

کھولتے۔۔۔

وہ کمرے سے باہر تھی۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی اس ضرغام خان نے

آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔

چند لمحے وہ دروازے کو دیکھتا رہا۔۔۔

"پاگل۔۔۔۔" وہ بڑبڑایا۔۔۔اور

آنکھیں بند کر لی۔۔۔۔

اب وہ سو سکتا تھا۔۔۔۔۔

دروازے پر بار بار ہوتی دستک کے باعث

اس نے آنکھیں کھولی۔۔۔ بھوری چھوٹی

آنکھیں۔۔۔

وجہی چہرے پر ناگواری چھا گئی تھی۔۔

رات دیر تک جاگنے کی وجہ سے ابھی تک نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔۔

"آجاؤ۔۔۔"بھاری گھمبیر آواز گونجی تو دروازہ اگلے ہی لمحے کھلا اور رانو نظر آئی تھی۔۔

"نیچے ناشتے پر سب انتظار۔۔۔۔۔۔

"گھنٹے بعد ناشتہ کمرے میں بھیج

دینا۔۔۔ "

وہ بازہ چہرہ پر رکھتے۔۔۔ سنجیدگی سے بولا

تھا۔۔۔

اس وقت وہ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

عجیب بے زاری سارے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔۔۔۔

"سہی۔۔۔" وہ پلٹنے لگی کہ رک گئی۔۔۔

حیرت سے آنکھیں کھلی۔۔۔اسنے غور سے دیکھا۔۔۔۔

اس کے باوجود بھی کی غور سے دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔

دروازہ بند ہو گیا۔۔۔

صوفے کے پاس نیچے فرش پر پڑا

دوپٹہ۔۔۔

ہیلہ کا ہی تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

"ا۔۔۔ایسا کیسے ممکن ہے۔۔۔"قیمتی موتیوں کا زیور پہنے فوزیہ بیگم کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔۔

دل و دماغ جیسے پھٹ رہا تھا۔۔۔۔

انہیں یہی خوف تھا۔۔۔

یہی خوف تھا کہ ضرغام خان کی نظریں

اس لڑکی پر نا پڑیں۔۔

مگر یہ کب تک ممکن تھا۔۔۔

پورا گاؤں واقف تھا کہ وہ کون تھی۔۔

کس کے نام پر حویلی لائی گئی تھی۔۔

وہ بھول بھی جاتا تو کیا لوگ بھی بھول

جاتے۔۔۔

وہ غیر لڑکی۔۔بنا کسی رشتے کے کب تک

اس حویلی میں رہ سکتی تھی۔۔۔

وہ سب جانتی تھی مگر پھر بھی وہ لڑکی انہیں

قبول نہیں تھی۔۔

کسی صورت بھی نہیں۔۔۔

انکا دماغ جیسے پھٹ رہا تھا۔۔

نفرت پور پور سے جھلک رہی تھی۔۔۔

سیاہ موٹی عورت اب بھی آنکھیں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔

"چھوٹے سائیں اب ہر کام کے لیے اسے بلاتے ہیں بی بی۔۔۔۔رانو انکا کوئی کام کرے تو وہ انکار کر دیتے ہیں۔۔۔" وہ بول رہی تھی۔۔۔

چند لمحوں کے بعد کا منظر دیکھو تو اسی قیمتی

زیور والی عورت کا ہاتھ اسکے سنہرے بالوں

کو اپنی سخت گرفت میں لئے ہوئے

تھا۔۔۔

سرخ گلابی لب۔۔ سرخ مائل رس رہے

تھے۔۔۔۔

سبز آنکھیں برس رہی تھی مگر اس عورت

کو رحم نا آیا۔۔۔۔

وہ نفرت سے پھنکار رہی تھی۔۔

۔۔۔۔۔

"ضرغام ہاتھ سے نکل رہا

ہے۔۔۔ہم۔کب تک اسے روک سکتے

ہیں۔۔۔"اب کے وہ آدم خان کے سامنے

بیٹھی تھی۔۔۔

صبح سے ایک پل بھی سکون کا نہیں گزرا

تھا۔۔۔

سارا غصہ اس جان پر نکالا۔۔ پھر بھی غصہ و نفرت کم نہیں ہو سکیں تھی۔۔۔۔

آدم خان اب تک خاموش بیٹھے تھے۔۔۔

وہ پہلے ہی یہ سب نوٹ کر چکے تھے۔۔۔

انکا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔۔۔۔

"میں آخری بار کہہ رہی ہوں۔۔۔وہ
لڑکی ایک غلام ہے۔۔۔ایک ونی
ہے۔۔۔ایک گالی ہے۔۔اسے میں کسی
صورت ضرغام خان کی نسبت سے
برداشت نہیں کروں گی۔۔۔"انکی آواز

اونچی ہونے لگی تو آدم خان نے سپاٹ نگاہوں سے انہیں دیکھا تھا۔۔

"مجھے سوچنے دو۔۔۔اور اس وقت تک کرنے دو ضرغام کو جو وہ کرتا ہے۔۔۔آخر میں اس نے وہی کرنا ہے جو اسے حکم دیا جائے گا۔۔۔"انکی آواز میں موجود

سنجیدگی دیکھتے فوزیہ بیگم خاموش ہو گئی۔۔۔

چند لمحوں کو ہی سہی۔۔انہوں نے گہرا سانس لیا۔۔۔

سب اتنا بھی خراب نہیں ہوا تھا جتنا انہوں نے سوچ لیا تھا۔۔۔

فوزیہ بیگم نے چائے کا کپ لبوں کو لگایا۔۔۔

بلاوہ لڑکی۔۔۔ جس نے اپنے کئی قیمتی سال اس حویلی میں ایک ونی۔۔۔ ایک قیدی کی

طرح گزار دیے۔۔وہ انکے ضرغام کے

قابل تھی۔۔؟وہ اس حویلی کے وارث

کے قابل نہیں۔۔۔۔؟

نہیں۔۔۔۔

۔۔۔۔

آج تیسرا دن تھا۔۔۔

وہ بخار سے تپ رہی تھی۔۔۔

چہرے کے زخم کچھ کم ہو گئے۔۔۔

مگر جو زخم روح پر لگنے لگے تھے۔۔

وہ جان کا عزاب بن چکے تھے۔۔۔

ان تینوں دنوں میں وہ ایک شخص کو ہی

سوچتی رہی۔۔۔

ایک ہی بات کو سوچتی رہی۔۔

پہلے حالات برے تھے مگر اتنی تزلیل کبھی

نہیں تھی۔۔

پہلے وہ اپنا کام کرتی اور آکر سو

جاتی۔۔۔اگلا۔دن پھر ویسا ہی ہوتا۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ اِدھر کس کے نام پر لائی گئی تھی۔۔۔ مگر کبھی اسکے بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔ یا شاید اسکا خوف ہی اتنا تھا کہ اسکی کبھی چاہ کر بھی چاہ نا کر پائی۔۔۔

مگر پچھلا کچھ عرصہ۔۔۔

سب بدلنے لگا تھا۔۔۔

وہ ایک انجانی شام۔۔۔

اسکی زندگی میں ایسے آیا۔۔۔ جیسے وہ تھا

ہی ادھر۔۔۔

ایک وہ واحد شخص تھا پوری حویلی میں

۔۔۔

وہ اسے دیکھتا تو آنکھوں میں ناگواری نا

ہوتی۔۔۔

نفرت نا ہوتی۔۔۔

وہ گھن نا کھاتا اس سے۔۔۔۔

اسکا خوف جوں کا توں تھا مگر۔۔

دل۔۔۔۔۔

دل اسکے خوف سے آزاد ہو چکا تھا۔۔۔

وہ اسے ایسے دیکھتا۔۔۔

جیسے وہ اس کی تھی۔۔۔۔

تو کیا۔۔اس بھری دنیا میں اسکا بھی تھا کوئی

۔۔۔؟

وہ جس کا نام ہی ایک ذلت کی طرح اسکے

ساتھ منسوب ہوا۔۔۔؟..

وہ جو بنا تعلق۔۔۔

اسے استحقاق سے چھو لیتا۔۔۔؟..

مگر کیا اسنے کبھی کوئی حد پار کی۔۔؟

مگر کیا کسی حد کا خیال رکھا۔۔۔؟...

وہ جس کی وجہ سے اسے گالی سے نوازا گیا۔۔۔؟

وہ جس کی وجہ سے اسکا کردار مشکوک ہونے لگا تھا۔۔۔؟...

کئی سوچیں تھی جنہوں نے ساتھ نا چھوڑا۔۔۔

جو کسی ناگ کی طرح ڈستیں رہیں تھیں

۔۔۔۔

وہ کچھ اچھا سوچنے کی کوشش کرتی۔۔

پھر حقیقت سامنے آجاتی۔۔۔۔

جب وہ اسکی تھی تو ساری دنیا کیوں اسے

اس سے دور کرنا چاہتی تھی۔۔۔؟

مگر کیا وہ اس ذلت و رسوائی۔۔اس قید

کے بعد۔۔اگر وہ ملتا بھی تو اسے چاہ

پاتی۔۔۔؟

دروازہ زور سے کھلا۔۔۔

کہ پٹ دیوار سے لگا تھا۔۔۔۔

سامنے ہی وہ عورت کھڑی اسے نفرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ہیلہ بمشکل اٹھ کر بیٹھی۔۔۔

"ہو گیا ہو آرام تو جلدی حویلی چل۔۔۔ دعوت ہے آج حویلی میں۔۔۔ تو مہارانی

یہاں آرام کرے اور باقی سب کام۔۔۔

منحوس جلدی آ۔۔۔"

وہ جیسے آئی تھی۔۔۔

ویسے ہی چل دی۔۔۔

ہیلہ نے آنکھیں بند کی تو کئی آنسو چہرے پر بکھر گئے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔

حویلی کا لان اس رات کسی اور ہی دنیا کا حصہ لگ رہا تھا۔

چاروں طرف لمبے درختوں پر لٹکتی

روشنیوں کی قطاریں تھیں۔۔ جن کی زرد

روشنی زمین پر عجیب سے سائے بنا رہی

تھی۔ ہوا میں ڈھول کی تھاپ گونج رہی

تھی ـــ بھاری۔۔ گہری۔۔۔ دل کے اندر

اترتی ہوئی۔

سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس وہ سب مرد

اس وقت ایک ساتھ جمع تھے۔۔۔

کندھے اکڑے ہوئے قدم زمین پر زور

سے پڑتے ہوئے۔۔ہاتھ اوپر

اٹھتے۔۔۔پھر ایک ساتھ گھومتے۔۔۔

یہ انکاروایتی ڈانس تھا۔۔۔

خوشی کے موقع پر اکثر وہ ایسے ہی جمع

ہوتے تھے۔۔۔

آج حویلی دعوت کی گئی تھی۔۔۔

عرصہ بیت چکا تھا سب کو ساتھ بیٹھے۔۔

جبھی آج تقریباً سب قریبی قریبی رشتے

داروں کو بلایا گیا تھا۔۔۔

مرد حضرات سب باہر لان میں تھے۔۔

جبکہ خواتین اندر تھیں۔۔۔

ضرغام کا چہرہ پسینے سے چمک رہا
تھا۔۔۔سیاہ بال ماتھے پر بکھر چکے تھے
۔۔۔شال کندھے پر جھول رہی تھی۔۔۔

سیاہ چھوٹی آنکھیں ویسی ہی تھیں... مگر اس
کے وجود میں آج ایک عجیب سی کشش
تھی۔۔۔۔

وہ ویسے ہی گم۔۔۔ جھول رہا تھا۔۔۔

عجب طلسم سارے وجود کو گھیرے میں

لئے ہوئے تھا۔۔۔

سبز آنکھیں۔۔۔

سنہرے بال۔۔۔۔

گلابی ہونٹ۔۔۔

حسین چہرہ۔۔۔

وہ معصومیت۔۔۔۔

آنکھیں بند کرتے ہیں سامنے آجاتی۔۔

اسنے آنکھیں بند کرلی۔۔۔۔

مگر پھر یکدم کھولی۔۔۔۔

کسی احساس کے تحت مڑا۔۔

تو ساکن ہو گیا۔۔۔

منظر وہی تھا مگر آنکھیں کھلی تھی۔۔۔

وجہی چہرے پل بھر میں سنجیدہ ہوا۔۔۔

وہ اب سامنے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ جو سامنے کھڑی تھی۔

سنہرے لمبے بال اس کی کمر تک گرتے

تھے۔۔۔

ہلکی ہوا میں لہراتے عجب طلسم بکھیر رہے

تھے۔۔

وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

ویا رنے کنپٹی چھوتے۔۔۔اِدھر اُدھر

دیکھا۔۔۔

سب مگن تھے۔۔۔

اسکے قدم اسکی جانب بڑھے۔۔۔

اور ایکدم وہ غائب ہو گئی۔۔۔۔

مگر وہ رکا نہیں تھا۔۔

وہ کام کر رہی تھی اندر جب مسرت نے

اسے ایک شال دیتے۔۔۔باہر جا کر ویار کو

دینے کو کہا تھا۔۔۔۔

وہ حیران ہوئی۔۔۔

وہ اسے کیوں بھیج رہی تھی۔۔۔

باہر کافی مرد تھے۔۔۔

وہ کیسے جا سکتی تھی۔۔۔

اسنے انکار کرنا چاہا مگر کر نا سکی۔۔۔۔

دوپٹہ سہی سے کندھوں پر پھیلاتے۔۔۔

اس نے باہر کی جانب قدم۔لئے۔۔۔۔

سوچا تھا کہ کسی بچے کو پکڑا دے گی مگر

جب باہر نکلی تو ساکن رہ گئی۔۔۔

دل کی دھڑکنیں سینے میں تھمنے لگی۔۔۔

وہ اسے یوں دیکھ رہی تھی جیسے وقت تھم

گیا ہو۔۔۔ڈھول کی آواز مدھم پڑ

گئی۔۔۔روشنی دھندلا گئی۔۔۔اور بس

وہی تھا۔۔۔

ڈھول کی تھاپ پر رقص کرتا ہوا۔۔

وہ جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

سیاہ شلوار قمیض پر بھورے رنگ کی

شال۔۔۔

وہ کیسا پروقار مرد تھا۔۔

وہ کتنا مکمل تھا۔۔۔

اسے کس کی کمی تھی۔۔

وہ ہر طرح سے۔۔۔

ہر لحاظ سے مکمل تھا۔۔

وہ اسے پڑتی دھڑکنوں کے سنگ اسے دیکھ

رہی تھی مگر پھر جیسے سارا طلسم بکھر گیا

۔۔۔

وہ اس کی ہی طرف آرہا تھا۔۔۔۔

وہ پل میں درخت کی اوٹ میں چھپ گئی۔۔

آنکھیں زور سے میچے۔۔۔

سانسیں روکے۔۔۔

اور جب وہ مخصوص خوشبو۔۔۔

وہ احساس۔۔۔

گہری سانسوں کی تپش۔۔۔

چہرے پر محسوس کرتے۔۔۔۔

سبز آنکھیں کھولیں۔۔۔تو ویار خان اسکے

سامنے تھا۔۔۔۔

درختوں سے جھکتی۔۔۔

وہ روشنی ان دونوں کے وجود پر گرتی۔۔۔

عجب۔۔ سنہرے رنگ میں بدلنے لگی تھی

۔۔

دور ڈھول کی تھاپ دوبارہ تیز ہو

گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔

پستہ رنگ کے پاؤن کو چھوتا فراک زیب

تن کئے۔۔۔۔

اسنے سیاہ چھوٹے بالوں کو مکمل اسٹریٹ

کرتے۔۔۔ دونوں جانب سے کانوں کو

پیچھے کر رکھا تھا۔۔۔

ہلکے میک اپ میں بجھا چہرہ پھر سے نکھر گیا

تھا۔۔۔

زیوا خان نے لبوں پر سرخ گلوس

لگاتے۔۔۔

ایک بار پھر شیشے میں ابھرتے۔۔اپنے

عکس کو دیکھا۔۔۔۔

آنکھیں بند کرتے۔۔۔

گہرا سانس لیا۔۔۔

اور آنکھیں کھول دیں۔۔۔

وہ کسی سے بھی نہیں ملنا چاہتی تھی مگر

فوزیہ بیگم کی وجہ سے اسے تیار ہونا ہی پڑا

تھا۔۔۔

ورنہ جو دل کی حالت تھی۔۔

وہ کمرے میں بند ہی رہتی تھی۔۔۔

دل کی حالت الگ۔۔۔اور خوف الگ

تھا۔۔۔

جواب دھیرے دھیرے اسے اپنی لپیٹ

میں لے چکا تھا۔۔۔

اب اسے احساس ہوا تھا کہ ضرغام خان

نے اسے سہی منع کیا تھا اس جگہ جانے کو

۔۔

نہ وہ ضد میں جاتی۔۔

نہ یہ سب ہوا ہوتا۔۔۔

سیاہ آنکھیں پھر نم ہوئی تو اسنے ایک بار پھر گہرا سانس لیا تھا۔۔۔۔

یہ سب اسکا اپنا انتخاب تھا۔۔۔۔

بالوں کو ہاتھ پھیرتے اس نے انہیں

چہرے پر ارد گرد بکھیرا۔۔۔

اور باہر نکل گئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

دائیں بائیں ہاتھ رکھے۔۔۔وہ اسے بازوں

کے حصار میں قید کئے۔۔۔اس کے

چہرے پر جھکا ہوا تھا۔۔۔

اتنا کہ نافاصلہ مٹایا۔۔۔

ناہی دور تھا۔۔۔

اسکی گرم سانسوں کی تپش ہیلہ کو اپنے

چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ سرد و سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا

۔۔۔

پسینے کے باعث بال ماتھے پر چپک چکے تھے

۔۔

وجود سے اٹھتی مخسور کن خوشبو۔۔۔

سگار کی خوشبو۔۔۔

ہیلہ نے بے ساختہ گہرا سانس لیا۔۔۔

اسے لگا۔۔۔

وہ دور نا ہٹا تو وہ مزید سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔

کپکپاتا ہاتھ۔۔۔

اسکے سینے پر رکھتے۔۔۔۔

اسے دور کرنا چاہا مگر۔۔۔

پھر سب رک گیا۔۔۔

رک تو وہ بھی گیا تھا۔۔۔

نرم و نازک ہاتھ۔۔۔۔

سینے پر اسکے دل کے مقام پر رک چکا تھا

۔۔۔

نگاہیں ملیں۔۔۔

آس پاس سب تھم گئی۔۔۔

کدھر کی ڈھول کی تھاپ۔۔۔؟...

وہ غصے میں اسکی طرف آیا تھا۔۔۔

مگر اسے قریب سے دیکھتے۔۔۔

کچھ کہہ نا سکا۔۔ اور اب۔۔

اسے لگا۔۔۔

وہ اسکی دھڑکنیں روک چکی تھی۔۔۔

وہ خود ساکن سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

نگاہیں سبز آنکھیں سے ہوتی۔۔۔

سرخ لبوں پر گئی۔۔۔

وہ جن پر دائیں جانب زخم تھا۔۔۔

ٹرانس کی کیفیت تھی۔۔۔

ہاتھ دھیرے سے درخت سے ہٹا۔۔۔

اور اس سے پہلے۔۔۔

اس کے لبوں کو چھوتا۔۔۔۔

وہ یکدم اسکا ہاتھ پکڑ چکی تھی۔۔۔

دھڑکنیں اب کانوں میں گونج رہی تھی

۔۔۔ضرغام کی نگاہیں اپنے ہاتھ پر گئیں

۔۔۔

تو اسنے گھورا پر ہاتھ بھی چھوڑ دیا۔۔۔

وہ شدید بوکھلاہٹ کا شکار ہو چکی تھی۔۔۔

ضرغام خان نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔۔

اور چند قدم پیچھے ہوا تھا۔۔۔ مگر دل پر وہ

بوجھ اب بھی تھا۔۔۔ اسے لگا اب وہ کبھی

اس بوجھ سے آزاد نہیں ہو سکے گا۔۔۔۔

"۔م۔۔۔میں۔۔یہ۔۔۔شا۔۔۔۔۔"

جب بول نا پائی تو ہاتھ میں پکڑی شال۔۔۔

زبردستی اسکو پکڑاتے۔۔۔تقریباً بھاگتے

ہوئے اندر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

سنہرے بال۔۔۔پشت پر جھول رہی تھیں

۔۔۔۔۔

اس سے ہوتی نظریں ہاتھ میں پکڑی شال

پر گئی۔۔۔

ماتھے پر کئی بل بکھر گئے۔۔۔

وہ شاہد کی شال تھی۔۔۔

وہ یہ دینے کیوں باہر آ رہی تھی

۔۔۔۔؟...

وہ واپس پلٹا تو سنہری روشنی ایک بار پھر

اسکے وجیہی چہرے کو چھو گئی۔۔۔۔

دل کا بوجھ جوں کا توں تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

لاؤنج میں اس وقت خاموشی تھی۔

پردے آدھے گرے ہوئے تھے۔۔۔

سورج کی ڈھلتی سنہری شعاعیں بمشکل ہی

اندر آپا رہی تھی

چائے کے کپ میز پر رکھے تھے۔۔

مگر کسی نے ہاتھ نہیں لگایا تھا۔۔۔۔

نارنجی رنگ کی کھلی قمیض اور کھلا ٹراؤزر

پہنے۔۔وہ چھوٹے سیاہ بالوں والی لڑکی۔۔

اسکے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔

اس کے سامنے والے صوفے پر وہ بیٹھا

تھا۔۔۔

بھورے رنگ کی کاٹن کی شلوار قمیض۔۔

جس پر کئی سلوٹیں پر چکیں تھے۔۔۔

چہرے پہ عجیب وحشت کا راج تھا۔۔۔۔

چھوٹی آنکھوں کا مرکز وہ لڑکی ہی تھی

۔۔۔

وہ اب اپنا سیاہ رنگ کا۔۔ لمبی اسٹرپ والا

پرس کندھے پر ڈال رہی تھی۔۔۔۔

اسکا رنگ نجانے کیوں سرخ پر چکا تھا۔۔۔

وہ اٹھی۔۔۔

ایک نظر اسے دیکھا۔۔۔۔

اور پلٹ گئی۔۔۔

ایک پل کو سنہری روشنی نے اسے

چھوا۔۔۔

سیاہ ہیل میں مقیم قدم ابھی دروازہ پار

کرتے کے ساکن ہو گئے۔۔۔۔

دروازہ۔۔ تیز آواز کے ساتھ بند ہوا۔۔۔

نگاہیں دھیرے سے پلٹی۔۔۔۔

اور اس ہاتھ پر رک گئی۔۔۔

وہ مظبوط مردانہ ہاتھ۔۔۔اسکے چہرے

کے انتہائی قریب۔۔۔ تھا۔۔۔

دھڑکنیں سست پڑنے لگی۔۔۔۔

لاک پر رکھا ہاتھ۔۔۔ دھیرے سے نیچے

ہوا۔۔۔

سست پڑتی۔۔۔ دھڑکنوں کے سنگ چہرہ

دھیرے سے موڑا۔۔۔۔

سنہری روشنی اب اسکے چہرے پر واضح پر

رہی تھی۔۔۔

"م۔۔۔میں۔۔۔یہ نہیں کر سکتی۔۔۔"

زیوا آدم خان کی آواز پہلی بار لڑکھڑائی تھی۔۔

وہ اسکے انتہائی قریب کھڑا تھا۔۔۔

وجود سے اٹھتی خوشبو اور سگار کی تیز خوشبو

۔۔۔۔

جازلان جتوئی نے بغور ان پر خوف

نگاہوں کو دیکھا۔۔۔

قریب سے انتہائی قریب سے۔۔۔۔

پتھر دل میں جیسے حرکت ہوئی۔۔۔

دراڑیں پڑیں۔۔۔۔

مگر پھر۔۔۔۔۔

نگاہیں پھیر لیں۔۔۔۔

ہاتھ دروازے سے ہٹالیا۔۔۔۔

وہ لڑکی خوفزدہ سی اسکی جانب مڑی۔۔۔۔

رنگت نجانے کیوں سرخ پڑ گئی تھی۔۔۔

وہ آج۔ پہلی۔ بار خود سے چل کے اتنے

قریب آیا تھا۔۔۔۔

نگاہیں اس سے ہٹ نہیں پا رہیں تھیں

۔۔۔۔

جبکہ وہ اب اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔" بلآخر نجانے اس نے کیا

سوچ لیا۔۔۔۔

نگاہیں پھر سے اس چھوٹے بالوں والی لڑکی

پر پڑیں جو اسکے لئے خود سے بڑے عذاب

اٹھا چکی تھی۔۔۔۔

مگر وہ تھی کون آخر۔۔۔؟

آدم خان کی بیٹی۔۔۔؟

دل پھر سے پتھر ہوا۔۔۔

وہ رخ موڑتے پلٹ گیا۔۔۔۔

اس لڑکی کا دل مدھم پڑتا گیا۔۔۔۔

اسنے خواہش کی۔۔۔

وہ چند لمحے ہی سہی۔۔۔

کچھ دل اور کھڑا رہتا۔۔۔

اسکے وجود سے اٹھتی مہک۔۔۔۔

وہ اس میں چند لمحے اور سانس لینا چاہتی تھی۔۔۔

وہ اسے سننا چاہتی تھی۔۔۔

مگر وہ ستمگر۔۔۔۔۔۔

"تم جا سکتی ہو۔۔۔" وہ باہر دیکھنے لگا تھا۔۔۔

سنہری کرنیں اسکے چہرے پر۔۔۔ دلکش لگ رہیں تھیں۔۔۔۔

کاش۔۔۔۔

کبھی تو وہ اسے رکنے کا کہتا۔۔۔

کبھی تو احساس کرتا جو اس نے اسکے لیے

کیا۔۔

جو بغاوت کی۔۔۔۔

جو دھوکے دئے۔۔۔۔

مگر یہ تو زیوا خان کا اپنا فیصلہ تھا۔۔۔

یہ تو اسکے اپنے منتخب کردہ رستے تھے۔۔۔

عشق کی آگ میں تو وہ خود جھلس رہی تھی

۔۔

اسنے تو کبھی نہیں کہا۔۔۔

اسنے تو کبھی کچھ نہیں مانگا۔۔۔

اور جو مانگا۔۔۔۔

وہ زیوا خان اسے دے نہیں سکتی تھی

ہیلہ جتوئی۔۔۔۔؟

کبھی نہیں۔۔۔۔!

آنسو گالوں پر گرے۔۔۔

گہرا سانس لیا۔۔۔

اسکی پشت کو دیکھا۔۔۔

کیا وہ کبھی اسے پلٹ کر نہیں دیکھ سکتا تھا

اسکا دل زخم زخم ہونے لگا۔۔۔۔۔

ہاتھ ایک بار پھر لاک پر گئے۔۔۔۔

دروازہ کھلا۔۔۔۔

جازلان جتوئی کے لبوں نے حرکت کرنی

چاہی۔۔۔

وہ باہر نکلی۔۔۔

اور کب باہم پوست ہوئے تھے۔۔۔۔

اسنے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔۔۔۔

بہت سی باتیں دل میں۔۔

بہت سے الفاظ لبوں پر ہی رہ گئے۔۔۔

وہ نہیں جانتا تھا۔۔

یا شاید جانتا تھا کہ یہ زیوا خان سے اسکی

آخری ملاقات تھی۔۔۔۔

وہ جانے کیا سوچ چکا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

مردان خانہ اپنی پوری ہیبت کے ساتھ

خاموش کھڑا تھا۔

اونچی چھت موٹی لکڑی کے ستون

دیواروں پر لٹکی پرانی بندوقیں اور تلواریں

ہر چیز اس حویلی کی طاقت کی گواہ تھی۔

دن کی روشنی جالی دار کھڑکیوں سے اندر آ رہی تھی، مگر فضا میں کوئی گرمی نہیں تھی۔

کمرے کے بیچ آدم خان کھڑا تھا۔۔

رعب دار شخصیت۔۔۔چوڑا سینہ۔۔ مضبوط جبڑا چہرہ بالکل سپاٹ۔۔۔

جذبات اس کے لیے غیر ضروری تھے

جیسے۔۔۔۔

اسکے کچھ فاصلے پر ضرغام خان کھڑا

تھا۔۔۔۔

"اب وقت آگیا ہے کہ تم ہیلہ کو ختم کر دو۔"

لفظ کمرے میں گونجے نہیں بلکہ دیواروں میں اتر گئے۔

انہوں نے ذرا سا رُک کر بات مکمل کی،

"اب اس سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔"

وہ بول رہے تھے۔۔ چہرہ سپاٹ تھا بالکل

۔۔۔

جیسے کسی بے جان چیز کا ذکر ہو۔

ضرغام نے پلک تک نہیں جھپکی۔

وہ خاموش کھڑا رہا

وہ بتا نہیں سکا کہ اب واسطہ۔ پڑ چکا تھا

چہرہ سرد پر چکا تھا۔۔۔وہ بس انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ عرصہ ہو گیا تھا کہ اب اسکی آنکھوں میں وہ احترام آدم خان کو نظر نہیں آتا تھا۔۔۔البتہ وہ کرتا انہی کی تھا۔۔۔

مردان خانے کی خاموشی مزید گہری ہو گئی۔

آدم خان نے نظریں موڑ لیں۔

فیصلہ ہو چکا تھا۔

اور ضرغام خان وہ انہیں ہی دیکھ رہا تھا

جواب صوفے پر بیٹھتے۔۔۔ حقہ لگا رہے تھے۔۔۔۔

"اور اسکا جرم۔۔" دیواریں پل بھر کو ساکن ہوئی۔۔۔۔ آدم خان نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔ ایسا لگا کہ انہوں

نے کچھ غلط سن لیا ہو۔۔۔وہ انسے سوال

کر رہا تھا۔۔؟ ان سے۔۔؟

"اس جرم میں کہ اسکے بھائیوں نے

میرے بھائی کا قتل کیا۔۔۔یا اس جرم میں

کہ وہ فاریہ کی بیٹی ہے۔۔؟." دیواروں

نے دم سادھے اسے دیکھا۔۔۔

آدم خان کو لگا کسی نے گھولتا پانی انپر انڈیل دیا۔۔۔

کیسا حقہ۔۔؟ کیسا سکون۔۔۔؟

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے

جب ضرغام خان اٹھ گیا۔۔۔

"اس لڑکی کا جتوئی خاندان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔یہ بات آپ سے زیادہ کون

جان سکتا ہے۔۔تو پھر کس بات کی

سزا۔۔۔ "

آدم خان سرد نگاہوں سے اب اسے دیکھ

رہے تھے۔۔۔۔۔

"جب جرم ثابت ہو جائے۔۔۔ تو مجھے بتا دینا۔۔۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر ہو گا۔۔۔ "

وہ نکل گیا تو انہوں نے پاؤں مار کر حقہ دور پھینکا تھا۔۔۔۔۔

بارش کی بوندوں ابھی ابھی برستی تھکی تھی

ہر چیز دھلی دھلی معلوم ہوتی تھی۔۔۔

ایسے میں نارنجی لباس میں ملبوس وہ

چھوٹے بالوں والی لڑکی۔۔۔

بے چینی سے چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔۔

اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔ مگر چین

پل کو نہیں تھا۔۔۔۔

وہ دائیں جانب پلٹی کہ تھم گئی۔۔۔

نگاہیں اٹھی۔۔۔

اور نیلی آنکھوں سے ملی۔۔۔۔

چہرے پہ ناگواری چھا گئی تھی۔۔۔

"تم میرا پیچھا نہیں چھوڑو گے

نا۔۔۔"اسکی آنکھوں میں دیکھتے ایک

ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔۔

سارا جہاں کا غصہ و نفرت وہ اس پر

نکالتی۔۔۔

اسے سارے مسئلوں کی جڑ وہ ہی لگتا

تھا۔۔۔

بالی کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔

طنزیہ مسکراہٹ

وہ اب دوسری جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

زیوانے ناگواری سے ایک بار پھر اسے

دیکھا۔۔۔۔

ابھی چند قدم ہی بڑھائے تھے کہ تھم گئی

"لگتا ہے کہ مطالبے زیادہ ہو گئے ہیں زیوا

بی بی---"

وہ۔پلٹی تھی---

نیلی آنکھوں والا بالی اسے ہی دیکھ رہا تھا

چہرے پہ اب عجیب سا تاثر تھا۔۔۔

زیوا کو اس سے خوف محسوس ہوا۔۔۔

وہ اسکے قریب آرہا تھا۔۔۔

اسکا دل چاہا بھاگ جائے۔۔۔

مگر قدم تک نا تھا سکی تھی۔۔۔

وہ بس اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"اب ناقص دماغ جب بھی استعمال کریں

۔۔۔تو ایک بات یاد رکھ کر کرنا۔۔۔"

وہ دو قدم کے فاصلے پر رک گیا تھا۔۔۔۔

"پھر جو سزا آپکا مقدر بنے۔۔۔اسے کھلے دل سے تسلیم کرنا۔۔۔کیونکہ جو کھیل آپ کھیلا ہے۔۔اسکا انت جلد یا بدیر۔۔ مگر ہو گا ضرور۔"

وہ رکا نہیں تھا۔۔۔

وہ زیوا ہل نا سکی۔۔۔

وہ سب جانتا تھا۔۔۔۔

وہ۔ کیسے سب جانتا تھا۔۔۔

اسکا دماغ پھٹنے لگا۔۔۔۔

گہرا سانس لیتے۔۔۔

وہ ادھر ہی سیڑھی پر بیٹھ چکی تھی۔۔

۔۔۔۔

"سائیں نے کمرے میں بلایا ہے تجھے

۔۔۔" وہ عورت اسے گھورتے ہوئے بولی

تھی جو برتن دھو رہی تھی۔۔۔

وہ تھوڑی دیر پہلے ہی اندر آئی تھی

۔۔۔وہ۔ جس سے بھاگ رہی تھی۔۔۔

وہی پھر سامنے آگیا۔۔۔اسے اسی بات کا

خوف تھا۔۔۔وہ نجانے کیوں عزاب بن

گیا تھا۔۔۔۔

ہاتھ سے کانچ کا گلاس گرتے گرتے

بچا۔۔۔۔

دھڑکنیں یکدم مدھم پڑنے لگی تھی۔۔۔

آخری ملاقات یکدم یاد آئی۔۔

اسنے آنکھیں سختی سے بند کی۔۔۔وہ ابھی

اس بات سے سنبھلی نہیں تھی کہ۔۔۔

جب کسی نے بازو سختی سے پکڑتے اپنی

جانب کیا۔۔۔۔۔

ھیلہ نے گھبراتے ہوئے آنکھیں کھولی تو

وہی عورت کھڑی تھی اسکے سامنے۔۔۔۔

ویسے ہی بازو کو سختی سے

پکڑے۔۔۔۔وہی نفرت۔۔۔

"دیکھ لڑکی۔۔۔۔۔آجکل تیرا سائیں کے

کمرے میں جانا عام ہو گیا ہے۔۔۔۔ٹھیک

ہے۔۔تجھے سائیں ہی کے نام پر اس حویلی

میں لایا گیا۔۔۔مگر یاد رکھ۔۔۔۔اس نے

تجھ سے نکاح نہیں کیا ہوا۔۔۔اور تجھ

جیسی دس اسکے ڈیرے پر ہوتی ہیں۔۔"

دل میں کچھ پوست ہوا۔۔۔خون رسنے لگا

۔۔۔

۔۔۔ تجھ جیسوں کے ساتھ وقت تو گزارنا

جا سکتا ہے مگر زندگی نہیں۔۔۔اس لیے

۔۔دو دن کے۔۔۔کچھ دیر کے ساتھ کو

خوشنصیبی نہ سمجھ بیٹھنا۔۔۔۔یاد

رکھنا۔۔۔

تجھے ونی میں لایا گیا ہے ڈولی میں نہیں

۔۔۔"وہ عورت بولے جا رہی تھی اور

ھیلہ۔۔۔وہ پتھرا گئی۔۔۔۔

پہلے جسم کو تکلیف ملتی۔۔۔

مگر اب اسکی روح پر وار ہونے لگا تھا۔۔۔

روز کوئی نہ کوئی ایسی ہی بات کر جاتا۔۔۔۔

اسے رکھیل۔۔۔اور نجانے کیا کیا کہا

جانے لگا تھا۔۔۔۔

وہ حویلی والوں اور گاؤں والوں کے

نزدیک ضرغام خان کی تھی۔۔۔۔

اتنے سالوں اس سے کوئی سامنا ناہوا۔۔

اور اب جب ہوا تو کیسے ہوا۔۔۔

اسکا نام۔۔اسکا ساتھ گالی بن کر ملا۔۔۔

اور پچھلے کچھ دنوں سے تو اسکا انداز مزید

کچھ بدل گیا۔۔۔۔

نجانے وہ کیا چاہنے لگا تھا۔۔۔

وہ عورت جانے کب چلی گئی تھی مگر ھیلہ

۔۔۔۔وہ وہیں کھڑی رہی۔۔۔۔جانے

کتنی دیر تک۔۔۔جتنی بھی دیر کھڑی

رہی۔۔۔۔آنسو مسلسل چہرہ بھگوتے

رہے۔۔۔۔شدت سے۔۔۔

"ھیلہ۔۔۔۔ویار سائیں نے بلایا تھا تو گئی

نہیں۔۔۔دیکھ پھر تو اپنے لئے خود ہی

مشکلات پیدا کرتی ہے۔۔۔۔"وہ

چونکی۔۔۔اور مڑی۔۔۔۔اب ایک

سامنے رانو کھڑی تھی۔۔۔وہ عجیب لڑکی

تھی۔۔ کبھی اسکا ساتھ دیتی اور کبھی

نجانے کیوں اسکی دشمن بن جاتی۔۔۔

اور ویسے بھی آجکل اسے اس لڑکی پر ترس

ہی آنے لگا تھا۔۔۔

حویلی میں تقریباً سب جان گئے تھے کہ

ضرغام خان سے سالوں اسے چھپانے کے

بعد بھی اسکی نظر ہیلہ پر پڑ ہی چکی تھی

فوزیہ بیگم نجانے کیوں خاموش ہو گئی تھی۔۔۔جو بھی تھی ہیلہ کے کیے نیا عزاب بن چکا تھا۔۔۔

ھیلہ کچھ نہیں بولی۔۔۔۔

خاموشی سے ہاتھ سے گلاس سنک میں

رکھا۔۔۔ہاتھ دھوئے۔۔۔چہرے پر پانی

ڈالا۔۔۔دوپٹے سے صاف کیا۔۔۔۔۔

اور کچن سے باہر نکل گئی۔۔۔۔

دل میں ایسی اذیت تھی کہ سانس لینا محال

ہوا پڑا تھا۔۔

آخری ملاقات ذہن کے پردے سے نکلی

کی کب تھی۔۔۔

اسکی آنکھوں کے رنگ کو بھول نہیں پا

رہی تھی۔۔۔ مگر حقیقت یہ تھی جو سامنے

تھی۔۔۔

وہ ایک ونی ہی تو تھی۔۔۔

اور اس جیسی نجانے کتنی اسکی زندگی میں

ہوتی۔۔۔ مسرت نے نجانے سچ کہا تھا یا

جھوٹ اسکا دل خون ہوا تھا۔۔

شاید وہ اسے بھی ویسی ہی لڑکی سمجھتا

تھا۔۔۔

اور سمجھ بھی کیا سکتا تھا۔۔۔

آخر رشتہ تھا ہی کیا۔۔۔؟

اسکارخ اوپر کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔

سنہرے بالوں کی چند بھیگی لٹیں چہرے پر

چپک گئی تھی۔۔۔۔

سرخ ہوتی چھوٹی ناک اور خوبصورت سبز

آنکھیں۔۔۔۔ جن میں سرخی تیر رہی

تھی۔۔۔۔

کمرے کے پاس رک کر۔۔۔۔اس نے

کئی گہری سانسیں لی۔۔۔۔اس کے سامنے

تو کھل کر سانس لینا بھی دشوار تھا۔۔۔

لاک پر ہاتھ رکھا تو سرخ و سفید ہاتھ کانپ

رہا تھا۔۔۔اسکے دل و باقی وجود کی مانند

۔۔۔

کیا وہ سزا دیتا اس رات جب وہ بھاگ گئی تھی۔۔؟

اس نے پھر دروازہ کھول دیا۔۔۔۔

اور تیزی سے اندر داخل ہوتے۔۔۔۔

اتنی ہی تیزی سے دروازہ بند کیا۔۔۔۔

اور کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

اسکی پیٹھ دروازے کی طرف تھی۔۔۔

مگر آنکھیں بند۔۔۔۔

پھر بھی اسے پتا تھا کے کمرے میں نیم

اندھیرا تھا۔۔

صرف بیڈ کے ساتھ سائیڈ ٹیبل پر

رکھا۔۔۔ایک لمپ جل رہا تھا

۔۔۔۔۔کچھ پرانے طرز کا مگر خوبصورت

لمپ۔۔۔۔۔۔

مگر اسکی خوبصورتی یہاں دیکھ کون رہا تھا

" تیس منٹ لگے۔۔۔کچن سے اوپر آنے
میں۔۔۔۔ ہمممم "بھاری گھمبیر مردانہ

سرگوشی نما آواز۔۔۔۔۔ گرم سانسیں

۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔ تیز پرفیوم۔۔۔۔

ھیلہ نے سانس تک روک لی تھی۔۔۔۔۔

وہ شاید کافی قریب تھا۔۔۔۔

لاک پر گرفت سخت ہوئی اور آنکھیں سختی

سے بند کرلی۔۔۔۔

دھڑکنیں تیزی سے دھڑکنے لگی تھی

ایسا نہیں تھا کہ وہ اپنی حدیں پار

کرتا۔۔۔۔ مگر ایسا بھی نہیں تھا کہ سب

حدود کا خیال کرتا۔۔۔۔۔

"شاید تم بھول چکی ہو۔۔۔یا تمہیں بار بار مجھے یاد کروانا چاہیے کہ تم۔۔۔

"ن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔۔"وہ ایکدم گھبرا کے اسکی جانب مڑی۔۔۔۔۔دوپٹہ کاندھوں پر گرا۔۔۔۔۔

اور اس شخص کی نگاہوں کا مرکز بھی

بدلا۔۔ پھر سنبھل گیا۔۔۔ اب وہ اسے

دیکھ رہا تھا۔۔۔

سبز آنکھیں۔۔۔۔۔ سرخ خوبصورت

ہونٹ۔۔۔۔ اور گلابی گال۔۔۔۔۔

خوبصورت گردن اور۔۔۔۔۔۔

دیکھ ہی رہا تھا کہ تسلسل ٹوٹ گیا۔۔۔۔

وہ بیچ فاصلہ بنانا چاہ رہی تھی۔۔۔۔

گھبراہٹ اور خوف کے زیر اثر۔۔۔

نجانے وہ کیوں اتنا ڈرتی تھی۔۔

وہ خوبصورت لڑکی اسکی ضبط آزما رہی تھی

۔۔۔۔۔

چند دن پہلے کی۔۔۔ آخری ملاقات۔۔۔

اسکا سکون غارت کر چکی تھی۔۔۔

راتوں کو نیند ساتھ چھوڑ چکی تھی۔۔۔

وہ پوری پوری رات جاگ کر سگار کی نذر

کرتا۔۔۔

عجیب کیفیت اسے اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔۔۔

آنکھیں بند کرتا تو سبز آنکھوں کا جال سامنے بکھر جاتا۔۔۔

کھولتا تو وہ سامنے ہوتی۔۔۔

اسکا سکون غارت کرتے۔۔ نجانے وہ کدھر غائب ہو جاتی۔۔۔۔

"م۔۔۔۔مجھے رات میں یوں۔۔ مطلب

میرا رات میں یہاں ایسا۔۔۔۔۔ آنا

۔۔۔۔ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔" تازہ تازہ

زخم کی مار تھی کہ بول پائی۔۔۔۔اب بات

عزت پر آنے لگی تھی۔۔۔۔ورنہ وہ کب

بولی تھی۔۔۔۔

ضرغام خان نے قدرے تعجب سے اسے

دیکھا۔۔۔۔

"تم مجھے بتاؤ گی کیا ٹھیک ہے۔۔۔۔" اسکا

لہجہ بالکل سنجیدہ۔۔۔یا پھر طنزیہ

۔۔۔ مغرور تھا۔۔۔۔

فاصلہ جو اسنے بنایا اسے نا مٹایا۔۔۔

ھیلہ سر جھکا گئی۔۔۔۔

بس اتنی ہمت تھی۔۔۔۔

جو تب ختم ہوئی۔۔۔۔

جب اسکا چہرہ۔۔۔۔۔۔یکدم نہایت

قریب آیا تھا اسکے چہرے کے۔۔۔۔۔

وہ ساکن ہو گئی۔۔۔

آنکھیں جیسے پھیل گئی۔۔۔

اور دھڑکنیں تک گئی۔۔

"رات کی سیاہی۔۔ یا دن کی روشنی۔۔ کچھ بھی یہ حقیقت نہیں بدل سکتی کہ تم ہو کس

کی۔۔۔"اسکی سانسوں کی مہک اپنے
چہرے پر محسوس ہوئی تو دھڑکنیں ساکن
پڑنے لگی۔۔۔

وہ کسی بات کا خیال نہیں رکھتا تھا۔۔۔۔
وہ اس سے نظریں نہیں ملا پائی۔۔
وہ اس حالت میں نہیں تھی۔۔۔۔

اسکا لہجے میں استحقاق تھا۔۔۔

اسکا تنفس بگھڑنے لگا۔۔۔۔۔

"م۔۔۔م میں نے ج۔۔جانا۔۔ہے ابھی

۔۔۔مجھے کام۔۔۔۔۔" وہ بھاگ جانا چاہتی

تھی۔۔۔اور کوشش بھی کی مگر اسکے

دوپٹے کا پہلو۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ کی سخت گرفت میں تھا۔۔۔۔۔

ھیلہ نے بے ساختہ۔۔۔۔کندھے پر ہاتھ

رکھتے۔۔۔۔اسے بچایا۔۔۔۔

اسے اس رات کا منظر یاد آیا جب اسی بات

کی سزا کے طور پر اس نے ساری رات

کمرے میں ہی بیٹھائے رکھا تھا۔۔۔

سبز آنکھیں نمی سے بھر گئی۔۔۔۔وہ

کتنوں کی اور کب کب۔۔ سہتی۔۔۔

"ایسے جانا چاہتی ہو باہر۔۔۔۔تو چلی جاؤ

۔۔۔۔ویسے بھی عادت ہے نا تمہیں

۔۔۔۔۔"پھر وہی قریب آواز۔۔۔۔۔

پھر وہی پرفیوم۔۔۔پھر وہی گرم سانسیں

۔۔۔۔۔۔پھر وہی زلت۔۔۔۔۔

وہ شاید مہندی والی رات کا حوالہ دے رہا

تھا۔۔۔ہیلہ نے کچھ سمجھنا نہیں چاہا۔۔۔

وہ دو قدم مزید قریب ہو گیا۔۔۔

اور اتنا ہی اسکی جان لبوں پر لے آیا۔۔۔

"م مم مجھے جانا ہے۔۔۔۔ یہاں سے "

وہ اسکی قربت ہر گز برداشت نہیں کر پا

رہی تھی ایسی قربت ایسا وجود جو صرف

اس کی ذلت کی باعث بن رہا تھا۔۔۔

"ایسی بھی کیا جلدی ہے"۔۔۔اواز تھوڑی اور قریب ہوتی گئی۔۔۔سانسوں کی تپش وہ اپنے چہرے پہ بخوبی محسوس کر سکتی تھی اس نے انکھیں سختی سے بیچ لی تھی اس کی سانسیں بکھرنے لگی تھی۔۔۔۔

چند لمحے وہ اسکی بند آنکھوں کو دیکھتا رہا۔

گنھی لمبی پلکیں۔۔۔ سرخ و سفید

چہرہ۔۔۔۔ آنسوؤں سے تر چہرہ اور۔۔۔ وہ

۔۔ گلابی ہونٹ

گلے میں کانٹے سے چبھتے محسوس

ہوئے۔۔۔۔

ایک دم گھٹن محسوس ہونے لگی۔۔۔دل

نے چاہا جھک کر بس ایک بار انہیں چھو لے

۔۔۔کون سا وہ اسے روک سکے گی۔۔۔۔یا

کون ہے جو اسے پوچھ سکے گا۔۔۔۔مگر وہ

بے ساختہ ہی اس سے دو قدم دور ہوا تھا

۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔وہ ایسا کچھ نہیں چاہتا

تھا۔۔۔۔ہر گز بھی نہیں۔۔۔۔

ہیلہ نے بے ساختہ انکھیں کھولی۔۔۔۔

سبز۔۔۔۔ مگر مگر سرخ ہوتی۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو ہی دیکھ رہے

تھے۔۔۔۔

اس لمحے دونوں ہی ایک دوسرے سے

خوفزدہ تھے۔۔۔۔

ھیلہ نے گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔۔۔۔

وہ وہاں سے بھاگنا چاہ رہی تھی۔۔۔۔۔

مگر اسکا دوپٹہ اس شخص نے مٹھی پر لپیٹ

رکھا تھا۔۔۔۔

اور پھر وہ بھی جیسے ہوش میں آیا

تھا۔۔۔۔اسے ہی دیکھتے۔۔۔۔دوپٹہ

ہاتھ سے کھولا۔۔۔۔

اور اس کے منہ پر پھینکا۔۔۔۔۔

ھیلہ نے اگلے ہی پل دوپٹہ خود کے گرد لپیٹا تھا۔۔۔۔ عین اسی لمحے ضرغام خان نے اسکا بازو تھامتے اسے کمرے سے باہر کرتے۔۔۔۔ دروازہ اندر سے بند کیا تھا

۔۔۔۔

وہ پل میں۔۔خود سے گرنے سے

بچاتے۔۔۔۔سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی

تھی۔۔۔

ویار نے گہرا سانس لیتے چہرے پر ہاتھ

پھیرا۔۔۔

وہ اسکی نہیں تھی۔۔۔

وہ اسکے لیے جائز نہیں تھی۔۔

وہ اسکو یوں نہیں چھو سکتا تھا۔۔

وہ اسے یوں چاہتے کی خواہش نہیں کر سکتا

تھا۔۔۔۔

وہ برسوں کے سراب میں نہیں جی سکتا تھا

۔۔

صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں تھا کہ وہ اسکی تھی۔۔۔

وہ اسکی نہیں تھی۔۔۔

چند لمحے کمرے میں ایسی خاموشی چھائی رہی کہ جیسے وہاں کوئی تھا ہی نہیں۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔۔۔

چند لمحوں بعد۔۔۔۔کمرے کا حال بدتر ہو

چکا تھا۔۔۔۔۔

ساری رات جیسے سگار پیتے انکھوں میں ہی
گزر گئی تھی۔۔۔۔

نجانے کیوں اسے غصہ تھا شدید۔۔۔۔
نیلی رگیں اُبھری رہی۔۔۔
سیاہ چھوٹی آنکھیں سرد پڑی رہی۔۔۔

وہ جیسے آگ میں جلتا رہا۔۔۔۔

ساری دنیا بھی اگر اسے اس کا کہتی تب بھی
وہ اسکی نہیں تھی۔۔۔۔

وہ جانتا تھا۔۔۔۔

مگر جب وہ سامنے آتی۔۔

سب جیسے بھولنے لگتا تھا۔۔۔

پورا وجود جیسے کسی آگ کی لپیٹ میں آ

جاتا۔۔۔

پہلے پہل دماغ میں ابھرا تھا کہ اسکا تعلق

کس سے تھا مگر پھر دل نے سب رد

کر دیا۔۔

اسکا کوئی تعلق نہیں تھا اس خاندان سے۔

اسکی پہچان اب وہ خود تھا۔۔۔

وہ ضرغام خان کے نام سے ہی جانی جاتی تھی۔۔۔۔

اور پھر اس رات۔۔۔۔

جب وہ اسے باہر لان میں ملی تھی۔۔۔

تب سے دل کی حالت بدل چکی تھی۔۔۔

اسکی چاہ اب شدید ہونے لگی۔۔۔

وہ اگر اسکی تھی تو۔۔

اسکی تھی کیوں نہیں۔۔۔

وہ نا صرف خود غلط کر رہا تھا۔۔۔

اور ساتھ اسے بھی شاید اذیت دے رہا تھا

۔۔۔۔

پہلے کی بات اور تھی۔۔۔

اور اگر اس شام سے پہلے جا چکی جاتی تو وہ

مڑ کر دیکھتا بھی نا۔۔

مگر اب۔۔۔

اب اسکے اختیار میں نہیں رہا تھا۔۔۔

اسے وہ چاہیئے تھی۔۔۔

جو سکون اسکو چھوتے ملتا تھا۔۔۔

وہ شاید اس بے سکون زندگی میں پہلے کبھی

محسوس نہیں کر پایا تھا۔۔۔۔

ضرغام خان اٹھا صوفے سے۔۔۔

اور اب وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔۔۔

سورج کی پہلی سنہری کرنیں اسکے چہرے

پر پڑ رہیں تھیں۔۔۔۔

سیاہ آنکھوں کا رنگ مزید نمایاں ہوا۔۔۔

سیاہ بال ماتھے بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

بازو کو کہنیوں تک فولڈ کر رکھا تھا۔۔۔

دفعتاً نگاہ ایک جانب رک گئی۔۔۔

وہ وہی تھی۔۔۔

وہ جس نے اسکی زندگی عزاب کر رکھی

تھی۔۔۔

سیاہ شلوار قمیض۔۔۔

سنہرے بالوں کو چٹیا کئے۔۔۔۔

وہ سیاہ دوپٹے کو کندھے پر پھیلائے۔۔۔

دونوں بازوؤں کو سینے پر باندھے اینٹوں

کے بنے راستے پر چلتی۔۔۔

حویلی ہی کی جانب آ رہی تھی۔۔۔

شاید وہ اسی وقت آتی تھی۔۔۔۔

دفعتاً وہ رکی۔۔۔۔

نگاہیں اٹھی۔۔۔

اور بے ساختہ ملی تھی۔۔۔۔

وہ بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اور پھر فیصلہ ہو گیا۔۔۔۔

اور بڑبڑاتے ہوئے چہرہ جھکاتے۔۔۔۔

اب تیزی سے چلتے۔۔۔۔

بڑی بڑی دیواروں والی حویلی کے

دروازے کے اندر غائب ہو گئی تھی۔۔۔

جبکہ وہ وہیں کھڑا رہا تھا۔۔۔

وہ بس اسے چاہئے تھی اب۔۔۔۔

ہر حال میں۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

اس نے گھومتے سر کے ساتھ ادھر ادھر

دیکھنے کی کوشش کی۔۔۔

مگر بے تحاشا دکھتے سر کے باعث۔۔۔

ایک بار پھر آنکھیں بند کی۔۔۔۔

سنہرے بال تقریباً سب بکھرے ہوئے

تھے۔۔۔

دوپٹے سے بے نیاز۔۔۔۔

اسکا سر ایک بار پھر دائیں جانب لڑھک گیا

۔۔۔۔

چند لمحے پھر گزرے۔۔۔

اسکے وجود میں ایک بار پھر حرکت

کی۔۔۔۔

سبز بڑی بڑی آنکھیں کھولی۔۔۔

منظر دھندلا سا تھا۔۔۔

اس نے غور کرنا چاہا۔۔۔

اور پھر دھیرے دھیرے منظر واضح ہونے

لگا۔۔۔

سامنے ہی صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ

رکھے۔۔۔

سفید کاٹن کی شلوار قمیض پہنے۔۔۔

بازوؤں کو کہنیوں تک فولڈ کئے۔۔۔

وہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں سگار پھنسائے

اسکے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔

بال پھر سے بکھرے ہوئے تھے ماتھے

پر۔۔۔

وجہی چہرے ہر جزبات سے پاک تھا۔۔۔

اسکی سیاہ آنکھیں اسکا پورا پور چھو رہیں تھیں۔۔۔

اسے ہوش میں آتا دیکھ کر۔۔۔

سگار سامنے میز پر رکھی ایش ٹرے میں مسلی۔۔۔۔

اور صوفے سے اٹھتے اب اسکا رخ ہیلہ ہی

کی جانب تھا۔۔۔

جبکہ ہیلہ۔۔۔۔

وہ پتھرائی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی

۔۔۔

وہ تھی کدھر۔۔۔

اس نے سوچنے کی کوشش کی۔۔۔

اور آخری منظر میں وہ جوس کا گلاس لبوں

کو لگا رہی تھی۔۔۔۔

جو اسے فرحت نامی ملازمہ نے دیا تھا۔۔۔

اور اب۔۔۔

اب وہ انجانی جگہ پر۔۔۔۔

اور سامنے کھڑا شخص۔۔۔

مگر وہ وہ انجانا نہیں تھا۔۔۔۔

اسکا چہرہ سیدھا ہونے لگا۔۔۔

وہ اب سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی

۔۔۔

جس نے دائیں بائیں کرسی کے ہاتھ

رکھا۔۔۔

اور اسکا وجہی چہرہ پل میں اسکے چہرے کے

قریب آگیا تھا۔۔۔

سبز و سیاہ نگاہیں ملی۔۔۔

ایک جانب سرد مہری تھی جبکہ سبز

آنکھوں میں بلا کا خوف تھا۔۔۔

وہ تو اسکی ہر بات مان لیتی تھی۔۔۔

وہ رات دیر دیر سے بلاتا۔۔۔

وہ تب بھی چلی جاتی۔۔۔

وہ اپنے ہر کام اس سے کرواتا۔۔

وہ کر دیتی۔۔۔

اس نے تو کوئی بھی شکایت کا موقع نہیں دیا

پھر۔۔۔۔

دھڑکنیں سست پڑنے لگی۔۔۔

کیا وہ حویلی میں تھی۔۔؟

اور اگر حویلی میں نہیں تھی تو۔۔۔؟

آگے وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

"م۔۔۔میں۔۔۔۔میں۔۔۔یہاں کیسے

۔۔۔"لب دھیرے سے بمشکل

ہلے۔۔۔۔

وہ نجانے کیا کھوج رہا تھا اسکے چہرے پر

وہ بمشکل ہمت کر سکی۔۔۔

اب اسے احساس ہوا تھا کہ اسکے ہاتھ

کرسی پر باندھے ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ اسے یہاں کیوں لایا تھا۔۔۔

کیا وہ اس رات کا ادھورا کام پورا کرنے آیا

تھا۔۔۔

اسکا سانس خشک ہونے لگا۔۔۔۔

"سوچ رہا ہوں کہ تمہارے شکوے ختم

کر دوں۔۔۔"بھاری گھمبیر سرگوشی

نہایت ہی قریب سے سنائی دی۔۔۔

سبز بڑی بڑی آنکھیں اور پھیل گئ۔۔

"شکوے۔۔؟"کون سے شکوے۔۔

کیا اس ونی میں آئی لڑکی کو ایسے الفاظ یاد

بھی تھے۔۔۔

گلے شکوے شکائتیں۔۔۔وہ سب کو

نجانے کدھر رہ گیا تھا۔۔۔

اس نے تو برسوں ہوئے۔۔لب سی لئے

تھے۔۔

تو وہ اب کون سے شکووں کا تزکرہ کر رہا تھا

۔۔۔

وہ ایک بھرپور نگاہ اس پر ڈالتے۔۔۔

تھوڑا پیچھے ہوتے اب اسکے ہاتھ کھول رہا

تھا۔۔

اسکا خیال تھا کہ وہ اٹھتے ہی چیخے چلائے گی

مگر۔۔۔ مگر اسکی تو آواز بھی اتنی دھیمی

تھی کہ اگر وہ پاس نا ہوتا تو کبھی سن کی نا

پاتا۔۔۔

ہیلہ بس اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

آس پاس جیسے خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگی

۔۔

اسکی سانسیں رکنے لگی تھی۔۔۔

وہ بھری حویلی میں اسکے ساتھ تنہا ہونے

سے ڈرتی تھی۔۔۔۔

یہاں تو روح جھنجھوڑتی خاموشی تھی۔۔۔

اور شاید ان دونوں کے علاوہ وہاں کوئی تھا

بھی۔۔۔

جیسے ہی ہاتھ رسیوں سے آزاد ہوئے۔۔۔

وہ یکدم تیزی کے اٹھی۔۔

اتنی تیزی و جلدی سے کہ بمشکل اسکا ٹکراؤ

ضرغام خان سے ہوتے بچا۔۔۔۔

وہ اب میز پر پڑے دوپٹے کو۔۔۔۔

تیزی سے اپنے گرد لپیٹ چکی تھی۔۔۔

سانسیں اکھڑی ہوئی لگ رہیں تھیں۔۔۔

اسے یہاں سے جلد از جلد نکلنا تھا۔۔۔

اگر حویلی میں کسی کو پتا چل جاتا تو۔۔۔

اس سے آگے وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

ضرغام خان ماتھے پر بل ڈالے اسکا ایک ایک عمل دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ دروازے سے جانب

بڑھتی۔۔۔

اسکی کلائی۔۔۔

سخت گرفت میں تھی۔۔۔

آس پاس سب رک گیا۔۔۔

اسکے قدموں میں ان دیکھی زنجیریں بندھ

گئی۔۔۔۔

وہ پتھرا گئی۔۔۔

"جب تک میں ناچاہوں تم کہیں نہیں جا سکتی۔۔۔" اسکی کلائی ویسے ہی تھامے وہ سامنے آیا۔۔۔ نگاہیں اس پر جمی ہوئی تھی

۔۔۔

جب نہیں تھی تو کہیں نہیں تھی۔۔

جب آگئی تھی تو آنکھوں کے سامنے سے

جا نہیں رہی تھی۔۔۔۔

یہ وہ لڑکی جس کی وجہ سے اس پر نیندیں

حرام ہو چکی تھی۔۔۔

وہ ایسے ہی کیسے اسے جانے دے سکتا تھا۔۔۔

"مج۔۔۔مجھے جانے دیں۔۔۔۔" وہ رو دینے کو تھی۔۔۔۔

دوسرے ہاتھ سے اسکی گرفت سے کلائی

چھڑوانی چاہی۔۔۔ مگر گرفت مضبوط

ہو گئی۔۔

آنسو گالوں پر گرنے لگے تھے۔۔۔۔

"بے فکر رہو۔۔۔ جانے دوں گا۔۔"

دوسرا ہاتھ دھیرے سے اٹھا۔۔۔

مگر گالوں کو چھونے سے پہلے رک گیا۔۔۔

نگاہیں ملیں تھی۔۔۔

"مگر پہلے وہ کام تو ہو جائے۔۔۔

جس کے لیے تمہیں یہاں لایا ہوں۔۔۔"

اسکی بھاری پر اسرار آواز خاموش کمرے

میں گونجی۔۔۔

"ک۔۔کون سا۔۔۔کام۔۔۔"مزاحمت

ختم ہو گئی۔۔۔

وہ تھم گئی۔۔۔

آنسو تک تھم گئے۔۔۔

"ایک دنیا تمہیں میرا کہتی ہے۔۔۔۔۔"

اب کہ رکا ہاتھ حرکت میں آیا۔۔۔

اور بنا اسکے گال کو چھوئے۔۔۔۔

گالوں پر بکھری۔۔۔

لٹوں کو۔۔۔

دھیرے سے کانوں کے پیچھے کیا۔۔۔۔

سفید گالوں میں سرخیاں گھلی۔۔۔

پلکیں گریں۔۔۔۔

دھڑکنیں سینے میں مچلنے لگی۔۔۔

ہاتھ اسکے ہاتھ سے ہٹتا۔۔۔

پہلو میں گر گیا۔۔۔

ایک وہی تو تھا اس پوری دنیا میں۔۔۔

جس سے اسکا جوڑا جاتا۔۔۔

جوڑا بھی کیا جاتا۔۔۔

وہ جوڑ بھی تو ایک گالی تھا اسکے لئے۔۔۔

ضرغام خان کی رکھیل۔۔۔۔

لب بھینچ گئی۔۔۔

دل میں کسی نے خنجر پوست کیا۔۔۔۔

اسنے لبوں کے زریعے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

ضرغام نے ایک ایک رنگ بخوبی

دیکھا۔۔۔

چہرہ مزید اسکے چہرے کے قریب کیا۔۔۔

اتنا کہ اسکے کانوں کے بالکل پاس اسکے لب

ٹھہرے۔۔۔

ہیلہ نے آنکھیں زور سے میچ لیں۔۔۔

اسکے بدن سے اٹھتی خوشبو۔۔۔۔

سگار کی مہک۔۔۔۔

آس پاس فسوں بکھرنے لگا۔۔۔

"تو کیا خیال ہے۔۔۔ تمہیں اپنا بنالیا

جائے۔۔۔"

بھاری گھمبیر آواز فقط اس تک پہنچ

سکی۔۔۔

دیواریں کان لگائے کھڑی رہ گئیں۔۔۔

دو دھڑکنوں کا شور بھی تھم گیا۔۔۔

ساری دنیا رک گئی۔۔۔

ہر چیز رک گئی۔۔۔

کانوں نے سنا۔۔

دماغ نے سمجھنے کی کوشش کی۔۔

اس نے سانس لینے کی کوشش کی۔۔۔

نہیں کے سکی۔۔۔

پھر بے ساختہ سر نفی میں ہلا۔۔۔

وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔

وہ سمجھ نا سکی۔۔

اور جو سمجھ تک پہنچ پایا۔۔۔

اس کے باعث ریڑھ کی ہڈی میں

سنسناہٹ پھیل گئی۔۔۔۔

اسکا سر باقاعدہ نفی میں ہلا۔۔۔

سنہرے بال ہلے۔۔۔

مہکے سنہرے بال۔۔۔

ضرغام خان نے آنکھیں بند کرتے۔۔۔

گہری سانس لی۔۔۔

چند لمحے خاموشی کی نزر ہوئے۔۔۔۔

اور پھر اسے چھوڑتے پیچھے ہو گیا۔۔

وجہی چہرے پر سنجیدگی کا بسیرا ہو گیا۔۔۔

البتہ آنکھیں شدت سے سرخ ہو رہی تھی

۔۔۔۔

اسکے بدن کی مہک اسکے اوسان خطا کرنے

پر تلی تھی۔۔۔۔

مگر نہیں۔۔۔وہ سنبھل گیا۔۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ آپ۔۔۔ ایسا

۔۔۔ک۔۔۔

"حالت درست کرو اپنی۔۔۔۔ باہر نکاح

خواں انتظار کر رہا ہے۔۔۔۔" سرد و سپاٹ

آواز۔۔۔

چھت اسے اپنے سر پر گرتی محسوس

ہوئی۔۔۔

"م۔۔۔میں۔۔میں ہر گز۔۔۔یہ نکاح

۔۔

"پوچھ نہیں رہا ہوں۔۔بتا رہا ہوں۔۔۔

ویسے بھی کب تک ایسے چلنا تھا۔۔۔" وہ

دو قدم قریب آ گیا۔۔۔ آواز ہنوز سرد

تھی۔۔۔

"ہر گز۔۔۔۔ نہیں۔ میں۔۔۔۔ "

"میں نکاح کے بغیر بھی تمہیں ساتھ رکھ سکتا ہوں ہیلہ بی بی۔۔۔۔ مگر مجھے یقین ہے تم ویسا نہیں چاہو گی۔۔۔۔"زخم وہاں دیا جہاں درد زیادہ ہونا تھا۔۔۔۔

وہ ساکن نگاہوں سے اسے دیکھتی رہ گئی

۔۔۔

یہ بات اس سے زیادہ کون جان سکتا

تھا۔۔۔

وہ دروازہ کھولتے۔۔۔بنا اسے دیکھے۔۔۔

باہر نکل گیا۔۔۔۔

ہیلہ وہیں بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔

یہ کیسی آزمائش تھی۔۔

حویلی والے تو اسکا سایہ بھی ضرغام خان پر

برداشت کرنے کے روادار نہیں تھے کجا

کہ وہ وہ اسکے نکاح میں آجاتی۔۔۔۔

اسنے سر گھٹنوں پر گرا دیا۔۔۔

پھر کمرے کی دیواریں فقط اس سنہرے بالوں والی لڑکی کی سسکیاں ہی سن سکیں تھیں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

اگلا منظر تھوڑا دھندلا سا تھا۔۔

ایک جانب صوفے پر سفید شلوار قمیض

پہنے ضرغام خان بیٹھا تھا جبکہ اسکے سامنے

والے صوفے پر سیاہ کپڑے پہنے۔۔۔ہیلہ

بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔

اس کے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔۔۔

جس نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔۔

اسکا چہرہ دوپٹے سے چھپا دیا گیا تھا۔۔۔

وجود کپکپا رہا تھا۔۔۔

کچھ ہی فاصلے پر نیلی آنکھوں والا بالی بھی

کھڑا تھا۔۔۔۔

اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔۔۔

جو کہ شاید بطور گواہ شریک تھے۔۔۔۔۔

ایک جانب بیٹھے۔۔سیاہ پگڑی باندھتے

۔۔۔وہ شاید مولوی صاحب تھے۔۔۔۔

جن کے لب ہل رہے تھے۔۔۔۔

پھر وہ کوئی کاغذ ضرغام خان کی جانب بڑھا

رہے تھے۔۔۔۔

اور پھر اس کی نے وہی کاغذ ہیلہ کے آگے

بھی رکھا تھا۔۔۔۔

منظر دھندلا دھندلا سا۔۔

مگر دھیرے دھیرے چل رہا تھا۔۔۔

اس لڑکی کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔

وہ سب کے ہاتھ شاید۔۔

دعا کے لیے اٹھے تھے۔۔۔۔۔

منظر مزید دھندلا پر گیا۔۔۔

اتنا کہ اب کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔

لمبی دیواروں والی حویلی کو رات کی سیاہی

اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔۔۔۔

دور کسی جانور کے بولنے کی آواز

آتی۔۔۔۔

اور پھر اسی خاموشی کا راج چھا جاتا

تھا۔۔۔۔

ایسے میں حویلی کا دروازہ کھلا۔۔۔۔

سیاہ جیپ اندر داخل ہوئی۔۔۔۔

اور دروازہ بند ہو گیا تھا۔۔۔۔

جیپ آکر رکی۔۔۔۔

اور وہ دروازہ کھولتے باہر نکلا تھا۔۔۔

دوسری جانب آکر دروازہ کھولا۔۔۔

اور نگاہیں اس وجود پر ٹک گئی۔۔۔

اندر بیٹھی لڑکی نے اسے دیکھا۔۔۔۔

چہرہ شاید کافی دیر رونے کے باعث سرخ

پر چکا تھا۔۔۔

چند لٹیں چہرے پر چپکی اسے مزید

خوبصورت بنا رہیں تھی۔۔۔۔

"زندگی پڑی ہے غم منانے کو۔۔۔فلحال باہر آؤ۔۔۔" اسکی آواز ہنوز سخت تھیں

۔۔۔

سبز آنکھیں پھر سے نم ہونے لگیں۔۔۔

اس نے ایک نظر پھر اسے نا دیکھا۔۔۔

دھڑکتے دل کے سنگ۔۔۔۔

پاؤں باہر نکالا۔۔۔

ایک۔۔۔

اور پھر دوسرا۔۔۔

باہر نکلی تو ٹھنڈی ہوا نے بے ساختہ

استقبال کیا تھا۔۔۔۔

اسے لگا۔۔۔ ہر درخت۔۔ ہر پتا۔۔۔ ہر

دیوار۔۔ ہر چیز اسے مشکوک نگاہوں سے

دیکھ رہی تھی۔۔۔

دھڑکنیں تیز ہونے لگی۔۔۔

رنگت سرخ پڑ گئی۔۔۔۔

ضرغام خان نے اس کے نکلتے ہی جیپ کا

دروازہ بند کیا۔۔۔

اور ایک بار پھر اسے دیکھا تھا۔۔۔

اور ایک عجیب۔۔۔۔

بہت عجیب سا سکون پورے وجود میں بکھر

گیا۔۔۔۔

حق ملکیت۔۔۔

بلآخر وہ سنہرے بالوں والی لڑکی اس کی ہو

ہی گئی۔۔۔۔وہ جو تھی ہی اسی کی۔۔۔۔

جس کے سنہرے بال۔۔۔ہوا ہے باعث

بار بار چہرے پر آرہے تھے۔۔۔اور اس

نے ایک بار بھی کوشش نا کی پیچھے کرنے

کی۔۔۔ضرغام خان اسے دیکھتے گیا۔۔۔۔

کیا تھا اس میں۔۔جو اسے مکمل کر گیا تھا

۔۔۔

"سائیں۔۔۔۔" آواز پر وہ دونوں

چونکے۔۔۔۔

ورغام نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔

جبکہ ہیلہ تیزی سے اندر کی جانب بھاگ

گئی۔۔۔

اسے لگا سب۔۔ سب جان گئے تھے۔۔۔

اور وہ کیا جواب دیتی۔۔۔؟...

"و۔۔۔وہ اہم بات کرنا تھی۔۔۔" جمال خان نظریں جھکائے پریشانی سے بولا

۔۔۔۔

"کیا بات ہے جمال خان۔۔۔ تم صبح سے کافی پریشان ہو۔۔۔" اس نے ایک نظر اسکے گم ہوتے انچل کو دیکھا۔۔۔

اور پھر جمال خان کی طرف مڑتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

طبیعت اب بہتر ہو گئی۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا۔۔ سب بہتر ہو گیا۔۔۔

مگر جب جمال خان نے بات پوری کی تو

اسے لگا۔۔۔ کسی نے گھولتا پانی اس پر

انڈیل دیا ہو۔۔۔۔۔

"ی۔۔۔یہ کیا بکواس ہے جمال خان۔۔۔

یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔۔بالی کو میرے پاس

بھیجو۔۔۔ "

غصے کی زیادتی سے چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

جمال خان بوتل کے جن کی مانند غائب

ہو گیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

سیاہ بالوں والی لڑکی کا سر جھکا ہوا تھا جبکہ

اسکے ساتھ۔۔ مگر کچھ قدموں کے فاصلے

پر کھڑے بالی نے چہرہ نا جھکایا تھا۔۔۔۔

جبکہ سامنے وہ کھڑا تھا۔۔۔

وہ جس کی انکھوں کا رنگ سیاہ تھا۔۔۔

وہ جس کی انکھوں میں اس وقت فقط سرد

مہری کا راج تھا۔۔۔

ضرغام خان نے دونوں کو دیکھا۔۔۔۔

وہ دونوں ہی تھے جو اسکے راز سے واقف

تھے۔۔۔

وہ دونوں ہی تھے جو ایسی جرات کر سکتے

تھے۔۔۔

اور اتنی جرات ہوئی جس میں تھی۔۔۔

"وہ اتنی سخت پہرے میں بھاگ کیسے سکتا

ہے زیوا۔۔۔" سرد وہ سپاٹ آواز سننے

والے کو وحشت میں مبتلا کر سکتی تھی۔۔۔

زیوا کے سر اٹھایا۔۔۔

سانس جیسے سینے میں اٹکا ہوا تھا۔۔۔

ضرغام خان کو وہ بہت عزیز تھی مگر

دھوکہ۔۔۔۔

وہ کسی صورت معاف نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اور یہ تو صرف دھوکہ تھا ہی نہیں۔۔

یہ تو شکست تھی۔۔۔۔

وہ کہاں رعایت دے سکتا تھا۔۔۔

اسنے لب کچلتے۔۔۔بالی کو دیکھا۔۔۔

جسکے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی

۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ یہ وقت ضرور آئے

گا۔۔۔

مگر بہت وقت لگا کر بھی وہ کچھ نا سوچ

پائی۔۔۔جو وہ جواب دے پاتی۔۔۔

اور نتیجتاً اب لب خاموش تھے۔۔۔

البتہ سینے میں دھڑکتا دل۔۔جیسے ساکن

ہونے کو تھا۔۔۔

خاموشی کا دورانیہ زیادہ ہونے لگا تھا۔۔

ویار اب آگے بڑھا۔۔۔

اتنا کہ اب وہ زیوا کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے زیوا۔۔۔ "

"جلال خان اسے کھانا دینے گیا تھا۔۔۔وہ

ہوش میں تھا۔۔۔اس نے جلال

پر۔۔۔۔"

ضرغام خان کا ہاتھ اٹھا۔۔۔

بالی خاموش ہو گیا۔۔۔۔

ضرغام کی نظریں اب صرف زیوا پر
تھی۔۔۔

وہ شاید اسی سے جواب چاہ رہا تھا۔۔۔

بالی نے لب بھینچتے اس لڑکی کو
دیکھا۔۔۔۔

زیوانے اسی پل چہرہ دھیرے سے موڑتے

اسے دیکھا۔۔۔

سیاہ و نیلی آنکھوں کا تصادم ہوا۔۔۔

اور وہ رخ موڑ گئی۔۔۔

گہرے سانس لیتے۔۔ سامنے کھڑے

ضرغام خان کو دیکھا۔۔۔

دماغ میں باقی کی کہانی بن گئی۔۔۔

"جلال خان پر اسنے حملہ کیا۔۔۔ اور وہ

وہاں سے بھاگ گیا۔۔۔" اب کہ

ڈھونڈنے سے بھی اسکے چہرہ پر کوئی خوف نہیں تھا۔۔۔

ضرغام خان کی سرد نگاہوں میں کوئی کمی نا آئی۔۔۔

"اور یہ سب کب ہوا۔۔۔"

"تین دن پہلے۔۔۔"

"تمہیں کس نے بتایا۔۔۔"

"بالی نے۔۔۔"

"مجھ سے چھپانے کی وجہ۔۔۔"

خاموشی۔۔۔۔

"اور اس میں اتنی طاقت آ کہاں سے گئی۔۔۔۔"

خاموشی۔۔۔۔۔

"ایسی طاقت جو پچھلے کچھ سالوں میں نا آئی۔۔۔"

ہنوز خاموشی قائم تھی۔۔۔

سیاہ بالوں والی کا چہرے پر اب کسی قسم کا

کوئی جذبہ بھی نہیں تھا۔۔۔

وہ بس زمین کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ضرغام خان مڑا۔۔۔

اب کہ اسکا رخ بالی کی طرف ہوا۔۔۔

"مجھ سے چھپانے کی وجہ۔۔۔" آواز
مزید سرد ہو گئی تھی۔۔۔

وہ نہیں جانتے تھے کہ کس عزاب کو رہا کر دیا تھا۔۔۔ جازلان جتوئی خاموش رہنے والے میں سے نہیں تھا۔۔۔

"ہم نے کوشش کی کہ پہلے اسے خود ڈھونڈ لیں۔۔۔" سنجیدگی سے جواب آیا۔۔۔

ضرغام کی نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتی تھی

اور وہ دونوں دھوکہ دے رہے تھے؟؟..

"کب ہوا یہ سب۔۔ "

تین دن پہلے۔۔۔"

"ہمممم۔۔۔"

"وہ اب مڑ گیا۔۔۔

اسکی پیٹھ ان دونوں کی جانب ہو گئی۔۔۔

جب ان دونوں کو نگاہیں پھر ملی تھیں۔۔۔

سرد و سنجیدہ۔۔۔

"ایک بات یاد رکھنا۔۔۔"

وہ واپس انکی جانب مڑا تھا۔۔۔

وجہی چہرہ انتہائی سرد تھا۔۔۔

"اس سب میں کوئی جھوٹ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔میں نے تم دونوں کو بولنے کا پورا۔۔پہلا اور آخری موقع دیا۔۔۔اس میں کچھ جھوٹ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔"

جواباً فقط خاموشی تھی۔۔۔۔

"جاؤ اب تم دونوں۔۔۔" وہ رخ موڑ چکا تھا۔۔

ان دونوں کی نگاہیں پھر ملیں۔۔۔

زیوانے باہر کی جانب قدم لیے۔۔۔

پیچھے بالی بھی نکلا تھا۔۔۔

باہر نکلتے زیوانے دیوار کا سہارا لیتے۔۔خود

کو گرنے سے بچایا تھا۔۔۔

جسم سے جان جیسے نکلنے لگی تھی۔۔۔۔

بالی نے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔۔۔۔

وہ پھر وہ مردان خانے سے نکلتا چلا گیا تھا

۔۔

پیچھے زیوا اب گہرے سانس لیتے۔۔۔۔

جیسے سانسیں ہموار کر رہی تھی۔۔۔۔

رات دھیرے دھیرے اپنا راج کھوتی جا

رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

ہیلہ سیدھا اپنے کمرے میں ہی آئی تھی

آنے ساتھ گرنے کے انداز میں بیٹھ کر

بیٹھی۔۔۔

وہ سانس بھی سوچ سوچ کر لے رہی تھی

اسے لگا جیسے ہر چیز اسے ہی دیکھ رہی تھی

وہ کیا کر آئی تھی۔۔۔؟

نکاح۔۔۔؟

اس شخص سے۔۔۔؟

جسم ڈھیلا چھوڑتے۔۔۔

اب وہ پیچھے کی جانب بیڈ پر گر گئی۔۔۔۔

اگر کسی کو پتا چل گیا۔۔۔؟

اگر کوئی جان گیا۔۔۔۔؟

فوزیہ بیگم۔۔؟

آدم خان۔۔۔؟

زیوا۔۔۔؟...

کوئی بھی اگر جان گیا تو وہ کیا جواب دیتی

۔۔۔؟

کون تھا جو ضرغام خان سے کوئی سوال کر

پاتا۔۔۔؟

اور کون تھا جو اسے ایسے ہی جانے

دیتا۔۔۔؟

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

نہیں جانتی تھی کہ کسی کو علم ہوا تھا کہ وہ حویلی نہیں تھی۔۔۔؟

اس وقت دماغ کام کرنا چھوڑ چکا تھا۔۔۔

اسے یہ بھی نا یاد رہا کہ وہ آج۔۔

کئی سالوں بعد حویلی سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔

ایک اور رات۔۔۔ دھیرے دھیرے گزر رہی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

وہ دیوار گیر شیشے کے سامنے کھڑی۔۔۔بار بار ہاتھوں میں پانی بھرتے۔۔۔چہرے پر چھینک رہی تھی۔۔۔۔

مگر رنگت تھی کہ سفید پڑی رہی۔۔۔۔

حالت ایسی تھی کہ اسے کھڑا ہونا مشکل

لگ رہا تھا۔۔۔۔

"ن۔۔ نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"

لب ایک بار پھر ہلے۔۔۔۔

پسِ منظر میں ایک بار پھر فون کی آواز بند ہو گئی تھی۔۔۔۔

زیوا نے دونوں ہاتھوں سے دائیں بائیں چہرے سے بال پیچھے کئے۔۔۔۔

جو بات بات پانی کے چھینٹوں سے اب گیلے ہو چکے تھے۔۔۔۔

ایک لمبی گہری سانس لیتے۔۔۔اس نے سامنے لٹکے ٹاول سے چہرہ صاف کیا۔۔۔۔

اور اسی طرح۔۔۔واش روم سے باہر نکل آئی تھی۔۔۔۔

گلابی رنگ کی کھلی قمیض اور کھلا ٹراؤزر پہنے ۔۔۔وہ اب کمرے کے وسط میں کھڑی ۔۔۔ایک بار پھر چہرہ صاف کر رہی تھی کہ موبائل کی آواز پھر گھونجے لگی۔۔۔۔

اس نے بنا کسی جلدی کے۔۔۔ٹاول سٹینڈ پر لٹکایا۔۔۔

ایک بار پھر خود کو پر سکون کرنے کے لیے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

اور اب وہ موبائل اٹھا رہی تھی۔۔۔۔

وہ اس وقت کسی سے بات کرنے کی حالت میں نہیں تھی مگر سکرین پر ابھرتا "شہلہ کالنگ" لکھا دیکھ کر اسے اٹھانا پڑا۔۔۔

یہ وہ لڑکی تھی جو کہ کئی عرصے سے اسکی دوست تھی۔۔۔۔

اور اسی کے فلیٹ پر جازلان بھی تھا۔۔۔۔

وہ رات کے بارہ بجے اسے کیوں کال کر رہی تھی۔۔۔؟

اسنے فون اٹھاتے جان سے لگایا۔۔۔

"ہیلو۔۔۔"

"زیوا۔۔۔زیوا۔۔۔جازلان کدھر ہے۔۔۔" فون کے دوسرے پار سے

ابھرتی آواز ایک پل کو اسے خل کر گئی

"ک۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کدھر ہے۔۔۔

فلیٹ میں ہی ہو گا۔۔۔" اس نے خود کو

کہتے سنا۔۔۔

"نہیں ہے وہ یار۔۔۔شام سے نہیں ہے۔۔۔۔مجھے لگا کہ شاید وہ باہر واک کرنے گیا ہو مگر وہ ابھی تک نہیں آیا زیوا۔۔۔۔ کہیں وہ یہاں سے بھی تو۔۔۔

"ن۔۔ نہیں۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔وہ وہاں کسی کو نہیں جانتا

ہے۔۔۔وہ کہیں نہیں جا سکتا ہے۔۔۔

تم۔۔تم تیمور کو بولو۔۔۔وہ اسے

ڈھونڈے۔۔۔"اسکا سانس خشک ہونے

لگا۔۔۔

وہ کدھر جا سکتا تھا۔۔۔

اور اگر ایسا ہو گیا تو۔۔۔۔

" تیمور کب سے دیکھ رہا ہے مگر اسکا کچھ پتا نہیں یار۔۔۔

"۔۔تم۔۔تم رکو۔۔۔م۔۔میں کچھ کرتی ہوں۔۔" اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے فون بند کیا۔۔۔

وہی کپکپاتا ہاتھ لبوں پر رکھے اب وہ فون کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

پھر تیزی سے حرکت میں آئی۔۔۔

ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا اپنا۔۔۔پرس کندھے پر ڈالا۔۔۔

اور تیزی سے باہر نکلی تھی۔۔۔

وہ اس وقت بھول چکی تھی کہ کیا وقت ہو

رہا تھا۔۔۔۔

وہ سیڑھیوں سے اترتے۔۔۔

نیچے آئی۔۔۔

ہر طرف سناٹا تھا۔۔۔

دروازہ دھیرے سے کھولتے وہ باہر نکلی

ابھی کچھ ہی قدم چلی تھی کہ۔۔۔

پھر رک گئی۔۔۔

دور درخت کے نیچے۔۔۔ آگ لگائے وہ

کوئی بیٹھا تھا۔۔۔

اسکی نگاہ بھی شاید اس پر پر چکی تھی۔۔۔

ماتھے پر کئی بل پڑے۔۔۔

اس نے دائیں بائیں دیکھا۔۔۔

اور پھر تیزی سے اسکی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"یہ کیا ہے اب۔۔۔" اسکی آواز سرد تھی

۔۔۔

عجیب لڑکی تھی۔۔۔

سب برباد کرنے کے بعد بھی شاید سکون

نہیں تھا۔۔۔

"بالی۔۔۔۔۔"اس نے پہلی بار اسکا نام

پکارا۔۔۔

اور وہ۔۔۔

وہ ساکن ہو گیا تھا۔۔۔۔

دل میں دھڑکتا دل ساکن۔۔۔

ہر چیز ساکن۔۔۔

وہ بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

جسکی سیاہ آنکھیں نم ہو چکیں تھیں۔۔۔

وہ شدید خوفزدہ لگ رہی تھی۔۔۔

"وہ۔۔۔۔وہ نہیں مل رہا۔۔۔۔و۔۔۔وہ

۔۔چلا گیا "

طلسم کا کانچ ٹوٹا۔۔۔

چھبا۔۔۔

اور خون رسا۔۔۔

کیا اسے اس "وہ" کا نام جاننے کی ضرورت تھی؟...

وہ لب بھینچ گیا۔۔۔۔

"وہ چلا نہیں گیا۔۔اسے آپ ہی نے آزاد

۔۔۔

"و۔۔وہ وہاں سے بھی چلا گیا بالی۔۔۔"

وہ بار بار اسکا نام کیوں لے رہی تھی۔۔۔

"وہ چلا گیا تو آپ محترمہ رات کے اس پہر

کدھر جا رہیں ہیں۔۔۔"اسکی آواز نجانے

کیوں سپاٹ ہو گئی۔۔۔۔کیا وہ اسکے پیچھے

ہوش تک کھو بیٹھی تھی۔۔۔۔

"ا۔۔اگر اسے۔۔اسے کچھ ہو گیا

ہوا۔۔۔۔تو۔۔"وہ جیسے کچھ سن ہی نہیں

رہی تھا۔۔۔

"اسکو کچھ ہونا ہو۔۔مگر ابھی اگر چھوٹے

سائیں لوٹ آئے۔۔۔اور اس طرح آپ

کو دیکھ لیا تو۔۔ آگے آپ شاید سمجھدار ہیں

۔۔" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔

ضرغام خان تب سے نکلا ہوا تھا۔۔۔

کوئی پتا نہیں تھا وہ کدھر گیا تھا۔۔۔

اور کسی بھی وقت آ سکتا تھا۔۔۔

مگر یہ پاگل لڑکی۔۔۔۔

"اندر جائیں زیوا۔۔۔۔" اسکی آواز اونچی ہو گئی۔۔۔

زیوا اب کھڑی۔۔لب کچل رہی تھی۔۔

اسکا سر پھٹ رہا تھا۔۔۔۔

اسکا دماغ جیسے کام کرنا چھوڑ چکا تھا۔۔۔

اسے اب بھی اسی کی فکر تھی۔۔۔

وہ واپس مڑ گئی۔۔۔

وہ اس وقت کہیں نہیں جا سکتی تھی۔۔۔

"وہ۔۔وہ ٹھیک ہو گا۔۔۔۔" سیڑھی پر

قدم رکھتے۔۔اسنے خود کو تسلی دی۔۔۔

"وہ آجائے گا واپس۔۔۔"

مزید اوپر بڑھی۔۔۔۔

"وہ کہیں نہیں جا سکتا۔۔۔۔" اسنے گہرا سانس لیتے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔" دروازہ بند کیا۔۔۔۔اور بیگ ادھر ہی نیچے رکھتے وہ بیڈ کی جانب بڑھی۔۔۔۔

موبائل ایک بار پھر بجنے لگا۔۔۔

مگر اب اس نے نہیں دیکھا۔۔۔

سائیڈ ڈراسے کچھ دوائیاں نکالتے۔۔۔

ہاتھ پر رکھی۔۔۔

گلاس میں جگ سے پانی ڈالا۔۔۔۔

گولیاں نگلتے۔۔

پانی کو گلاس پورا ختم کیا۔۔۔

اور پھر۔۔۔

سر پیچھے کی جانب گرالیا۔۔

ہاتھ سے کانچ کا گلاس گرتے ٹوٹ گیا تھا

اور اب کمرے میں خاموشی تھی۔۔۔

نومبر کی پہلی پہلی صبح اپنی پوری شان کے ساتھ نمودار ہو چکی تھی۔۔۔۔

دھوپ کے ساتھ ہلکی ہلکی ہوا بھی چل رہی تھی۔۔۔۔

درختوں سے پتے۔۔ جڑنے کا وقت

تھا۔۔۔

ہر سو ایک عجیب کشش کا راج تھا۔۔۔

یہ منظر ڈیرے کے ایک کمرے کا

تھا۔۔۔۔

جہاں ہر سو وحشت چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔

بڑی کرسی پر دیکھو تو سگار کا کش

لیتے۔۔۔۔

وہ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ جن کا خوف۔۔ عمر کے اس حصے میں

پہنچنے پر بھی لوگوں کے دلوں میں کم نہیں

ہوا تھا۔۔۔۔

انکی وحشت کی داستان سے کون واقف نہیں تھا۔۔۔ ہر کوئی انکے سیاہ و سفید سے واقف تھا۔۔۔ مگر مسئلہ تھا کہ کوئی انکے خلاف جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔

اس وقت بھی وہ کوئی فیصلہ کئے ہوئے

تھے۔۔۔ان کے سامنے والے صوفے پر

گلفام خان بیٹھا تھا۔۔۔وہ جو جوانی کے دور

سے ساتھی تبا۔۔۔

کچھ ہی فاصلے پر انکے خاص بندے ہاتھ کمر
ہر باندھے۔۔سیدھے کھڑے۔۔حکم کے
انتظار میں

"میں اب اس لڑکی کو اور برداشت نہیں
کر سکتا ہوں۔۔۔۔ضرغام ہاتھوں سے
نکلتا جا رہا ہے۔۔۔اگر ایسا ہی رہا تو وہ اسی کا

ہو جائے گا۔۔۔اور پھر کچھ نہیں بچے

گا۔۔۔۔"انکی بھاری سرد آواز دیواروں

سے ٹکراتی واپس پلٹی تھی۔۔۔

"اس سے اب مجھے بغاوت کی بو آنے لگی

ہے۔۔۔"

۔۔۔گہرا دھواں ہوا کے سپرد کیا۔۔۔

"تو اس میں مشکل کیا ہے۔۔۔ ختم کر دو لڑکی کو۔۔۔ ویسے بھی اس کے آگے پیچھے کوئی بھی تو نہیں ہے جو سوال کرے گا ۔۔"گلفام خان نے حقہ قریب کرتے۔۔۔ آدم خان کو دیکھتے جواب دیا تھا۔۔۔

"یہ سب اتنا آسان نہیں رہا۔۔۔" وہ کسی گہری سوچ میں تھے۔۔۔ "

"لڑکی بیچ دو۔۔" انہوں نے ایک اور حل پیش کیا۔۔۔

"خوبصورت جوان لڑکی ہے۔۔۔۔کوئی بھی منہ مانگی قیمت پر خرید لے گا۔۔۔یا نکاح کروادو کسی سے۔۔۔پیسہ تو الگ آئے گا ساتھ لڑکی سے بھی جان چھوٹ جا گی۔۔۔"انہوں نے مونچھوں کو تاؤ دیتے کہا۔۔

یہ انکا پسندیدہ کام تھا۔۔۔

محفل میں بولی لگانا۔۔۔

آج تک زمینوں کی یا کسی قیمتی چیز کی بولی

لگائی گئی تھی گاؤں میں۔۔۔

اب یہ بھی سہی۔۔۔۔

آدم خان چونکے تھے۔۔۔

"وہ سونے کی چڑیا ہے۔۔" انہوں نے ہنکار بھرا۔۔ "بہت زمینیں ہیں اس لڑکی کے ہاتھ۔۔۔" انہیں بات پسند نہیں آئی تھی۔۔۔

حالانکہ انہیں اسکی زمینوں سے کوئی

غرض نہیں تھی مگر گھاٹے کا سودا۔۔؟ ہر

گز نہیں۔۔۔

"جب یہ بات ساتھ لگاؤ گے تو قیمت

بڑھے گی۔۔۔ دیکھو۔۔۔" وہ سیدھے ہو

کر بیٹھے۔۔۔

"دیکھو۔۔اگر اس زمینوں کے پیچھے جاؤ گے تو لوگ سو باتیں کریں گے۔۔۔۔تم بنا وہ زمینیں لئے۔۔۔انکی قیمت لے سکتے ہو۔۔۔میری مانو۔۔۔لگاؤ بولی۔۔۔" وہ بہلانے لگے۔۔۔اس کے باوجود بھی کہ

آج تک گاؤں میں ایسا کام کبھی نہیں ہوا

تھا۔۔۔

مگر وہ تھی کون۔۔۔؟ونی میں آئی لڑکی

۔۔؟جس سے اب وہ تھک چکے تھے

۔۔۔؟کیا ہی تھا کہ کوئی اسے لے

جاتا۔۔۔؟ہاں نکاح کر لیتا۔۔۔!۔۔۔یا

باندی بنالیتا۔۔۔؟ انکے سر سے تو اتر جاتی

نا۔۔۔

وہ سگار کے گہرے کش لینے لگے۔۔۔

"ضرغام نہیں مانے گا۔۔۔" انہوں نے

نجانے کیوں کہا۔۔۔۔

"اس سے مت پوچھو۔۔۔ کل سوموار کا
دن ہے۔۔ کل وہ شہر جائے گا۔۔ اچھا
وقت ہے اسے نپٹا دو۔۔ تم اچھا ہی سوچ
رہے ہو۔۔۔ جو خریدے گا۔۔ نکاح
کرے گا ادھر ہی جرگے میں۔۔۔ ایسا
شرط رکھو۔۔۔ ایک بار نکاح ہو گیا۔۔۔ تو

بس۔۔۔ضرغام کیا۔۔۔کوئی کچھ بول

نہیں سکے گا۔۔۔"

آوازیں دھیمی پڑنے لگی۔۔۔

وہ پر سوچ نگاہوں سے اب دور کھڑے

حاتم خان کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

"جمال خان۔۔۔مجھے مکمل معلومات چاہیے۔۔۔وہ لڑکا کیسے نکلا۔۔کب نکلا۔۔۔کس نے مدد کی۔۔۔مجھے سب معلومات چاہیے ہیں۔۔۔۔"۔

وہ اپنے سامنے کھڑے۔۔۔پٹھان لڑکے

کو دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

دن کی روشنی ہر سو پھیل چکی تھی۔۔۔

رات آنکھوں میں کٹی تھی۔۔۔۔

جمال خان اسکے ساتھ تھا۔۔۔۔

وہ حیرت زدہ تھا کہ وہ سب لوگ کہاں گئے تھے جو اکثر جازلان کی طرف جاتے تھے۔۔۔

وہ گاؤں کے لوگ نہیں تھے مگر انہیں پیسے دیے جاتے۔۔۔

مگر اب ان میں سے کسی کی کوئی خبر نہیں تھی۔۔۔

کچھ تو تھا جو غلط تھا۔۔۔

ضرغام خان نے کنپٹی مسلی۔۔۔

آنکھیں اب بمشکل ہی کھلی تھی۔۔۔

کل رات بھی تو اس نے آنکھوں میں

گزاری تھی۔۔۔

"حکم سائیں۔۔۔سب ہو جائے

گا۔۔۔"۔۔۔

"ہمم جاؤ اب۔۔۔ کوشش کرو۔۔ جتنی جلدی ہو سکے۔۔۔"

جمال خان پلٹ گیا تھا۔۔۔

وہ ادھر ہی ایک بار پھر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

زیوا اسے جان سے پیاری تھی۔۔۔

کیا وہ اسے دھوکے میں رکھ رہی

تھی۔۔۔؟

اور بالی۔۔۔؟..

وہ جو برسوں سے اسکے ساتھ تھا۔۔۔؟

برسوں تو وہ بھی کسی سے ساتھ رہا تھا۔۔تو

کیا وفا ہی کی۔۔۔؟

تو کیا دھوکہ دینا مشکل تھا۔۔۔؟..

نہیں۔۔۔۔۔!

اس نے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔۔۔۔

سورج کی کرنیں پر سوچھانے لگیں۔۔۔

جب وہ نیند کی وادیوں میں اتر چکا تھا۔۔۔۔

لکڑی کا دروازہ ایک بار پھر زور زور سے پیٹا

جانے لگا تھا۔۔۔۔

بیڈ پر لیٹے وجود میں حرکت ہوئی۔۔۔۔

سبز آنکھیں بمشکل کھلیں۔۔۔

سر تھا کہ درد کی شدت سے بھاری ہو رہا تھا

۔۔۔

اس نے چھت کو دیکھتے۔۔۔

دماغ پر زور دیا۔۔۔

وہ کدھر تھی۔۔۔۔

اور جب گزرے دن کے چند مناظر

گناہوں کے سامنے آئے تو آنکھیں پوری

کی پوری کھل گئی۔۔۔۔

وہ یکدم اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔

دل رگ رگ میں دھڑکنے لگا۔۔۔

اس نے خوفزدہ نگاہوں سے اس دروازے کو دیکھا۔۔۔

جواب بھی پیٹا جا رہا تھا۔۔۔

"ہیلہ۔۔۔۔ اوہیلہ۔۔۔۔ دروازہ کھول۔۔۔۔" یہ گل مینے کی آواز تھی

۔۔۔۔۔وہ نجانے کب سے دروازہ بجا رہی تھی۔۔۔

ہیلہ نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

دھیرے سے بیڈ سے اٹھی۔۔۔

سنہرے بال ہنوز اطراف میں بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

اس نے مدھم پڑتی دھڑکنوں کے سنگ

دروازہ کھولا تو سامنے موجود گل مینے نے

اسے گھورا تھا۔۔۔

وہ بھی اسی کی طرح سیاہ شلوار قمیض میں

ملبوس تھی۔۔۔۔

اس کے ہاتھ میں کچھ تھا۔۔۔

مگر ہیلہ اسکو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

سانس روکے۔۔۔

"جب سے دروازہ بجا رہی ہوں۔۔۔تو ہے کہ سونے سے فرصت نہیں۔۔۔" وہ اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔

ہیلہ نے حلق تر کرتے۔۔۔۔مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔۔

"تیرے لئے ایک خبر ہے۔۔۔" وہ اب قدرے چہک کر بولی تھی۔۔۔۔

"بیٹھ اِدھر۔۔۔" اسکا ہاتھ تھامتے اسے ساتھ بیڈ پر بٹھایا۔۔۔

ہیلہ بس اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اندازہ تو ہو گیا کہ کل کی خبر کسی کو نہیں
ہوئی تھی۔۔۔

دھڑکنیں کچھ معمول پر آنے لگی۔۔۔

"پوچھ تو سہی۔۔۔ کیا خبر ہے۔۔۔ بلکہ۔۔
خبر نہیں۔۔ حکم۔۔۔ مگر تو اسے اس حویلی

سے رہائی کا نام بھی دے سکتی ہے۔۔۔"

اسکی آنکھیں چمک رہیں تھیں۔۔۔۔

ایک ونی کے لیے۔۔اس سے زیادہ اچھی

خبر کیا ہو سکتی تھی کہ اسے آزاد کیا جا رہا تھا

۔۔۔

جبکہ ہیلہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔

بات کا آدھا حصہ بھی اسکے دماغ میں نہیں

بیٹھ پایا تھا۔۔۔

"مطلب۔۔۔۔ "

"آج تیری قسمت کا فیصلہ ہونا ہے ہیلہ

۔۔۔بلآخر تو اس حویلی سے آزاد ہو جائے

گی۔۔۔اور پھر تیری اپنی زندگی

ہو گی۔۔۔تو جانتی ہے کہ ادھر بہت سے

جاگیر دار ہوں گے۔۔۔بہت سے معزز

لوگ۔۔بڑے بڑے خاندان کے۔۔۔

اور پھر تو تو ہے ہی اتنی حسین۔۔۔

دیکھنا۔۔ تیرے نصیب میں کوئی شہزادہ

ہو گا۔۔۔"

وہ بولے جا رہی تھی۔۔۔

اسکی آنکھوں کی چمک بڑھتے جا رہی تھی

۔۔۔

اور ہیلہ۔۔۔۔

اسکو شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس

ہوا۔۔۔۔

"۔۔ک۔۔کیا۔مطلب۔۔۔"اسنے خود

کو بولتے سنا۔۔۔

گل مینے اب کھڑی ہو چکی تھی۔۔۔۔

اس نے ہاتھ میں پکڑے سرخ دوپٹے کو

زبردستی اسکے چہرے پر پھیلایا۔۔۔۔

"کل بڑے سائیں تجھے جرگے میں کے کر

جائیں گے۔۔۔اور وہاں پر تیرا نکاح کسی

بڑی حویلی میں ہو جائے گا۔۔۔اور تو آزاد

اس دنیا سے۔۔۔۔"

چھت کی دیواریں ویسے بھی کمزور تھیں

ہیلہ کو لگا وہ سب اس پر گر گئیں

ہوں۔۔۔۔

چند لمحے لگے اسے بات سمجھنے میں۔۔۔

اور جو سمجھ آیا۔۔۔

اسکا سانس سینے میں ہی روک چکا تھا۔۔۔

برسوں بعد کوئی دوسرا رنگ اسکو پہنایا گیا

۔۔۔

اور ہیلہ کو لگا۔۔۔

وہ سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔۔

اسکا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔۔۔

نکاح۔۔۔؟

نکاح کیسے۔۔۔؟

کس سے نکاح۔۔۔؟

اس نے دماغ پر زور دیا۔۔۔

کل کا منظر خواب ہو مگر۔۔۔

نہیں۔۔۔

کل اسکا نکاح ہو چکا تھا۔۔۔

اور پھر یہ سب کیا تھا۔۔۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔" وہ ایکدم کھڑی ہوئی۔۔۔

"ی۔۔۔یہ۔۔۔نہیں ہو سکتا۔۔۔۔"وہ بزیاتی انداز میں چلائی۔۔۔۔

گل مینے نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"ہیلہ تیری زندگی۔۔۔

"م۔۔۔میں۔۔یہ نہیں کر سکتی۔۔۔۔"

وہ ایک بار پھر بڑبڑائی۔۔۔۔

گل مینے کے ماتھے پر ناگواری سے بل

پڑے تھے۔۔۔۔

"دیکھ یہ تیری قسمت ہے۔۔۔اور اسے موقع بھی سمجھ۔۔۔اور احسان مجھ بڑے سائیں کا کہ تیزی سزا ختم ہو رہی ہے۔۔۔ کل جرگہ بیٹھے گا۔۔۔اور بہت لوگ ہوں گے۔۔۔اور جس کی بات مناسب لگی۔۔۔تجھے اس کے ساتھ رخصت کر دیا جائے گا۔۔۔۔"

اور سر اب زور زور سے نفی میں ہلا رہا تھا

اسنے گھبراتے ہوئے خود سے وہ دوپٹہ

نوچتے۔۔۔دور پھینکا۔۔۔۔

پورا وجود جیسے زلزلوں کی زد میں تھا۔۔۔

اسے جرگے میں کے جایا جاتا۔۔؟

اسے سب کے سامنے پیش کیا جاتا۔۔۔؟

اسکی زات پر تبصرے کیے جاتے۔۔۔؟

اور پھر کوئی آتا۔۔۔۔

کوئی بھی اسے کے جاتا۔۔۔؟

کے جاتا۔۔۔؟

کیسے کے جاتا۔۔۔؟

وہ کسی کے نکاح میں تھی۔۔۔۔

اسے دم گھٹتا محسوس ہوا۔۔۔۔

اسنے بے ساختہ گردن پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔

گل مینے اب سرد نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

آخر کون تھا اس حویلی میں اسکی زات سے

خوش۔۔۔۔؟

"م۔۔۔میں۔۔ایسا۔۔۔ن۔۔۔

"پوچھا نہیں جارہا ہیلہ۔۔ یہاں پوچھا کسی سے نہیں جاتا ہے۔۔۔ بہتر ہے کہ۔ صبح کے لیے خود کو تیار کرلے۔۔۔" اسکے چہرے پر اب پہلے والی چمک نہیں تھی ۔۔۔ عجیب سرد مہری تھی۔۔۔۔

جسم سے جان نکلی تو وہ ادھر ہی بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔

گل مینے کئی لمحے اسے دیکھتی گئی۔۔۔۔

وہ اسے ہوش میں نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

عجیب لڑکی تھی۔۔۔

رہائی پر خوش نہیں تھی۔۔۔؟

اس نے تاسف سے سوچا۔۔۔۔

اور مڑ گئی۔۔۔۔

اسے اتنے کا ہی حکم تھا۔۔۔

ابھی وہ دروازے سے نکلتی کہ اسے رکنا

پڑا۔۔۔

"ا۔۔۔اور۔۔۔۔ضرغام سائیں۔۔۔۔"

جھکی دیواروں نے سنا۔۔۔۔

اور گردن جھکالی۔۔۔

نجانے اس نے کیوں پوچھا۔۔۔۔

گل مینے مڑی تھی۔۔۔۔

اسکے چہرے پر استہزاء وطنز سے بھرپور مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔۔

"چھوٹے سائیں کا ہی فیصلہ ہے۔۔۔ آخر کب تک تیرے نام کی سیاہی لئے پھیریں گے۔۔۔ وہ اس سلطنت کے حاکم ہیں اور تو کنیز۔۔۔ بھر گیا دل کنیز سے۔۔۔۔"

وہ باہر نکلی۔۔۔

دروازہ ایک تیز آواز کے ساتھ بند

ہوا۔۔۔

اور پھر تالہ لگنے کی آواز۔۔۔۔

کمرے میں دیکھو تو جیسے کسی نے اس وجود

سے سارا خون نچوڑ لیا تھا۔۔۔

جیسے کسی نے حلق میں ہاتھ ڈالتے۔۔۔

سینے میں کچھ گھونپ دیا تھا۔۔۔۔

وہ پتھرا کہ رہ گئی۔۔۔۔

اسنے تو کل نکاح میں لیا تھا۔۔۔؟

کل ہی تو اس نے اسے اپنا نام دیا تھا۔۔۔؟

اور آج۔۔۔؟

آج وہ اسکا سارے گاؤں میں تماشا لگا رہا تھا

۔۔۔؟

وہ اسکے نکاح میں تھی۔۔۔اور وہ اسکے

لیے نئے مرد دیکھ رہا تھا۔۔۔؟

وہ اسے یوں در گور کر رہا تھا۔۔۔؟

وہ ایسے اسے سزا دے رہا تھا۔۔۔؟

مگر کیسے۔۔۔؟

اگر نکاح سے پہلے وہ ایسا کچھ کرتا تو وہ شاید

سمجھ پاتی۔۔۔

مگر اپنے نکاح میں موجود لڑکی کی وہ بولی لگا

رہا تھا۔۔۔؟

اسے مجمعے کے سامنے۔۔۔ تبصروں کے

لیے لا رہا تھا۔۔۔؟

اسکا سر پھٹنے لگا۔۔۔

کئی لمحے کو ساکن رہی۔۔۔

جسم۔۔سے جیسے جان کسی نے کھینچ لی۔۔۔

مگر پھر کئی لمحوں کے بعد وہ اٹھی۔۔۔

اب وہ دروازہ پیٹ رہی تھی۔۔۔

وہ واسطے دے رہی تھی۔۔۔

وہ برسوں بعد۔۔ چیخ چیخ کر رو رہی

تھی۔۔۔

بلا رہی تھی کسی کو۔۔۔

وہ بتا رہی تھی کہ وہ کسی کے نکاح میں تھی

مگر دوسری جانب موت سی خاموشی چھائی

رہی۔۔۔۔

کوئی نہیں تھا سننے والا۔۔۔

سرخ دوپٹہ پیروں کی زینت بن چکا

تھا۔۔۔

اور پھر وہ تھکتا وجود۔۔۔

بے جان ہوتے ادھر ہی نیچے گرا۔۔۔۔

مگر ہاتھ دھیرے دھیرے دروازے کو چھو

رہا تھا۔۔۔

لب ہل رہے تھے۔۔۔۔۔

سسکیاں صرف دیواروں کے کانوں تک

ہی پہنچ پا رہیں تھیں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

زیوا حیرت و پریشانی سے ایک ایک چیز

۔۔۔ایک۔ایک۔کمرہ کوئی تیسری بار دیکھ

چکی تھی۔۔۔

اسے یقین ہو گیا کہ وہ کہیں نہیں تھا مگر پھر

بھی وہ بار بار۔۔کمرہ کھول کر دیکھتی۔۔۔

تیمور۔۔۔اور شہلہ اب اسے تاسف سے

دیکھ رہے تھے۔۔۔

اس نے اخروٹ رنگ کی کھلی قمیض اور کھلا

ٹراؤزر پہنے رکھا تھا۔۔۔

بالوں کو آگے سے لیتے۔۔ پیچھے باندھنے کی کوشش کی گئی تھی مگر وہ اتنے چھوٹے تھے ۔۔چہرہ پر آتے بکھر گئے۔۔۔

اسکا چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔۔۔

وہ وہ یہاں کس طرح اور کس حالت میں آئی تھی یہ وہی جانتی تھی۔۔۔۔

اسے امید تھی کہ وہ جدھر بھی ہو اواپس آجائے گا مگر۔۔۔۔

"زیوا۔۔وہ چلا گیا ہے۔۔۔وہ مکمل طور پر ٹھیک ہو چکا تھا۔۔۔وہ شاید اسی انتظار میں تھا۔۔۔"شہلہ نے ایک بار پھر اسے

سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ جیسے سن کی نہیں رہی تھی۔۔۔

"شہلہ۔۔۔۔ا۔۔اگر اسے کچھ ہو گیا۔۔ہوا۔۔۔تو۔۔۔"وہ کہیں نہیں جا سکتا تھا اسے نجانے کیوں یقین تھا۔۔۔۔

شہلہ نے اب خفگی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"زیوا۔۔ تم ابھی بھی یہی سوچ رہی

ہو۔۔۔

جس طرح تم نے بتا رکھا ہے۔۔۔وہ آزاد

ہو گیا تمہیں اپنے خاندان والوں کا سوچنا

چاہیے یار۔۔۔"وہ انکی بہت اچھی دوست تھی۔۔۔

اور کئی بار انکی مشکل میں کام۔آئی تھی

۔۔مگر اب۔۔۔اب یہ زیادہ ہو رہا تھا

۔۔۔۔

"تیمور۔۔۔تم ایک بار۔۔پھر۔۔۔

"میں کل شام سے ہر جگہ۔۔ہر ہاسپٹل

۔۔ایک ایک جگہ دیکھ چکا ہوں زیوا۔۔۔

تمہیں پہلے سوچنا چاہیے تھا تم نے اسے

یوں آزاد رکھے رکھا۔۔۔حالانکہ میں نے

تمہیں کئی بار سمجھایا تھا۔۔۔مگر تمہاری

آنکھوں پر محبت کی پٹی بندھی ہوئی تھی

۔۔۔ تمہیں کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔۔

اور نا آرہا ہے۔۔۔ مگر سوری ٹو سے

بٹ۔۔۔ وہ ایک دھوکا تھا۔۔ دھوکہ دے

گیا ہے۔۔۔ اس نے اچھی طرح اور پوری

طرح تمہارا فائدہ اٹھایا۔۔۔ اب دعا

کرو۔۔ کسی گاڑی کے نیچے آئے اور کہانی

ختم ہو اسکی۔۔۔ "اسکی بس ہو گئی۔۔۔

زیوا اُدھر ہی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

وہ دھوکہ نہیں تھا۔۔۔

اس نے اسے استعمال نہیں کیا۔۔۔

وہ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

ہاں اس نے کبھی پسندیدگی کا اظہار نہیں کیا۔۔۔

مگر وہ اسکا فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔۔۔

چہرہ آنسوؤں سے بھرتا گیا۔۔۔

سسکیاں گھونجتی گئی تھی۔۔۔

حویلی میں ایک قیامت آئی تھی اور اب

یہ۔۔۔

سب اسکی برداشت سے باہر ہوتا جارہا تھا

وہ سر گھٹنوں میں چھپائے۔۔۔

اب باقاعدہ تو رہی تھی۔۔۔

جبکہ وہ دنوں کھڑے اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

جس کی گردن غرور سے تنی رہتی۔۔۔

جو سجی سنوری رہتی تھی۔۔۔

جو زندگی سے بھرپور تھی۔۔۔۔

مگر جب اسے وہ اس شخص سے ملی۔۔

وہ اپنی ساری چمک کھوتی۔۔

مرجھا گئی تھی۔۔۔

وہ دونوں اب اسکی جانب بڑھ رہے تھے

اگلی صبح نہایت روشن تھی۔۔۔

آج جیسے سورج بھی سب جھلسا دینے کو

تیار تھا۔۔۔۔

یہ منظر حویلی کی پچھلی جانب کا تھا۔۔۔

جہاں سب ملازمیں کے لیے کمرے بنے

ہوئے تھے۔۔۔

چھوٹے چھوٹے کمرے۔۔۔

جن کے دروازے لکڑی کے تھے۔۔۔۔

وہ دیکھنے سے کافی پرانے معلوم ہوتے مگر

جب دور سے انہیں دیکھا جاتا تو وہ حویلی کی

خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتے معلوم

ہوتے تھے۔۔۔

ایسے میں دو اونچے لمبے مرد اس لڑکی کو بار

بار باہر آنے کا کہہ رہے تھے جو دروازے

کے پیچھے۔۔۔سانس روکے کھڑی تھی۔۔

سبز آنکھیں رو رو کر سوجھ چکی تھی۔۔

سنہرے بال اطراف میں بکھرے ہوئے

تھے۔۔۔

پوری رات تو رو کر گزاری۔۔۔

بنا کچھ کھائے پیئے۔۔۔

جسم بمشکل گرنے سے بچا رکھا تھا۔۔۔

سانس جیسے رک رک کر آ رہا تھا۔۔۔

اسنے پوری رات دعا کی کہ صبح نا ہو۔۔۔

صبح ہو تو یہ سب خواب ہو۔۔۔

مگر صبح بھی ہوئی اور حقیقت ایک بار پھر

منہ کھولے اسے نگلنے کو تیار کھڑی تھی

پہلے دروازا باہر سے بند تھا۔۔۔

اب اسنے اندر سے بند کر دیا تھا۔۔۔

اس سے زیادہ وہ شاید کوئی احتیاطی تدابیر
اختیار نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔
اور اگلے ہی لمحے میں وہ دروازے کو زور
زور سے دھکا دے رہے تھے۔۔۔

اندر موجود وجود۔۔

ایکدم پیچھے ہوا۔۔۔

اور اب وہ خوفزدہ نگاہوں سے دروازہ دیکھ

رہی تھی۔۔جو کسی بھی وقت ٹوٹ سکتا

تھا۔۔۔۔

اس نے بمشکل۔۔۔۔

دوپٹہ کندھے پر پھیلایا۔۔۔

ایک لمحے کو بھی نگاہیں نا ہلیں۔۔۔

اور پھر وہی ہوا۔۔۔۔

دروازہ ٹوٹ چکا تھا۔۔۔۔

وہ دونوں اب اسکی جانب بڑھ رہے تھے

۔۔۔۔

انکے چہرے سپاٹ تھے۔۔۔

ایسے جیسے وہ انسان نہ ہوں۔۔۔۔

جیسے احساسات سے ناواقف ہوں۔۔۔

ہیلہ نے بھاگنا چاہا۔۔۔

مگر اسی وقت مسرت اندر داخل ہوئی تھی

۔۔۔

اسکے چہرے پر عجیب فتح مندی سے

جزبات تھے۔۔۔۔

"بی بی۔۔۔اسکو گاڑی میں بیٹھا

جلدی۔۔۔

ہمارا وقت برباد کر رہا ہے یہ۔۔۔" ان میں

سے ایک شخص اب ناگواری سے بولا

تھا۔۔۔

وہ اسے چھو نہیں سکتے تھے۔۔۔۔

حالانکہ آدم خان کی جانب سے انہیں حکم تھا کہ جیسے مرضی اسے لے آئیں مگر وہ لڑکی۔۔۔۔

نام نہاد ہی سہی مگر اسے ضرغام خان کا کہا جاتا تھا۔۔۔

مسرت نے آگے بڑھتے۔۔اسکا بازو

دبوچا۔۔۔۔

وہ ہوش میں آئی تھی۔۔۔

وہ اب اس سے منت کر رہی تھی مگر۔۔۔

وہ اسے کھینچ کر باہر لا رہی تھی۔۔۔۔

حویلی کی دیواروں نے ایک بار پھر چند

سالوں والا منظر دیکھا۔۔۔

تب اسے لایا جارہا تھا۔۔

اور اب۔۔

نکالا جارہا تھا۔۔۔

اور پھر دوپٹہ اس وجود سے اترا۔۔۔

اور مٹی سے تر ہو گیا۔۔۔

مگر مسرت رکی نہیں تھی۔۔۔

اسے کھینچتے۔۔بے دردی سے گاڑی کے

اندر پھینکا اور دروازہ اتنی ہی تیزی سے بند

کیا تھا۔۔۔۔

ان دونوں نے اپنی جگہ سنبھالی۔۔۔

اور گاڑی حویلی کی دہلیز پار کر چکی تھی

۔۔۔۔

حویلی کے دروازے پر کھڑی فوزیہ بیگم

نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔۔۔۔

اور پھر انکے چہرے پر مکرو مسکراہٹ چھا گئی تھی۔۔۔۔

حویلی اب اسکے وجود سے پاک تھی۔۔۔۔

"اس لڑکی کا سب سامان جلا دو۔۔۔ حویلی میں اس سے جڑی کوئی چیز نا بچے۔۔۔ "

انہوں نے حکم جاری کیا تھا۔۔

"معزرت سائیں۔۔۔ مگر میرا خیال ہے
کہ بڑے سائیں کو اب اسکا علم ہونا چاہیے
۔۔۔ جازلان جتوئی کی آزادی کسی بھی
وقت نئی بربادی لا سکتی ہے۔۔۔" جمال

خان ہاتھ باندھنے۔۔۔ادب سے بولا

تھا۔۔۔۔

دوراتیں گزر گئیں تھی ضرغام خان کی

آنکھوں میں۔۔۔

اس کے بندے پر جگہ پھیلے ہوئے تھے

۔۔۔۔

مگر جازلان جتوئی کی مزید کوئی خبر نہیں مل سکی تھی۔۔۔

ضرغام نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔۔

بات اسکی ٹھیک تھی۔۔

یہ بات کب تک چھپی رہ سکتی تھی۔۔۔

"ہمم میں دیکھتا ہوں۔۔۔۔" اسنے گہرا سانس لیا۔۔۔

"تم۔اپنی پوری کوشش جاری رکھو۔۔۔ جیسے ہی کوئی اطلاع ملے۔۔۔مجھے فوراً بتاؤ ۔۔۔" وہ اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

دن چڑھ آیا تھا۔۔۔۔

دو دن اسکے اِدھر ہی گزرے تھے۔۔۔

وہ باہر نکلا تو جمال خان اسکے پیچھے تھا۔۔۔

"آج ڈیرے پر کوئی نہیں ہے۔۔ خیریت

"۔۔۔

آج اسے شہر کے لیے نکلنا تھا مگر اس سے پہلے وہ حویلی جانا چاہتا تھا۔۔۔

مگر ڈیرے پر چھائی خاموشی سے وہ چونکا ضرور تھا۔۔۔۔

آدم خان کا زیادہ وقت ادھر ہی گزرتا تھا۔۔۔

انکے پرانے ساتھی۔۔۔

سب ادھر ہی ہوتے مگر آج خاموشی

تھی۔۔۔

"وہ آج کوئی اہم جرگہ تھا۔۔۔سب ادھر

ہی گئے ہوئے ہیں۔۔" جمال خان نے

جیپ کی چابی اسے پکڑاتے ہوئے کہا۔۔۔

ضرغام خان نے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

اسے کوئی ایسا معاملہ یاد نا آیا جس پر جرگہ

بیٹھنا تھا۔۔۔

اور آج تو پیر کا دن تھا۔۔۔

وہ۔ پیر کے دن اکثر شہر جاتا۔۔۔

اور منگل کی شام ہی لوٹتا تھا۔۔۔۔

اور ان دنوں کوئی جرگہ نار کھا جاتا۔۔۔۔

پھر یہ کون سا جرگہ تھا۔۔۔

اسکی خبر اس سے پوشیدہ رکھی گئی

اس نے سر جھٹکا۔۔۔

اور جیپ میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔

ارادہ بدل چکا تھا۔۔۔

اب وہ ادھر ہی جا رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

سفید داڑھیوں والے بزرگ۔۔۔ شلوار

قمیض اور واسکٹوں میں ملبوس

جاگیر دار۔۔۔

اور چاروں طرف کھڑے بندوق تھامے

نوجوان ـــ سب کچھ ایک جاگیر دارانہ نظام

کی کھلی تصویر تھا۔۔۔۔۔۔

ہوا میں مٹی اور اقتدار کی بو رچی ہوئی تھی۔۔۔۔

سرد و سپاٹ چہرہ۔۔ آنکھوں میں غرور اور مونچھوں میں عمر بھر کی رعونت۔۔۔۔

وہ اس گاؤں کا نامی جاگیر دار آدم خان

تھا۔۔۔جس کی بات قانون سمجھی جاتی

تھی۔۔۔۔

بے تحاشا دولت۔۔۔زمینوں کا مالک۔۔۔۔

وہ سب سے امیر جاگیر دار مانا جاتا تھا۔۔

اس وقت بھی اسی کی حکم کی بدولت یہ

جرگہ بیٹھایا گیا تھا۔۔۔

کئی معزز جاگیر داروں نے شرکت کا شرف

بخشا تھا۔۔۔

جرگہ شروع ہو چکا تھا۔۔۔۔

ہر کوئی اس لڑکی کی ایک جھلک دیکھنے کے

بعد اب بے تاب بیٹھا تھا۔۔۔۔

سب کو بتا دیا گیا تھا کہ وہ ایک سونے کی

چڑیا تھی۔۔۔۔

رنگ یہ دیا گیا کہ قمیت ان جگہوں کی لی

جانی تھی جو کہ اس کے ساتھ جاتیں۔۔۔

مگر اس وقت کوئی زمینوں کو نا دیکھ رہا تھا

۔۔۔۔

سب اس پری وش کو پانے کے لیے اب

بولی لگائے جا رہے تھے۔۔۔

"پچاس لاکھ۔۔۔۔" اب کہ کسی

دوسرے وڈیرے نے قیمت لگائی تھی

۔۔۔۔۔۔

سب لوگ جمع تھے۔۔۔۔اونچے اونچے

درختوں کے سائے کے درمیان کرسیاں

اور چارپائیاں لگائے۔۔۔۔۔۔

یہاں آج کسی زمین یا چیز کی نہیں بلکہ ایک

جیتی جاگتی لڑکی کی بولی لگائی جارہی تھی

۔۔۔بس رنگ کچھ بدل دیا گیا تھا۔۔

۔۔وہ لڑکی جس نے اپنے گھر عزت و محبت کے سال۔۔۔۔چند ہی سہی۔۔۔۔ مگر سکون سے گزارے تھے۔۔۔۔

مگر آج۔۔۔۔ آج یہاں لوگ اسکی قیمت لگانے جمع تھے۔۔۔

وہ لوگ جو کل تک اسکے باپ کے آگے

پیچھے گھومتے تھے۔۔۔وہ لوگ جو انکے

خاندان کی کسی عورت کی جانب نگاہ تک نا

اٹھا سکتے تھے۔۔۔

اور وہ دور ایک جیپ میں۔۔۔۔رسیوں

سے جھکڑے ہاتھ اور منہ پر لگی ٹیپ کے

ساتھ۔۔۔۔ بیٹھی۔۔۔ اپنی قسمت ہر

آنسو بہا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ دن بھی

آنا تھا۔۔۔۔ اس نے یہاں تک تو کبھی

سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔

"ساٹھ لاکھ۔۔۔۔" دوسرے شخص کی

آواز تھی۔۔۔۔ بڑی بڑی مونچھیں اور

لمبی داڑھی۔۔۔۔ایک اور عزت دار شخص۔۔۔۔

آدم خان مونچھوں کو تاؤ دیتے۔۔۔سب کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اسی دوران کچھ فاصلے پر ایک دھول اڑاتی

سیاہ جیپ رکی۔۔اور ساتھ ہی وہ باہر نکلا تھا

۔۔۔

سفید کاٹن کی شلوار قمیض پہنے۔۔۔۔شال

کندھوں کے گرد پھلائے۔۔وہ قدرے

حیرانگی سے اس بھرے مجمع کو دیکھتا ہوا

آرہا تھا۔۔۔

اتنے لوگ کس جرگے کے لیے جمع ہوئے

تھے۔۔؟

ایسا تو کسی بڑے جرگے یا فیصلے کے دن ہی

ہوا کرتا تھا۔۔۔

وہ گہری نگاہ سب پر ڈالتے۔۔۔اب انکی

جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

اسی جیپ سے وہ گارڑ نکلتے جیپ کے

ساتھ کھڑے ہو چکے تھے۔۔۔۔

"تین کروڑ رکھو سائیں۔۔۔اور اسے

میرے ساتھ روانہ کرتے۔۔۔۔یہ معاملہ

یہاں ہی ختم کرو۔۔۔"ایک دوسرا شخص

اٹھا۔۔۔اور قدرے اونچی آواز میں بولا

تھا۔۔۔وہ شاید اکتا گیا تھا مگر اس سونے کی

چڑیا سے ہاتھ دھونا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔

ضرغام خان اب آکر آدم خان کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھا۔۔۔۔اور ایک نظر ان لوگوں پر اور پھر اپنے باپ پر ڈالتے صورتحال سمجھنے کی کوشش کی۔۔۔

جو اسے دیکھتے شاید ایک پل کو گڑبڑا گئے تھے۔۔۔ مگر پھر سنبھل گئے

۔۔ بھرے مجمع میں وہ کیا کہہ سکتا تھا۔۔۔

اس لڑکی کے لیے جسے اس نے خود مارنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

وہ۔ جسکا وہ خود دشمن تھا۔۔۔

ضرغام خان نے نگاہیں پھیرتے چاروں طرف دیکھا۔۔۔

اور وہ سمجھ گیا۔۔۔

اسکے باپ کا پسندیدہ کام تھا بولی لگانا۔۔۔۔

کبھی کسی زمین کی تو کبھی کسی قدیم قیمتی چیز

کی۔۔۔۔یقیناً پھر وہی سب ہو گا۔۔۔۔

سر پر کیا تلوار لٹکی ہوئی تھی اور اسکا

باپ۔۔۔

اس کو یہاں آنا بیکار لگا۔۔۔

اس نے کنپٹی مسلتے۔۔ چہرہ جھکایا۔۔

جبکہ آدم۔خان اب دلچسپی سے اس شخص کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ آنکھوں میں بے تحاشا غرور بھر آیا۔۔۔

۔۔۔وہ جس شخص کی وجہ سے ایک ہی
عورت نے اسے دو بار ٹھکرایا تھا آج اسکی
بیٹی کی بولی لگائی جا رہی تھی۔۔۔

وہ جو اس سے برسوں پہلے جیتا تھا۔۔۔ آج
اسکو شہہ مات ہوتی تھی۔۔۔

البتہ وہ بات الگ تھی کہ وہ دونوں نفوس

اب منوں مٹی تلے جاسوئے تھے۔۔۔

انہوں نے ہنکار بھرا۔۔۔

۔۔۔۔سب آدم خان کے مطابق ہو رہا تھا

۔۔۔۔اسکا تناسر اسر تن گیا۔۔۔۔۔

"ہمم۔۔۔اجمل خان۔۔۔۔۔۔۔لے آو

اسے۔۔۔۔" انکی آواز سرد و اونچی

۔۔۔۔انہوں نے اپنے خاص ملازم کو آواز

دیتے کہا تھا جو حکم کی تعمیل کی خاطر چند ہی

لمحوں میں دوڑ کھڑی گاڑی کی جانب دوڑا

۔۔۔۔۔

جہاں۔ مجمع میں ایک ہلچل ہوئی۔۔۔

سرگوشیاں بلند ہوئیں۔۔۔

وہیں ضرغام خان نے بھی چونکتے سر اٹھایا

۔۔۔

بے ساختہ نگاہیں سب کی نگاہوں کے

تعاقب میں گھومتی جب منزل کو پہنچی تو

جیسے ساکن رہ گئی تھیں پھر۔۔۔۔۔

وہ لمبا چوڑا شخص اس سنہرے بالوں والی

لڑکی کو بازو سے پکڑے تقریباً گھسیٹتے ہوئے

لا رہا تھا۔۔۔۔

سیاہ لباس میں وہ نازک وجود۔۔۔۔

وہ کسی پردے کے بغیر وجود۔۔۔۔

وہ بے ساختہ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔اسکا۔دماغ

سائیں سائیں کرنے لگا۔۔۔۔ایسا لگا کسی

نے دل مڑھی میں جھکڑ لیا ہو۔۔۔۔

"بس۔۔۔۔میرا خیال ہے کہ اب یہ
کہانی یہاں ختم ہو جانی چاہیے۔۔۔۔یہ
لڑکی ویسے بھی اب ہمارے کام۔کی نہیں
رہی ہے۔۔۔۔حویلی میں کب تک پڑی رہ
سکتی ہے۔۔۔۔جوان لڑکی ہے۔۔تھوڑا
قیمت بس مگر نکاح کر کے دیں گے۔۔

عزت سے رہے گی۔۔" یہ اسکا باپ

تھا۔۔۔جو اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے کہہ

رہا تھا۔۔۔۔

سفاکی سے۔۔۔۔ضرغام کو اب تک سمجھ

نا آئی۔۔۔۔۔یا پھر وہ سمجھنا نہیں چاہ رہا تھا

۔۔۔۔

"۔۔یہ۔۔۔۔۔۔یہ سب کیا ہو رہا ہے

۔۔۔"وہ لڑکی قریب آ رہی تھی۔۔۔یا

زبردستی لایا جا رہا تھا۔۔۔۔وہ فقط اتنا ہی

بول پایا

گردن پر نیلی رگیں مزید اُبھر آئیں

تھیں۔۔۔۔۔

"دیکھو۔۔تم اور میں بھی اسے ختم۔کر دینا چاہتے تھے مگر میں نے اسکے لیے اچھا فیصلہ کیا۔۔۔"وہ اسکی کیفیت سے انجان ۔۔۔۔مغرور لہجے میں بولے۔۔۔۔وہ کسی طرح اسکا بھلا لینا چاہتے تھے۔۔۔

وہ بار بار اسکے دماغ میں تازہ کر رہے تھے

کہ وہ ہی اسے ختم کرنا چاہتا تھا۔۔۔

مگر شاید الفاظ اسکی سمجھ میں نا اتر

سکے۔۔۔وہ شک ہو چکا تھا۔۔

اسی لمحے۔۔۔۔اجمل خان نے دھکا دینے

کے انداز میں اسکا بازو چھوڑا۔۔۔۔۔

اوروہ گرتی چلی گئی تھی اسکے قدموں کے

پاس۔۔۔۔۔۔

دونوں ہاتھ مٹی پر رکھے۔۔۔۔۔اسکے لمبے

گھنے سنہرے بالوں نے نام کا پردہ ڈال دیا

تھا اسکے وجود پر۔۔۔۔

اسنے سر نہیں اٹھایا۔۔۔۔

اور ضرغام خان نگاہیں نہیں ہٹا پایا تھا

۔۔۔۔

"تم قیمت دو۔۔ اور مولوی صاحب کا

انتظام ہے۔۔ لڑکی جلد تمہارے نام ہو

جائے گا مگر قیمت پوری ادا کرنی

ہو گی۔۔۔" آدم خان اب اس شخص کی

جانب مڑا تھا۔۔۔۔ جسکی ہوس زدہ نگاہیں

اس وجود کے پور پور کو چھو رہی تھی

۔۔۔۔۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔۔۔۔میں ابھی ہی

ادا کرتا ہوں اور۔۔۔۔۔وہ بول رہا تھا

کچھ۔۔۔

اس لڑکی نے سر اٹھایا۔۔۔۔۔

دھیرے سے۔۔۔۔۔۔

اور اسے دیکھا۔۔۔۔۔

کیسی نگاہیں تھی۔۔۔۔

حلق میں ہاتھ ڈالتے کسی نے دل باہر نکالا

تھا۔۔۔

وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

کل اس شخص نے اسے برسوں بعد اپنا نام

دیا۔۔۔

اور آج۔۔۔ آج وہ اسے یہاں رسوا کرنے

لے آیا تھا۔۔۔؟

اس نے اچھا بدلہ لیا تھا۔۔۔

وہ بس اسے دیکھے گئی۔۔

یہ عزت تھی جو اس نے اسے دی۔۔۔؟.

ضرغام نے بمشکل نگاہیں ہٹائیں تھیں اس

سے۔۔۔۔اور ارد گرد دیکھا۔۔۔۔ہر

چھوٹا بڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔اس پر

تبصرے کر رہا تھا۔۔۔۔غلیظ گندے

اشارے کر رہا تھا۔۔۔۔۔

انہی میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جن کے

چہرے تاریک پر چکے تھے۔۔۔

وہ جو جانے تھے ضرغام خان کو۔۔۔

اور کون نہیں جانتا تھا کہ وہ لڑکی کون

تھی۔۔۔؟

ضرغام خان کی لڑکی۔۔۔؟

انہوں نے ایک کے بعد دوسری نگاہ اس

پر ناڈالی۔۔۔

یاڈال نہیں پائے تھے۔۔۔۔

اور وہ شخص اسکے باپ کو پیسے دے رہا تھا

اسکے چہرے پر عجیب کمینی خوشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔وہ۔شاید واقف نہیں تھا برسوں پہلے ہوئے فیصلے سے۔۔

دوبارا نگاہیں اس پر آئی۔۔۔۔

جواب چہرہ جھکا چکی تھی۔۔۔

ضرغام خان کو اپنا وجود پورا آگ میں جلتا

محسوس ہوا۔۔۔

اسے لگا کسی نے گھولتا پانی اس پر پھینک دیا

ہو۔۔۔

اسکا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔۔۔

رگیں تن گئی۔۔۔۔

ایسا لگ کہ ابھی پھٹ جائیں گی۔۔۔۔

وہ شخص اب اسکی جانب بڑھ رہا تھا

۔۔۔۔۔

بس لوگ کھڑے تھے۔۔۔۔۔ارد گرد

۔۔۔

آدم خان بازو کمر پر باندھے

۔۔۔۔پوری۔شان سے کھڑے تھے۔۔۔

چند لمحوں میں نکاح ہو جاتا۔۔انہیں کچھ ڈر

تھا ویار کا۔۔۔

مگر اسکی اتنی دیر کی خاموشی کو وہ

رضامندی سمجھتے۔۔

سینہ مزید چوڑا کر گئے۔۔۔

جیت یقیناً انہی کی تھی۔۔۔

ضرغام خان لب بھینچتے۔۔۔

جبڑے تم گئے۔۔۔۔

ہاتھوں کی انگلیوں مٹھی میں قید ہوئیں۔۔

بھوری آنکھیں شدت سے سرخ پرتی

۔۔ سرد ہوئیں۔۔۔۔

اس شخص کا ہاتھ بڑھا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے چھوتا۔۔۔۔۔

یکدم سخت گرفت میں قید ہوا۔۔۔۔۔

ایک پل کو جیسے سب رک گیا۔۔۔۔۔۔

جیسے سارا منظر ساکن ہو گیا تھا۔۔۔۔

لوگ سب چونک گیا۔۔۔۔

آدم خان کے کمر پر باندھے ہاتھ کھل گئے

۔۔۔

اور وہ سنہرے بالوں والی لڑکی۔۔۔۔۔

وہ اب چہرہ اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔

جبکہ اب وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا

۔۔۔اسکی۔ نگاہیں اس بازو پر تھی۔۔۔جو

اسکے ہاتھ کی گرفت میں تھا۔۔۔۔

"پوری۔قمیت دے چکا ہوں ضرغام خان

۔۔۔یہ لڑکی اب میری ہے۔۔۔۔" تین

کروڑ دینے کے بعد اسے یہ مزاحمت کب

بھائی تھی۔۔۔وہ۔ناگوادی سے بولا

تھا۔۔۔۔۔

ضرغام خان نے اسکا بازو شدت سے دور کیا۔۔۔۔اور دوسرے ہاتھ سے اس لڑکی کا بازو پکڑتے اسے کھڑا کیا تھا۔۔۔۔سب پل میں ہوا۔وہ کسی بے جان گڑیا کی طرح کھڑی ہو چکی تھی جب آدم خان تیزی سے آگے آیا تھا۔۔۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔یہ لڑکی اب اسکی

۔۔۔

ساتھ ہی سختی سے اسے کھینچتے۔۔۔ضرغام سے دور کرنا چاہا۔۔۔۔مگر وہ گریباں کے پاس سے اسکی قمیض پکڑ چکی تھی۔۔۔شاید گھبراہٹ میں۔۔۔

"ہاتھ۔۔۔ مت لگانا۔۔۔۔" اسنے تنبی کی

۔۔۔اپنے باپ کی جانب دیکھتے کچھ اس

انداز میں بولا تھا کہ اسکا باپ ساکن رہ گیا

تھا۔۔۔

ایسا باغی لہجہ۔۔۔۔

ایسی بغاوت کی بو۔۔۔۔

ایسی تو پہلے کبھی نا دیکھی تھی۔۔۔۔

"اسکی قیمت کے چکاہوں میں" وہ سنبھل کر بولے۔۔۔۔ورنہ کیا نہیں سمجھ رہے تھے۔۔۔۔

جس کا سر تھا وہی ہوا تھا

ویام بنا اسے دیکھے۔۔۔۔۔

بنا شال خود سے اتارے۔۔۔۔۔

اسکے گرد بھی پھلا رہا تھا۔۔۔۔۔

ایسا منظر۔۔۔۔

سب کی آنکھیں کھلی رہ گئ۔۔۔۔۔

لفظ لبوں پر رہ گئے۔۔۔۔

اسنے چادر ایسے پھیلائی کے کمر پر بکھرے

چند سنہری زلفوں کے علاوہ تقریباً سارا

وجود چھپ گیا تھا۔۔۔۔۔

"یہ کیا۔۔۔۔

"بیوی میری ہے۔۔۔۔ قیمت آپ نے کیسے لگالی۔۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولتا سب کو شل کر گیا تھا۔۔۔۔

اس شخص کے قدم۔۔۔ کئی قدم پیچھے ہوئے۔۔۔۔ ھیلہ نے سانسیں روک لی ۔۔۔۔ مکمل طور پر۔۔

اگر اس نے یہ سب کیا تھا تو اب یہ سب کیا تھا۔۔۔ مگر ابھی وہ کچھ سوچنے سمجھنے کی حالت میں نہیں تھی۔۔

۔۔وہ مکمل چھپی ہوئی تھی اس میں۔۔اس نے بھاری ہوتا سر بے ساختہ ہی اس کے کندھے پر گرا دیا۔اسے اس لمحے فرق

نہیں پڑتا تھا کہ وہ کس حالت میں تھی

۔۔۔اسے بس اتنا پتا تھا وہ انکی نگاہوں سے

اوجھل ہو چکی تھی۔۔۔

اور وہ جس کی پناہوں میں تھی۔۔۔

وہی شاید مسیحا تھا۔۔۔؟

"یہ کیا بکواس۔۔۔۔

"بکواس نہیں۔۔۔۔ حقیقت ہے با

سائیں۔۔ نکاح کر چکا ہوں اس لڑکی سے

۔۔۔اور باخدا اب کسی کی نظر اسکی جانب

اٹھی تو میں اس شخص کو دیکھنے کے قابل

نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔" اسکی آواز

اونچی اور سرد و سپاٹ تھی۔۔۔۔۔

سب ساکن تھے۔۔۔کوئی کیا بولتا کچھ

۔۔۔۔

یہاں تو اسکا اپنا باپ ساکن رہ گیا تھا۔۔۔۔

اتنا بڑا دھوکا۔۔۔۔

ایسی مات۔۔۔۔

انکا دماغ پھٹنے لگا۔۔۔

ضرغام خان پیچھے ہونے لگا تھا اسے لئے

وہ چلا گیا تو جیسے مجمع میں چھایا سکتا جیسے ٹوٹا

تھا۔۔۔

ایک ایک کرتے سب جیسے ہوش میں

آئے۔۔۔

ضرغام خان کی بیوی۔۔۔؟

ضرغام خان کی بیوی کی بولی لگائی گئی۔۔۔؟

اسے جرگے کی زینت بنایا گیا۔۔۔؟

اسکی قیمت لگائی گئی۔۔۔؟

سب پر لرزہ طاری ہو گیا تھا جیسے۔۔۔

اور آدم خان۔۔۔؟

وہ ہنوز ویسے ہی کھڑے رہ گئے۔۔۔

کئی لوگ انکے آس پاس جمع ہونے لگے

تھے۔۔۔؟

کیا وہ اپنی ہی بہو کی بولی لگائے ہوئے

تھے۔۔۔؟

سیاہ جیپ آکر ایک بار پھر اسی حویلی کے سامنے رکی تھی۔۔۔

ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا۔۔۔

ضرغام خان باہر نکلا۔۔۔

پھر کر دوسری جانب آیا۔۔۔

دروازہ کھولا۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔

حویلی کی اونچی شان سے کھڑی دیواروں

نے ایک بار پھر اس سنہرے بالوں والی کو

دیکھا تھا۔۔۔

آنکھوں میں چمک در آئی۔۔۔

وہ اب کہنی سے تھامتے۔۔۔

اس ناتواں وجود کو لئے۔۔۔

دروازہ بند کیا۔۔۔

بنا اسے دیکھے۔۔۔۔

وہ اب اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

وہ بے جان سی اسکے ساتھ کھینچی جا رہی تھی۔۔۔

اونچے دروازے سے وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا۔۔۔۔

تو ایک پل کو لگا۔۔۔ ہر کسی پر کوئی طلسم بکھر گیا۔۔۔

لاؤنج میں کام کرتیں ملازمین ساکن ہوتی۔۔۔ اس منظر کو دیکھ رہیں تھیں

۔۔۔۔

وہ جو بنا کسی کا لحاظ کئے۔۔۔

اسے تھامے ہوئے تھا۔۔۔

فوزیہ بیگم ابھی ہی کمرے سے نکلی
تھی۔۔۔

سامنے کا منظر دیکھتا۔۔۔

جیسے کلیجہ منہ کو آیا۔۔۔۔

یہ۔کیسا۔منظر تھا۔۔۔

ان پر تیزاب انڈیل گیا۔۔۔

وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھی۔۔۔

"ضر۔۔۔۔غام۔۔۔۔۔

اس نے ہاتھ اٹھاتے۔۔۔

انہیں کچھ بھی بولنے سے روکا۔۔۔

وہ اب اسے لئے سیڑھیاں چڑھتے۔۔۔

اپنے کمرے کی۔ جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔۔

کمرے کے پاس آتے۔۔۔

دروازہ کھولا۔۔۔۔

اور اندر داخل ہوتے۔۔۔

اس وجود کو تقریباً بیڈ پر دھکیلا تھا۔۔۔

وہ جیسے بے جان ہو چکی تھی۔۔۔

ذرا مزاحمت نا کی۔۔۔

جس انداز میں گری۔۔

سر اٹھا کر نا دیکھا۔۔۔

ایک نظر اسے دیکھا۔۔۔

اور پھر وہ کمرے سے باہر نکلا۔۔۔

کمرے کو لاک لگاتے۔۔۔

وہ جس طرح آیا تھا۔۔۔

ویسے ہی لوٹ رہا تھا۔۔۔۔

پیچھے سب ہنوز حیرت کا مجسمہ بنے ہوئے

تھے۔۔۔

کمرے کی جانب آؤ تو۔۔۔

وہ لڑکی اوندھے منہ بیڈ پر گری ہوئی تھی

۔۔۔

سنہرے بال عجیب سے انداز میں بکھرے

ہوئے تھے۔۔۔۔

اسکے وجود میں اب بھی کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔۔۔

البتہ آنکھوں سے بہتا۔۔۔ نمکین پانی۔۔۔ کنپٹی سے ہوتا۔۔۔ بالوں میں گم ہوتا جارہا تھا۔۔۔۔

مردان خانے میں اس وقت وہ ٹانگ پر

ٹانگ رکھے۔۔۔

مونچھوں کو تاؤ دیکھتے۔۔۔پر سوچ نگاہوں

سے سامنے لٹکی۔۔بندوق کو دیکھ رہے

تھے۔۔۔

آج کی شکست نے جیسے گردن جھکا دی تھی۔۔۔

سارے گاؤں کے سامنے انکی بے عزتی ہوئی۔۔۔

اور کرنے والا کون تھا۔۔۔؟

انکاں میٹا۔۔۔؟

انکی اکلوتا وارث۔۔؟

اگلا گدی نشین۔۔۔۔؟

ضرغام خان۔۔۔؟

کل تک جس کو وہ اپنا غرور سمجھتے تھے آج

اسی کی وجہ سے گردن جھک گئی تھی۔۔۔

لوگوں کی چہ مگوئیوں سے وہ ناواقف نہیں

تھے۔۔۔۔

وہ سب جانتے تھے۔۔۔۔

یہاں تک کہ انکے قریبی لوگ بھی اس عمل سے ناخوش تھے۔۔۔

وہ اپنے گھر کی عورت کو جرگے میں کیسے لا سکتے تھے۔۔

گھر کی عورت۔۔۔؟

انہوں نے ہنکار بھرا۔۔۔؟

وہ ونی میں آئی۔۔۔۔

دشمن کی بیٹی انکی کچھ نہیں لگ سکتی تھی

۔۔۔۔

پہلے تو انہیں یقین تھا کہ ضرغام خان نے

اسے بچانے کے لیے جھوٹ بولا تھا۔۔۔

مگر ایسا یہ سچ بھی تھا تو انہیں کسی صورت قبول نہیں تھا۔۔۔۔

انہیں وہ لڑکی کسی صورت قبول نہیں تھی۔۔

جس کی صورت انہیں۔۔ اپنی تزلیل یاد دلاتی تھی۔۔۔۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھے کہ۔۔

ایکدم دروازہ کھلا۔۔۔

وہ اندر آیا۔۔۔

اور دروازہ بند ہو گیا۔۔۔

آدم خان نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا

تھا۔۔۔

وہ جس کا قد اب انکے قد سے بڑھ چکا تھا

۔۔

وہ جو ہر حد سے بڑھ چکا تھا۔۔۔

وہ انکے سامنے آکر بیٹھ گیا۔۔۔

بالکل سامنے۔۔۔

وہ دونوں اب ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔

سرد و سپاٹ نگاہوں سے۔۔۔۔

"تم نے آج ہمارا عزت دو کوڑی کا کر دیا۔۔۔" انکی بھاری آواز گونجی تو ضرغام کے چہرے پر استہزاء مسکراہٹ پھیل گئی

اور پھر اگلے ہی پل چہرے سرد ہو گیا۔۔

وہ کچھ آگے ہوا۔۔۔

"عزت میری نیلام کی۔۔۔اور گلہ بھی مجھ سے ہی۔۔۔" اسکی آنکھیں لہو چھلک رہی تھی۔۔۔

ایک پل کو بھی وہ منظر آنکھوں کے سامنے

سے ہٹ نہیں رہا تھا جب اجمل خان نے

اسے سب کے سامنے لاتے پھینکا تھا۔۔۔۔

اسکی بیوی کو۔۔۔؟

اسکی عورت کو۔۔؟

اسکی عزت کو۔۔۔؟

اتنی ہمت۔۔۔؟

اسی کے سامنے۔۔۔؟

"کون سی عزت ضرغام خان۔۔یہ میں بھی جانتا ہوں کہ وہ لڑکی تمہاری بیوی نہیں ہے۔۔۔تم اس کا حسن دیکھ کر دل لگی تو کر سکتے ہو۔۔مگر نام نہیں دے

سکتے۔۔۔"انکی آواز میں نفرت وطنز

تھا۔۔۔

وہ انکا بیٹا تھا۔۔۔

اسے انکی کے نقش قدم پر چلنا تھا۔۔

مٹھی میچتے۔۔۔

اسنے بمشکل خود کو کچھ سخت کہنے سے

روکا۔۔۔۔

"بیوی ناہوتی تو اس وقت میرے کمرے

میں ناہوتی ابا سائیں۔۔۔ "

"اور جیسے میں جانتا نہیں ہُوں کہ وہ کتنے عرصے سے تمہارے کمرے کا راستہ جان چکی ہے۔۔۔"

کسی نے گھولتا پانی اس پر پھینکا۔۔

وہ لب بھینچ گیا۔۔۔

یہ بات تو سچ تھی۔۔

اور وہ اس وقت اسکے نکاح میں نہیں تھی۔۔

اسکی رنگت سرخ ہو گئی۔۔۔

آدم خان نے چہرہ آگے کیا تھا۔۔۔

"اور وہ لڑکی تمہاری عزت۔۔۔ تمہارے نام سے نہیں بلکے۔۔ ضرغام خان کی منظورِ نظر کی حیثیت سے گاؤں کے لوگوں میں مشہور ہے۔۔۔

اور کچھ لوگ اسے تمہاری رکھیل کے نام سے بھی جانتے ہیں۔۔۔۔" نشانہ سہی جگہ لگا۔۔۔

خون چہرے پر جھلک پڑا۔۔۔

آنکھیں سرخ انگار ہو گئیں تھی۔۔۔

آدم خان اب مطمئن ہوتے۔۔

پیچھے ہوئے۔۔

سگار سلگاتے۔۔

لبوں میں دبایا۔۔۔

اور ایک بار کی نظر اس سے ناہٹائی تھی--

جبکہ وہ ساکن ہو گیا---

اس نے ایسا تو نا کبھی سوچا--

اور ناہی سنا تھا---

وہ تو اس لڑکی کو بھول چکا تھا۔۔۔۔

بھولا نا سہی مگر یاد بھی تو نہیں تھی۔۔۔

اور اس انجانی شام جب وہ اسکے سامنے آئی۔۔

جب وہ اسکے حواسوں پر چھائی۔۔

تب تو اسے پتا بھی نہیں تھا کہ وہ کون لڑکی تھی۔۔۔۔

اور جب معلوم ہوا تب اسے وہ صرف اپنی لگی۔۔۔

اور جب احساس ہوا کہ صرف لگنے سے وہ اسکی ہونی نہیں تھی تو اسے نکاح میں لے لیا۔۔۔

اس سب میں اس نے اسکے لیے تو ایسا کچھ نا سوچا۔۔۔

اور اب یہ سب۔۔۔؟

وہ ایکدم اٹھا۔۔

ایسا لگ رہا تھا کہ گھٹن سے سانس بند ہو جائے گا۔۔۔۔

اب اسے یاد آیا کہ وہ کیوں اسے روکتی تھی۔۔۔؟

وہ کیوں ڈرتی تھی اسکے کمرے میں آنے سے۔۔؟

تو وہ یہ سب جانتی تھی۔۔۔

اسکا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔۔۔

کیا کچھ سہتی آئی تھی وہ۔۔۔

اس نے کنپٹی مسلی۔۔۔

نگاہ ادم خان پر گئی۔۔۔

جن کے چہرے پر عجیب سا سکون تھا۔۔۔

اس نے اندر عجیب وحشت چھائی۔۔۔

یہ سکون اسے بری طرح لگا تھا۔۔۔

مگر پھر۔۔۔

اگلے ہی پل۔۔۔

کچھ یاد آتے۔۔اسکے وجیہی چہرے پر

استہزاء مسکراہٹ چھا گئی۔۔

آدم خان چونکے تھے۔۔۔

"اس سب میں تو میں بھول گیا۔۔۔ "

"ایک اہم خبر تھی آپکے لئے۔۔۔"

آدم خان آئیبر واچکاتے اسے دیکھا۔۔۔

اور پھر حویلی کی دیواریں دھل گئیں تھیں

۔۔۔

"جازلان فرار ہو گیا ہے ابا سائیں۔۔۔"

آدم خان کو لگا انہوں نے سننے میں کوئی غلطی کر دی۔۔۔

وہ ایکدم کھڑے ہوئے۔۔۔۔

"ک۔۔کون جازلان۔۔۔ "

وہ دو قدم چل کے انکے سامنے آیا۔۔۔

"جازلان جتوئی۔۔۔۔"

"۔۔ی۔۔یہ کیا بکواس ہے۔۔۔"وہ ایکدم چیخے تھے۔۔۔۔

ضرغام خان کب مزاق کرتا تھا کہ وہ ایک پل کو بھی اسے مزاق سمجھ پاتے۔۔۔

"وہ زندہ تھا۔۔۔اور اب۔۔اب وہ

کدھر ہے اس کا کسی کو نہیں پتا۔۔۔مجھے

امید ہے کہ آپ خیال کریں گے۔۔۔"

آدم خان کو جیسے وحشت نے گھیر لیا۔۔۔

"اور ایک اور بات۔۔۔ہیلہ سے میں

نکاح کر چکا ہوں۔۔۔اور اسکا۔۔ان

لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔اور

میں اسے برسوں پہلے آپکی کچلی انا کی

بھینٹ نہیں چڑھنے دوں گا۔۔۔پہلے آپکو

پتا نہیں تھا تو میں معاف کرتا ہوں۔۔اب

ایسا نہیں ہونا چاہیے ابا سائیں۔۔۔ میں

سب لحاظ بھول جاؤں گا۔۔۔"

وہ بولتا پلٹ گیا۔۔۔

مگر اسکی آواز دیواروں کے علاوہ کوئی نا ان

پایا۔۔۔

آدم خان کو کسی سائے نے اپنی لپیٹ میں

لے لیا تھا۔۔۔۔

" تمہیں۔۔۔۔ ایسی۔۔۔۔ موت دوں گا

۔۔۔ کہ تمہاری رو۔۔۔۔۔ح

۔۔۔۔۔۔۔ کانپ جائے گی۔۔۔۔"

ذ

"اس کے لیے تمہارا زندہ رہنا ضروری ہے

جازلان جتوئی۔۔۔جو کہ ممکن نہیں

۔۔۔"

"۔۔ت۔۔تم تو کیا۔۔۔مجھے کوئی

۔۔۔۔"

"تمہاری موت میرے ہاتھوں

۔۔۔۔۔۔ لکھی ہے آدم خان۔۔۔۔"

"انتظار کرو۔۔۔ میں کب۔۔۔۔ لوٹتا

ہوں۔۔۔"

"نا۔۔۔ ممکن۔۔۔۔" وہ بڑبڑائے۔۔۔۔

اسکے الفاظ کانوں سے گرم سیسے میں مانند

اترتے۔۔انہیں وحشت زدہ کر گئے تھے

۔۔۔

وہ تو ضرغام کو حکم دے چکے تھے کہ اسے

بھی ختم کر دیا جائے۔۔

اور انکی اطلاع کے مطابق وہ آج سے چار

سال پہلے ہی ختم ہو گیا تھا۔۔

تو پھر یہ سب۔۔۔؟

"اجمل خان۔۔۔"

"اجمل خان۔۔۔"

وہ تقریباً چلاتے ہوئے باہر نکلے

تھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

رات گہری ہوتی جارہی تھی۔۔۔ڈیرے

کے اس

کمرے میں اس وقت خاموشی کا راج

تھا۔۔۔

یہ وہ خاموشی تھی جو کسی طوفان کے آنے

سے پہلے فضا میں ٹھہر جاتی ہو۔۔۔

ضرغام کمرے میں اکیلا کھڑا تھا۔۔۔

وہ سیدھا یہاں ہی آ گیا تھا۔۔۔

پورا وجود جیسے ان دیکھی آگ کی لپیٹ

میں تھا۔۔۔

کھڑکی کے پاس کھڑے وہ باہر دیکھ رہا تھا

جہاں۔اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔۔مگر اس

کے اندر اس سے بھی زیادہ گہرا اندھیرا اتر

رہا تھا۔۔۔

وہ۔ جس لڑکی کو وہ اپنا ہوتے ہوئے۔۔

دیکھنے سے۔۔ چھونے سے گھبراتا تھا۔۔

اسے سارے گاؤں نے دیکھا تھا۔۔۔

اسکی تمنا نجانے کس کس انداز میں کی گئ

۔۔۔

وہ بنا کسی پردے کے ان میں بیچ گری

رہی۔۔۔

اور وہ جسے اس نے کبھی میلی نگاہ سے دیکھا

بھی نہیں وہ اس کے نام کی زلت نجانے

کب سے برداشت کر رہی تھی۔۔۔

وہ اپنے لئے گالی سے برتر الفاظ نجانے کب سے سن رہی تھی۔۔۔۔۔

اب اسے سمجھ آئی۔۔۔

اس کے زرا سے قریب ہونے پر وہ کیوں پریشاں ہونے لگتی۔۔۔۔

حالانکہ اس نے کبھی نا بھولی مگر اس کے

زہن میں نجانے کب سے زہر انڈیلا جارہا

تھا کہ وہ شاید اسے ویسا ہی سمجھتی۔۔۔

اسکا سر پھٹنے لگا تھا۔۔۔

وہ فلحال اسکا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

اور ویسے بھی اسے اس وقت کسی اور کا

انتظار تھا۔۔۔اور وہ جس کا اور جس خبر کا

انتظار کر رہا تھا۔۔دل چاہ رہا تھا کہ ناخبر والا

آئے ناخبر۔۔۔

مگر

دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

اور امید ٹوٹ گئی تھی۔۔۔۔

"آجاؤ" سرد آواز ڈیرے کے اس کمرے میں گونجی تھی۔۔۔

جمال خان اندر آیا۔

دروازہ بند کیا۔

"سائیں۔۔۔۔" جمال خان اب ہاتھ کمر پر باندھے ادب سے اس سے کچھ قدم پیچھے کھڑا تھا۔۔۔

" آپکا شک سہی تھا۔۔۔بڑا مشکل ہوا مگر

مل گیا ثبوت۔۔۔ معذرت کے ساتھ

۔۔ مگر جازلان خان کو چھوٹی بی بی نے اپنے

کچھ دوستوں کے ساتھ مل کر وہاں سے

نکالا تھا۔۔ "

ویار کی انگلیاں کھڑکی کے فریم پر سخت ہو گئیں۔

ناخن لکڑی میں گڑ گئے تھے۔۔۔ چہرہ ایسا سپاٹ ہوا کہ اگر جمال خان دیکھ لیتا تو بات جاری نہ کر پاتا۔۔۔ کنپٹی کی رگیں تک ابھرتی واضح ہو چکی تھی۔۔۔

"اور بالی سب جانتا تھا۔۔۔" ایک اور وار ہوا۔۔۔

"جازلان خان تقریباً دو ہفتے پہلے وہاں سے نکالا گیا تھا۔۔۔"

اب ویار نے آہستہ سے گہرا سانس لیا۔

گہرا۔

ٹھنڈا۔

سانس۔۔

"اسے اب کدھر رکھا ہے۔۔یا وہ کدھر
ہے یہ ابھی تک پتا نہیں چل سکا سائیں
۔۔۔مگر امید ہے کہ جلد پتا چل جائے
گا۔۔۔"

"جتنا جلدی ہو سکے اسے ڈھونڈو

جمال۔" حاکم نے بنا مڑے حکم دیا تھا۔۔۔

اور غلام سر جھکاتے۔۔۔ جیسے آیا تھا۔۔۔

ویسے ہی چلا گیا تھا۔۔۔۔

کھڑکی سے باہر تھا تو اب بھی رات کا

اندھیرا مگر منظر بدل چکا تھا۔۔۔۔۔

جازلان جتوئی سے اس کی دوستی تب ہوئی
تھی جب شاید وہ دونوں ہی دوستی کا
مطلب جانتے تھے۔۔۔

پہلے پہل دوستی۔۔ دوستی ہی تھی۔۔۔ مگر
پھر جب اسے پتا چلا کہ وہ کون تھا۔۔۔۔

تب سے دوستی مٹ چکی تھی۔۔۔اب

جازلان کے لیے بھی اسکی نفرت ویسی ہی

تھی جیسی اسکے خاندان کے لیے۔۔۔

اسکے دل و دماغ میں انڈیلی گئی تھی۔۔۔

مگر وہ دونوں ساتھ اب بھی رہتے تھے

وہ سب جاننے کے بعد بھی اسے چھوڑ نہیں

پایا۔۔نا بتا سکا تھا۔۔

وہ اسکا دوست تھا اسنے رہنے دیا۔۔ مگر جو

دل میں تھا وہ نکال نہیں پایا تھا۔۔۔

وقت گزرتا گیا۔۔۔وہ بڑے ہوتے

گئے۔۔۔اب یہ وہ وقت تھا جب اسے

احساس ہوا کہ جازلان یا وہ اس دشمنی کے

زمہ دار نہیں تھے۔۔۔

وہ صاف دل کا تھا۔۔۔ دونوں ہی کہیں نا کہیں چاہتے کہ اس دشمنی کو ختم کر دیا جائے۔۔۔

اب جو نفرت اسکے دل میں جازلان کے لیے تھی۔۔۔

ایک بار پھر ختم ہونے لگی تھی۔۔۔۔

یا نفرت کر ہی نہیں پایا تھا۔۔۔

جوانی کے کئی سال ساتھ گزرے۔۔۔

وہ ہر کام ساتھ کرتے تھے۔۔۔

کر بات۔۔

ہر کام سے واقف تھے۔۔۔۔

مگر پھر کچھ ایسا ہوا کہ کچھ نا بچا۔۔۔

وہ نومبر کی شام تھی۔۔۔

جب حویلی میں کہرام مچ گیا۔۔۔

جب ضوریز خان کی لاش۔۔۔اسکی بیوی

اور بیٹے سمیت حویلی لائی گئی تھی۔۔۔۔

وہ رات ختم نا ہونے والی رات تھی۔۔۔

ہمدان جتوئی نے سالوں کا غبار نکال

دیا۔۔۔

جو نفرت اس طرف سے دلوں میں ڈالی گئی

۔۔۔

جیت گئی تھی۔۔۔۔

وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو چکا تھا۔۔۔

اسے خون کا بدلہ خون ہی چاہیے تھا مگر

آدم خان نے ونی کا مطالبہ کر دیا۔۔۔وہ

بہت چیخا چلایا مگر فیصلہ ہو چکا تھا۔۔۔۔

وہ کسی صورت ایک لڑکی کو بدلے میں

نہیں چاہتا تھا۔۔۔اور جازلان۔۔۔۔۔وہ

ہمدان جتوئی کے ساتھ تھا۔۔۔اس نے

ثابت کر دیا کہ وہ دشمن ہی تھا۔۔

جنازے کے بعد وہ ڈیرے پر چلا گیا تھا

جب اسے جازلان کا فون آیا تھا۔۔۔۔

اس نے اسے وہیں بلا لیا۔۔۔

دل نفرت و بدلے کی آگ میں جل رہا تھا

۔۔۔۔

اور وہ آ گیا۔۔۔

اس نے کوئی پلین نہیں بنایا تھا۔۔

جو ہوا۔۔ ہوتا گیا۔۔۔۔

وہ اسے ایک فلیٹ میں لے آیا تھا۔۔۔۔

اس وقت بالی اسکے ساتھ تھا۔۔۔۔

وہ سب جانتا تھا۔۔۔۔

اسے وہاں ہی چھوڑ کر وہ واپس آ چکا تھا

۔۔۔

بہت کوشش کے بعد بھی وہ اسے مار نہیں

سکا تھا۔۔ اس نے سب آدم خان کے

گوش گزار دیا۔۔۔ مگر وہ لڑکی۔۔۔

وہ جو اس کے نام پر حویلی آگئی۔۔۔

وہ جس کی وجہ سے قاتل بچ گیا۔۔۔

وہ اسے اس حویلی میں برداشت نہیں کر

سکتا تھا۔۔۔۔۔

دماغ نے ویسے بھی کام کرنا جیسے چھوڑ دیا

تھا۔۔۔

زخم بہت گہرا تھا۔۔۔

نفرت بہت گہری تھی۔۔۔

وہ اسی رات اسے مار دینا چاہتا تھا مگر۔۔

شاید اسکی قسمت اچھی تھی۔۔۔

وہ بچ گئی۔۔۔

اسے ہوش آگیا۔۔۔

اور پھر وہ خاموش ہو گیا۔۔۔۔

وہ لڑکی کون تھی۔۔

کیسی تھی۔۔۔

اس نے کبھی نا جانا۔۔۔

فوزیہ بیگم نے اسے بہلایا تھا۔۔۔

وہ کبھی اسکے سامنے نہیں آئے گی۔۔

اور پھر وہ آئی بھی نہیں۔۔۔

نا اس نے کبھی چاہا۔۔

ہاں البتہ دماغ میں کئی بار آدم خان کا جرگے

میں دہرایا گیا جملہ دماغ میں اب بھی محفوظ

تھا۔۔۔

وہ اسکے نام تھی-----

جازلان کے پاس وہ کبھی نا گیا---

کبھی جانا سکا---

انہی دنوں آدم خان نے ہمدان جتوئی اور

فیروز جتوئی پر حویلی میں ہی حملہ

کروایا۔۔۔ جس کے نتیجے میں وہ دونوں تو

ہلاک ہوئے ہی۔۔ ساتھ کئی ملازم بھی

مارے گئے۔۔۔

سب رات کے اندھیرے میں ہوا۔۔

صبح پورا گاؤں جان گیا تھا کہ جتوئی خاندان

کا کوئی فرد نہیں بچا۔۔۔

کہیں نا کہیں سب جانتے تھے مگر ثبوت

کوئی نا چھوڑا گیا۔۔۔

ایسی صورت میں وہ جازلان کو رہا کرنے کا

سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

وہ۔تباہی لاتا۔۔۔

اسے نا چھوڑا جا سکتا تھا۔۔

نامارنے کی سکت تھی۔۔

وہ اس پر خاموشی اختیار کر گیا تھا۔۔۔

ہاں البتہ آدم خان اکثر ادھر جانے لگے

تھے۔۔۔

وہ کیوں جاتے تھے اسنے کبھی جاننے کی

کوشش نہیں کی۔۔۔

ان دنوں ایک دن وہ بالی سے بات کر رہا تھا۔۔جب زیوا سب سن چکی تھی۔۔۔۔

پہلے پہل تو ویار نے اسے بہلایا چاہا مگر وہ سب سن چکی تھی تو کوئی بہانہ کام نا آیا۔۔۔ آخر اسے سب بتانا پڑا تھا۔۔۔

مگر ویار نے اسے سختی سے وہاں جانے سے

منع کر رکھا تھا۔۔۔

وہ۔مان گئی۔۔۔

اب وہ چاروں ہی صرف جانتے تھے کہ

جتوئی خاندان کا ایک فرد زندہ تھا۔۔

آدم خان کے کئی بار کہنے کے باوجود وہ کبھی جازلان جتوئی کو مارنے کی ہمت نا کر سکا۔۔۔

مگر جب دباؤ زیادہ ہونے لگا تو اس نے جازلان جتوئی وہ وہاں سے نکال لیا۔۔۔

اور آدم خان کو یہی بتایا کہ وہ ختم ہو چکا تھا

ہمدان کی موت کے بعد اسے کچھ سکون ملا

تھا مگر جازلان کا اس میں اتنا ہی ہاتھ تھا

ایک کو موت دی۔۔۔

اور قید میں تھا۔۔۔

ایک ساتھ مارا گیا۔۔۔

تین جانوں کے بدلے تین جانیں پوری لی گئی۔۔۔

مگر ایک بار اسکے ذہن میں آیا تھا کہ اب وہ

لڑکی یہاں کیوں تھی۔۔۔؟

وہ جسکا کوئی خونی رشتہ نہیں تھا جتوئی

خاندان سے۔۔۔

آدم خان سے بات کرنے کے نتیجے میں

انہوں نے اسے اس معاملے سے دور رہنے

کا کہہ دیا۔۔۔

ویسے بھی اس لڑکی کا اب اس دنیا میں کوئی

نہیں تھا۔۔۔

اس نے وہ لڑکی پھر کبھی دیکھی بھی نہیں

دیکھی تو پہلے بھی کبھی نہیں تھی۔۔

اندھیرے میں جتنا عکس اسکا دیکھ پایا۔۔۔

وقت نے اسے بھی دھندلا کر دیا۔۔۔

البتہ وہ اسکی تھی۔۔۔

یہ بات دماغ سے نا کبھی نکلی۔۔۔

نا اس نے کبھی اسے مانا۔۔۔

وقت بیتتا گیا۔۔

جب ایک دن اسے پتا چلا کہ آدم خان نے زاتی دشمنی اور صرف انا کی تسکین کے لیے اسے ونی لیا تھا۔۔۔

اسکا دل آدم خان سے خراب ہو گیا۔۔۔

اب ویسے بھی وہ سب دیکھنے لگا تھا۔۔

اب سب سمجھ آنے لگا تھا۔۔۔

آدم خان وقت کے ساتھ ساتھ اپنا مقام

جیسے انکی نظر میں کھوتے جا رہے تھے

۔۔۔۔

انہوں نے ایسی کئی جانیں۔۔

اپنے ذاتی مفاد کی خاطر کے رکھی تھی۔۔۔

مگر وہ بھی کئی لوگوں کی طرح خاموش

رہا۔۔۔

وہ جیسا بھی تھا اسکا باپ تھا۔۔۔

مگر اب وہ انکا ساتھ دینا چھوڑ چکا تھا۔۔۔

جازلان کو لے کر وہ مطمئن تھا۔۔۔

بالی اسکا وفادار تھا۔۔۔

جازلان اس کے حوالے تھا۔۔۔

اور زیوا۔۔۔

وہ یہی جانتا تھا کہ زیوا نے ادھر جانے کی کوشش کبھی نہیں کی تھی۔۔۔

ویسے بھی خون ایک ہی تھا۔۔۔

ایک ہی جیسی نفرت تھی۔۔۔

مگر اب۔۔۔

اب یہ خبر جیسے اسے جھنجھوڑ کر رکھ چکی تھی۔۔۔۔

وہ ان دونوں پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ

کرتا تھا۔۔

اور نتیجتہ۔۔۔

نتیجہ یہ تھا۔۔۔؟

یہ دھوکا۔۔۔؟

جازلان جتوئی نے رہا ہو کر کسی کو نہیں

چھوڑنا تھا۔۔۔

ڈر اسے یہ نہیں تھا کہ وہ کیا بربادی

لاتا۔۔۔

وہ اسے پھر سے اسی قید کی نزر کر سکتا تھا۔

۔۔

مگر پورا گاؤں تو یہی جانتا تھا کہ جازلان جتوئی بھی اس رات مر چکا تھا۔۔۔

سو سب خاموشی اختیار کر گئے۔۔۔

اب جب لوگ جانتے کہ جتوئی خاندان کا ایک وارث زندہ تھا تو پھر اس پر ہاتھ ڈالنا مشکل تھا۔۔۔۔

اور اسکا آزاد رہنا۔۔۔

ایک اور بربادی تھا۔۔۔

دماغ کی نسیں پھٹنے لگیں تھیں۔۔۔۔

زیوا کیسے اسے وہاں سے نکال سکتی تھی

۔۔۔؟

اور سب سے بڑا سوال تھا کہ اس نے ایسا کیا کیوں۔۔۔؟

ان سب سوالوں کے جواب صرف وہی دے سکتی تھی۔۔۔۔

ویار خان نے مڑتے۔۔۔

ٹیبل سے جیپ کی چابی اٹھائی۔۔۔

اور اسکا رخ اب باہر کی جانب تھا۔۔۔۔

اسکا چہرہ خون رنگ کا ہو رہا تھا۔۔۔۔

باہر آکر وہ جیپ میں بیٹھا۔۔۔

اور پھر۔۔۔

رات کے آخری پہر۔۔۔

سیاہ جیپ گاؤں کے کچے روڈ پر دھول

اڑاتی۔۔ نظر آ رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

جیپ آ کر حویلی کے سامنے رکی۔۔۔

اور وہ باہر نکلا تھا۔۔۔۔

غصہ۔و۔پریشانی اتنی تھی کہ دل چاہا جا کر

ابھی ہی اسے جگائے۔۔۔۔

مگر رات کے اس آخری پہر۔۔۔

پوری حویلی سناٹوں میں سائے میں خاموش

تھی۔۔۔

وہ بھی خاموشی سے اوپر کی جانب

بڑھا۔۔۔

اور اسی لمحے دماغ میں کچھ آیا۔۔۔

اب کی قدموں کی رفتار تیز تھی۔۔۔

اسنے جیب سے چابی نکالتے دروازا کھولا

۔۔۔

اندر مکمل طور پر آندھرا چھایا ہوا تھا۔۔۔

اسکے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

دروازہ بند کرتے جیسے ہی لائٹ آن کی تو

ایک پل کو شاید بوکھلا گیا تھا۔۔۔

وہ جس حالت میں اسے چھوڑ کر گیا۔۔۔

وہ اسی طرح گری پڑی تھی۔۔۔

"ہیلہ۔۔۔" تیزی سے اسکی جانب بڑھتے

۔۔۔

اسکے ناتواں وجود کو سیدھا کرتے اسے

پکارا۔۔۔

مگر جیسے ہی اسکے چہرے کو چھوا تو لگا اسنے

آگ کو چھو لیا ہو۔۔۔

وہ شاید بخار کی شدت سے بیہوش ہو گئی

تھی۔۔۔

"ہیلہ۔۔۔۔ آنکھیں کھولو

۔۔۔۔ہیلہ۔۔۔۔" مگر وہاں خاموشی

تھی۔۔۔۔

اسکو پورا وجود تپ رہا تھا۔۔۔۔

اسنے لب بھینچے۔۔۔۔وہ کیسے اسے ایسے

ہی چھوڑ کر جا سکتا تھا۔۔۔

اپنی ہی شال جو اسکے گرد پھیلی ہوئی

تھی۔۔۔

اسے دھیان سے اتارا۔۔۔۔

ایک لمحے کو نگاہوں کو زاویہ بدلا۔۔

مگر وہ سنبھل گیا۔۔۔

وہ اب اسے دھیان سے۔۔بیڈ پر سیدھا لیٹا

چکا تھا۔۔۔۔

ہر پریشانی۔۔ساری تھکن۔۔سب کچھ

جیسے پیچھے رہ گیا۔۔۔۔

وہ بس اب سامنے لیٹی اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

جس کا چہرہ بخار کی حدت سے سرخ ہو چکا تھا۔۔۔

سنہرے بال اطراف میں بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔

چہرے پہ آنسوؤں کے نشان اب بھی

موجود تھے۔۔۔۔

وہ۔۔وہ لڑکی تو نہیں لگ رہی تھی جو دو دن

پہلے اسکے سامنے تھی۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑھاتے۔۔چہرے سے بال

کانوں کے پیچھے کئے۔۔۔

"وہ تمہاری رکھیل کے نام سے مشہور ہے

۔۔۔"کانوں میں کسی نے سیسہ انڈیلا۔۔۔

تو وہ لب بھینچتے۔۔۔جان کھینچ چکا تھا

۔۔۔۔

اگلے کچھ لمحوں بعد وہ اسکے ماتھے پر گیلے

پانی کی پٹی رکھتا ہوا نظر آرہا تھا۔۔۔

بکھرے بال۔۔۔ کپڑوں پر پڑیں سلوٹیں

۔۔۔ نیند و وحشت کے سبب سرخ ہوتی

آنکھیں۔۔۔۔ وہ شخص اس وقت سب

بھولے۔۔۔ رات کے آخری پہر

۔۔۔ اسکی تیمارداری میں لگا تھا۔۔۔۔ جہ

شاید ایسے لفظ تک بھول گئی تھی۔۔۔

کافی دیر بعد جب اسے لگا کہ اب اسکا بخار

کم ہو چکا تھا۔۔۔

تب وہ اسکے وجود پر کمبل ڈالتے۔۔۔۔

کمرے میں موجود سینٹرل ہیٹر آن

کرتے۔۔۔

اپنے آرام دہ کپڑے لیتے۔۔۔

واش روم میں بند ہوا۔۔۔۔

اور جب لوٹا تو باہر چھایا اندھیرے کا راج

ختم ہو چکا تھا۔۔۔۔

وہ اب ٹراؤزر شرٹ میں موجود تھا۔۔۔۔

بال تولیے سے خشک کرتے۔۔۔۔

اب وہ بیڈ کے پاس آیا۔۔۔

نگاہیں اسپر پڑی تو گلے میں کانٹے محسوس

ہوئے تھے۔۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے۔۔۔۔

پردے گراتے۔۔۔

لائٹ بند کرتے۔۔۔۔

وہ اسکے برابر میں لیٹ گیا تھا۔۔۔

اس وقت وہ اتنا تھکا ہوا تھا کہ اگلے چند ہی

لمحوں میں ساری سوچیں دماغ سے

نکلتی۔۔۔

اسے نیند کے حوالے کر چکیں تھیں۔۔۔۔

پردوں کے بیچ سے چند ایک سنہری کرنیں

--

کمرے میں بکھر رہی تھی۔۔۔۔

فوزیہ بیگم اس وقت لاؤنج میں اِدھر سے

اُدھر چکر لگائے جا رہی تھی۔۔۔۔

وہی قیمتی زیور۔۔۔

وہی قیمتی لباس۔۔۔۔

ہاں مگر آج چہرے پر شدید بے چینی

تھی۔۔۔

آدم خان نے کوفت سے اب انہیں دیکھا تھا۔۔۔

"و۔۔وہ کیسے ضرغام کی زندگی میں آسکتی ہے۔۔۔۔وہ پوری رات اسکے کمرے میں رہی ہے۔۔۔ ممجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔میں اس لڑکی کو کسی صورت

برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔"کئی بار کی بولی بات ایک اور بار دہرائی۔۔۔تو آدم خان کھڑے ہو گئے۔۔۔

اس وقت اس سے بڑے مسئلے ان کے سر پر ناچ رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ ابھی وہاں سے اٹھتے کہ سیڑھیوں سے

ضرغام خان اترتا ہوا آیا تھا۔۔۔

وہ ویسے ہی ٹانگ پر ٹانگ رکھتے بیٹھ گئے

۔۔۔

فوزیہ بیگم نے جیسے ہی اسے دیکھا۔۔۔

اسکی جانب لپکی تھی۔۔۔

"ضرغام۔۔۔یہ سب کیا ہے۔۔ "

وہ بے چینی سے اسکو دیکھتے ہوئے بولی

۔۔۔

مگر وہ انہیں نظر انداز کرتا۔۔کچن کی

جانب بڑھا۔۔۔۔

وہ جیسے ساکن رہ گئی۔۔۔

وہ ایسے جب نظر انداز کرتا تھا۔۔۔

"رانو و۔۔۔"

"ج۔۔جی چھوٹے سائیں۔۔۔۔"

وہ بوتل کے جن کی طرح ظاہر ہوئی تھی

"تقریباً گھنٹے بعد ناشتے کی ٹرے بنا کر

میرے کمرے میں کے جانا۔۔۔دودھ

ساتھ یاد سے رکھنا۔۔۔اور تھوڑا ہلکا ناشتہ

بنانا۔۔"

رانو نے ایک نظر فوزیہ بیگم کو دیکھا۔۔۔

"ھ۔۔جی ٹھیک ہے۔۔۔" وہ حیرت پر قابو پاتے۔۔۔ بمشکل بولتے۔۔۔ واپس کچن میں داخل ہوئی جبکہ وہ اب گہرے بھورے رنگ کی کاٹن کی قمیض کے بازو

فولڈ کرتے۔۔۔مڑا کہ فوزیہ بیگم ایک بار پھر اسکے سامنے آئی تھی۔۔۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے ضرغام۔۔۔" انکا دماغ پھٹنے لگا۔۔۔

غرضام نے ایک نظر آدم خان کو دیکھا

"وہی سب ہے جو نظر آرہا ہے اماں سائیں

---رستہ دیں---میں اس وقت کسی

سے بات نہیں کرنا چاہتا--اور نہ آپکی

تزلیل کرنا چاہتا ہوں۔۔جو سب آپنے

کیا۔۔۔"اسکا لہجہ عجب سرد تھا۔۔۔۔

وہ اس وقت شاید کسی کو دیکھنا بھی نہیں

چاہتا تھا۔۔۔

"ضرغام۔۔۔تم نے اس۔۔

"بالکل۔۔میں نے اس سے نکاح کر لیا ہے اور میں بہت واضح الفاظ میں بتا رہا ہوں کہ مجھے اس کے قریب کسی کا سایہ بھی نہیں چاہیئے۔۔کسی کا بھی نہیں ۔۔۔۔"وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔۔۔۔

اندر اس وقت کیا کیا چل رہا تھا۔۔۔

یہ بس وہی جانتا تھا۔۔۔۔

"اس دو کوڑی کی لڑکی سے اس برخوردار نے نکاح کر لیا۔۔۔" کچھ قدم پر کھڑے آدم خان نے نحوست سے کہا تھا۔۔۔

جب اسکا جبڑا تن گیا۔۔۔

وہ ایکدم انکے سامنے آیا تھا۔۔۔

"بالکل وہی دو کوڑی کی لڑکی جسے آپ نے

ہی میرے نام سے جوڑا تھا۔۔۔"

"وہی دو کوڑی کی لڑکی جس کی پوری

زندگی آپ نے صرف اپنی انا کو تسکین

پہنچانے کے لیے برباد کی۔۔۔"

"وہی دو کوڑی کی لڑکی جس کی ماں نے

آپ کو دس بار دھتکارا تھا۔۔۔"

"بالکل وہی لڑکی۔۔۔"

اندر کا غبار یکدم باہر نکلا۔۔۔۔

ایک پل کو سب کچھ ساکن ہو گیا۔۔۔۔

فوزیہ بیگم نے دھل کر اسے دیکھا۔۔۔

جسکا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو گیا

تھا۔۔

چہرے و گردن پر نیلی رگیں اُبھر گئیں

۔۔۔

جبکہ آدم خان۔۔۔

وہ اب سرد پڑتے چہرے کے ساتھ اسے

دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

یہ وہ ضرغام خان نہیں تھا جس پر انہیں

غرور تھا۔۔۔

یہ وہ ضرغام خان بھی نہیں تھا۔۔جو انکے
ایک حکم کا منتظر رہتا۔۔۔

وہ اب انکے قد سے نکل چکا تھا۔۔

"تم ابھی اور اسی وقت اسے طلاق
دیتے۔۔۔اس حویلی سے دفع کروگے

ضرغام خان۔۔۔"انکی آواز سرد تھی۔۔۔۔

اسکے وجہی چہرے پر تمسخرانہ مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔۔

"وہ اب سدا اسی حویلی میں رہے

گی۔۔۔میری بیوی کی حیثیت سے۔۔۔۔

دیکھتا ہوں کون روکتا ہے۔۔۔"

وہ دونوں بالکل آمنے سامنے کھڑے

تھے۔۔۔

آنکھوں میں آنکھیں ڈالے۔۔۔۔

فوزیہ بیگم بے ساختہ انکے درمیان آئی تھی

--

ابھی اس لڑکی کو آئے دو دن نہیں ہوئے

تھے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو سامنے

آ گئے۔۔۔

نفرت مزید گہری ہو گئی۔۔۔

ضرغام خان نے بمشکل گہرا سانس لیتے

۔۔۔

خود کو پر سکون کیا۔۔۔

نجانے زیادہ غصہ تھا کس بات کا۔۔۔۔

"تم۔ جیسی اولاد سے بہتر ہے میرا کوئی بیٹا ہوتا ہی نہ۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں پھیلی بغاوت دیکھتے۔۔۔ سفاکیت سے بولے تو ضرغام خان کے چہرے استہزاء مسکراہٹ چھائی۔۔۔

وہ ایک بار پھر انکے سامنے آیا۔۔۔

بالکل سامنے۔۔۔۔

وہ ابھی بتانا نہیں چاہتا تھا مگر

"آپکی دوسری اولاد بھی آپکے ہاتھ میں نہیں رہی اباسائیں۔۔۔۔ صرف بیٹا نہیں ۔۔۔بدقسمتی سے آپکی بیٹی بھی چھڑا

گھونپ چکی ہے آپکی پشت میں۔۔۔"اسکی آواز دھیمی ہو گئی۔۔۔

آدم خان کے ساتھ ساتھ فوزیہ بیگم بھی چونکی تھی۔۔۔

"ضرغام۔۔۔تم۔۔

"جازلان جتوئی کو آزادی دلانے والی۔۔۔

بدقسمتی سے آپکی ہی بیٹی تھی۔۔۔"

حویلی کی در و دیوار دہل گئیں۔۔۔

آدم خان کو لگا۔۔

کسی نے انہیں بھڑکتی آگ میں جھونک دیا

تھا۔۔۔

فوزیہ بیگم نے حیرت و پریشانی سے بات

سمجھنے کی کوشش کی۔۔۔

مگر وہ بنا مزید کچھ بولے۔۔۔

تیزی سے باہر نکلا تھا۔۔۔

جبکہ آدم خان۔۔۔

وہ جیسے بے جان ہوتے

صوفے پر گرے تھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

باہر آتے اسنے گہرا سانس لیا۔۔۔

وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

وہ پہلے زیوا سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔

مگر۔۔۔

"جمال خان۔۔۔۔" وہ چلایا۔۔۔۔

جمال خان حاضر ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

"بالی کو میرے پاس بھیجو۔۔۔۔"

وہ مردان خانے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

تو جمال خان بھی غائب ہوا تھا۔۔۔۔

اسے آج سے پہلے بالی کو بلانے کی ضرورت

کبھی نہیں پڑی تھی۔۔۔۔۔

وہ ہمیشہ اسکے ساتھ رہتا۔۔۔

وہ اسکا بازو تھا۔۔۔۔

اسکا ناہونا۔۔۔

شدید چھب رہا تھا مگر۔۔۔

دھوکہ۔۔۔۔

کبھی نہیں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

کچھ لمحوں کے بعد والے منظر کو دیکھو تو۔۔

نیلی آنکھوں والا بالی خاموش کھڑا تھا۔۔۔

اسکے ہونٹوں کے پاس سے خون رس رہا تھا

اور گریباں چاک ہو چکا تھا۔۔۔۔

مگر اس نے پھر بھی لبوں پر لگا قفل نا

توڑا۔۔۔۔

"۔مجھے جواب چاہیئے باتور خان۔۔۔۔ "

جھکا سر مزید جھک گیا۔۔۔

وہ اپنا مقام کھو چکا تھا۔۔۔۔

مگر جواب بھی ہنوز خاموشی تھا۔۔۔۔

"تو تم۔۔۔زیوا کو بچا رہے ہو۔۔۔" اسکے

آنکھوں میں مخصوص سفاکیت چھا

گئی۔۔۔

اب کے جھکا سر اٹھا۔۔۔۔

نگاہیں پل بھر کو ملی۔۔۔

اور ویار کا چہرہ سرد پڑ چکا تھا۔۔۔۔

وہ آج تک کیسے بے خبر رہا۔۔۔۔

اسکا روم روم سلگ اٹھا تھا۔۔۔۔

وہ ایک سرد نگاہ اس پر ڈالتے باہر نکلا

تھا۔۔۔۔

بالی نے جھکا سر اٹھایا۔۔۔

بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

اور نے لبوں کے زریعے گہرا سانس لیا

تھا۔۔۔

وہ اپنا مقام کھو چکا تھا۔۔۔

وہ مقام جو اسنے برسوں میں پایا تھا۔۔۔

سنہری کرنیں اب پردوں کی رکاوٹ
چیرتی۔۔کمرے میں مکمل طور پر
بکھرتی۔۔۔

سنہرے بالوں پر پڑتی۔۔۔۔

انہیں اور دلکش بنا رہی تھی۔۔۔۔

پلکوں میں ہلکی سی جنبشِ ہوئی۔۔۔۔

ہاتھ دھیرے سے ہلے۔۔۔۔

پورا وجود جیسے ان جانی پہنچانی خوشبو میں

رچ بس گیا تھا۔۔۔

وہ خوشبو اب اسے جھنجھوڑتے۔۔۔۔

ہوش دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اور شاید کامیاب بھی ہو رہی تھی۔۔۔۔

سبز بڑی بڑی آنکھیں مکمل طور پر کھلیں

۔۔۔

اور کئی لمحے۔۔۔

چھت کو گھورتی رہیں تھیں۔۔۔۔

ہیلہ نے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

کچھ سمجھنے کی کوشش کی۔۔۔

حواس بحال ہونے لگے۔۔۔۔

جانی پہنچانی خوشبو۔۔۔

اس کا دل جیسے بیٹھنے لگا۔۔۔

اور پھر۔۔۔

وہ یکدم اٹھی تھی۔۔۔

سنہرے بال اطراف میں بکھر گئے۔۔۔

اسکی آنکھیں وحشت سے پھیل گئی۔۔۔

ایک ایک منظر نگاہوں کے سامنے آتا

گیا۔۔۔

ضرغام سے ہوا نکاح۔۔۔

گل مینے کا آنا۔۔۔

سرخ دوپٹہ۔۔۔

دو مرد اسے جو گھور رہے تھے۔۔۔

مسرت جو اسے کھینچ کر گاڑی میں پھینک

رہی تھی۔۔۔

اسکے چلانے پر اب وہی مرد اسکے ہاتھ

باندھ رہے تھے۔۔۔۔

منہ پر پٹی باندھی جا رہی تھی۔۔۔۔

پھر وہی پٹی ورسی کھولتے۔۔۔

وہ شخص اسے باہر کر لوگوں کے ہجوم میں

دھکیل رہا تھا۔۔۔

ضرغام خان۔۔۔

اس میں پناہ لینا۔۔۔

اور پھر حویلی لوٹنا۔۔۔

اسکا کمرہ۔۔۔۔

آگے کے منظر اب نا بن سکے۔۔۔

اسکے تیز ہوتی سانسوں کے سنگ۔۔۔

ادھر ادھر دیکھا۔۔۔۔

ہاں یہ وہی کمرہ تھا جہاں وہ پہلے بھی کئی بار آئی تھی۔۔۔

اس نے بے ساختہ گردن کو چھوا۔۔۔

بیڈ کی دوسری جانب دیکھا۔۔۔

چادر پر پڑی سلوٹیں۔۔۔

اسکا رہا سہا سکون بھی غارت کر گئی۔۔۔

وہ تیزی سے بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔

تو کیا وہ یہاں لیٹا تھا۔۔۔

اسکا سانس رکنے لگا۔۔۔

پورا وجود پسینے سے تر ہو گیا۔۔۔۔

اسنے ایک نظر خوف کو دیکھا۔۔۔

اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی جانب لپکی تھی۔۔۔

وہ تھوڑی دیر مزید ادھر رہتی تو شاید

سانس تک جاتا۔۔۔

ابھی دروازہ بجانا شروع کیا ہی تھا کہ۔۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔۔

وہ کئی قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

آنے والی رانو تھی۔۔۔

جو اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اندر آتے دروازا بند کیا۔۔۔

ہاتھ میں پکڑی ٹرے میز پر رکھی۔۔۔

ہیلہ کو جیسے ہوش آیا تھا۔۔۔

"ر۔۔رانو۔۔۔۔" اسنے بے ساختہ

پکارا۔۔۔

اسے لگا وہ برسوں بعد کسی کو دیکھ رہی

ہے۔۔۔

حیثیت بدل چکی تھی۔۔۔

رانو نے نگاہ نا اٹھائی۔۔۔

"چھوٹے سائیں کا حکم ہے کہ۔۔

ت۔۔۔۔ آپ کمرے میں ہی رہیں۔۔۔

ناشتہ رکھ دیا ہے میں نے۔۔ دوائی وہ رکھ

گئے ہیں۔۔۔ لے لینا۔۔۔ چھوٹے سائیں

نے سختی سے منع کیا ہے کہ آپ باہر ہر گز

نہ نکلیں۔۔۔ورنہ آگے کی زمہ دار آپ خود ہوں گی۔۔۔"

وہ کسی طوطے کی طرح۔۔رٹے رٹائے جملے بول رہی تھی جبکہ ہیلہ۔۔۔

وہ حیرت سے گھنگ ہو گئی۔۔۔

اسکا طرزِ مخاطب۔۔۔؟

"رانو۔۔میں ہیلہ۔۔۔وہ ایکدم اسکی

جانب بڑھی۔۔۔۔

مگر اسی لمحے باہر سے شور آنے لگا۔۔۔

اور پھر رانو کی پکاریں۔۔۔

وہ تیزی سے باہر کی جانب بھاگی۔۔۔

جبکہ ہیلہ باہر سے آتی۔۔۔

جانی پہنچانی۔۔۔

غصے سے چنگاری آواز سنتے۔۔۔

ساکن ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

یہ سب کیا ہو رہا تھا۔۔۔

اسکا دماغ سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔

پچھلے دو دنوں میں اسکی زندگی مکمل طور پر
بدل گئی تھی۔۔۔

وہ اندر آیا۔۔۔

اندر سب اسی طرح جامد تھے جیسے وہ چھور کر گیا تھا۔۔۔

وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔

اسکا رخ زیوا کے کمرے کی جانب تھا۔۔۔

فوزیہ بیگم ہوش میں آتے۔۔۔

اسکے پیچھے بھاگی تھی۔۔۔

"زیوا۔۔۔۔"

"زیوا۔۔۔"

"دروازہ کھولو۔۔۔"

وہ غصے کی شدت سے بمشکل آواز قابو کر پا

رہا تھا۔۔۔نیلی نسیں ابھری ہوئی تھی

کمرہ کمرے سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی

"ضر۔۔ضرغام۔۔۔یہ سب کیا

ہے۔۔۔ "

"ووہ تمہاری بہن ہے ضر۔۔غام۔۔۔"

"وہ ڈر جائے گی۔۔۔"

فوزیہ بیگم نے اسے روکنے کی ہزار کوشش

کی مگر بے سود۔۔۔

"رانو۔۔۔

"رانووو۔۔۔

"دوسری چابی لاؤ کمرے کی۔۔۔"

سرد وہ سپاٹ آواز حویلی کی دیواروں سے ہوتی پلٹ رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔

سفید کھلی قمیض اور کھلا ٹراؤزر پہنے۔۔۔

وہ سیاہ بالوں والی لڑکی۔۔۔

کانوں پر ہاتھ رکھے۔۔۔

دروازے سے ساتھ لگی بیٹھی ہوئی تھی

۔۔۔

ہر آواز ہتھوڑے کی مانند سرخ پر بج رہی تھی۔۔۔۔

وہ جانتی تھی یہ وقت آئے گا۔۔۔

وہ جانتی تھی سب جان جائیں گے مگر۔۔۔

مگر اس نے پھر بھی قدم نا موڑے۔۔۔

وہ اسی راہ پر چلی۔۔۔

اور منزل اسے ڈھلا گئی تھی۔۔۔

اس نے صبح سے ابھی تک ہر آواز

سنی۔۔۔

ہر بات سنی۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ آدم خان کو بھی پتا چل گیا

تھا۔۔۔

وہ کئی گھنٹوں سے اسی طرح بیٹھی ہوئی تھی

۔۔۔۔

خوف اسکی جان لے رہا تھا۔۔۔۔

ضرغام پھر کوئی ریاعت کر سکتا تھا مگر آدم

خان۔۔۔۔

جسم سے دوڑتا خون جمنے لگا تھا۔۔۔۔

اور پھر دروازہ کھولنے کی آواز۔۔۔

وہ ایکدم اٹھی۔۔۔۔

اور کئی قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔

دروازہ کھل گیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔

"جواب دو۔۔۔۔وہ ایک بار پھر

چلایا۔۔۔۔وہ اسے مار نہیں سکتا تھا۔۔

وہ اس پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تھا۔۔۔

ورنہ اسکا دل کیا۔۔۔

وہ لڑکی جس کو اس نے پھولوں کی طرح

رکھا۔۔۔

ساری گولیاں اس میں اتار دے۔۔۔

کئی بار پوچھنے پر بھی وہ سر روئے جا رہی

تھی۔۔۔

ضرغام نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

"زیوا۔۔۔میرا بچہ۔۔۔بتاؤ۔۔وہ اب ہے کدھر۔۔۔بس ٹھیک ہے میں اور کچھ نہیں پوچھوں گا۔۔" آواز دھیمی ہو گئی

۔۔۔

فوزیہ بیگم کے سینے سے لگی۔۔۔

زیوا کے رونے میں شدت آئی تھی۔۔

اسکا سر نفی میں ہلنے لگا تھا۔۔۔

"م۔۔۔میں۔۔۔نہیں۔۔جانتی وہ کدھر ہے۔۔۔" اسنے بمشکل جملہ پورا کیا۔۔۔۔

"ضرغام۔۔رحم کرو۔۔۔یہ کچھ نہیں جانتی۔۔۔بہن ہے تمہاری۔۔۔اسکی حالت دیکھو۔۔۔"فوزیہ بیگم کے ہاتھ جوڑنے کی کسر رہ گئی تھی۔۔۔

"یہ سب جانتی ہے۔اماں سائیں۔۔۔یہ سب کچھ جانتی ہے۔۔۔بالی کے ساتھ مل کر اس نے ہی اس **** کو وہاں سے نکالا ہے۔۔اس سے پوچھیں۔۔اس سے آپ پوچھیں۔۔۔ورنہ میں اگلی بار اتنا بھی رحم نہیں کروں گا۔۔۔" وہ دھاڑتے ہوئے

پلٹ گیا تو فوزیہ بیگم نے اسے مزید قریب کیا تھا۔۔۔

وہ اب اونچا اونچا رو رہی تھی۔۔۔

پورا وجود پسینے سے تر ہو گیا تھا۔۔۔۔

ضرغام خان نے آج تک اس سے اونچی

آواز میں بات نہیں کی تھی۔۔۔

اور آج۔۔۔

اسکا ایسا روپ دیکھ کر وہ دہل گئی۔۔۔

وہ کافی دیر روتی رہی تھی۔۔۔

اور جب کافی دیر رونے کے بعد وہ تھک گئی

تو پیچھے ہٹی تھی۔۔۔

اب وہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے۔۔۔۔

بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

جسم جیسے بے جان ہو گیا تھا۔۔۔

"بتاؤ زیوا۔۔۔سب کیا کہہ رہیں ہیں۔۔۔

خدا کے لیے بولو کچھ۔۔۔تم کیسے جانتی ہو

اسے۔۔اور تم نے یہ کیا کیا۔۔۔"کئی بار

دہرایا گیا جملہ۔۔۔

اسکے چہرے پر پر درد مسکراہٹ چھا گئی۔۔

آنکھیں ایک بار پھر برسنے لگیں تھیں

اور جب اسنے بولنا شروع کیا تو دیواروں

نے بھی دم سادلیا تھا۔۔۔

یہ آج سے چار سال پُرانی شام تھی۔۔۔۔

اس منظر میں نظر آتی زیو اخان کے بال

اتنے ہی تھے جتنے حال کے مناظر میں تھے

۔۔۔

جو چیز اضافی تھی وہ اسکی سیاہ آنکھوں کی چمک تھی۔۔۔۔

اس نے زیتون رنگ کی کھلی قمیض پہن رکھی تھی۔۔۔۔

اسکے کالج کے آخری دن چل رہے تھے

ایسے میں اس نے موبائل پر ٹائم دیکھا

تو ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔۔

وہ لیٹ ہو رہی تھی مگر بالی۔۔۔

نجانے وہ کہاں تھا۔۔۔

جب وہ کافی دیر نا آیا تو اسکا رخ مردان

خانے کی جانب ہوا۔۔۔

مگر آندر سے آتی آوازوں نے اسے وہیں

روک لیا تھا۔۔۔

وہ دونوں اندر "جازلان جتوئی" کا ذکر

کر رہے تھے۔۔۔جو انکی قید میں تھا۔۔۔۔

وہ ان ناموں سے واقف تھی۔۔

وہ ایک پل کو گھبرا گئی۔۔۔

پیچھے ہونا چاہا

مگر ہاتھ سے کتاب گر گئی۔۔۔

وہ دونوں اگلے ہی لمحے اسکے سامنے

تھے۔۔۔

پہلے تو وہ بہت گھبرائی مگر پھر اب وہ جاننا

چاہتی تھی کہ وہ کون تھا اور کیوں انکے

پاس تھا۔۔۔

ضرغام خان نے اسے ٹالنا چاہا۔۔ مگر وہ

جب نہیں مانی تو ضرغام نے اسے ساری

بات بتادی۔۔۔

وہ اسی کی بہن تھی۔۔

وہی نفرت اس میں بھی تھی۔۔۔

سب جان لینے کے بعد وہ خاموش ہو گئی

اس نے پھر کبھی اسکا ذکر نا سنانا کیا۔۔۔

جتوئی خاندان اسی کے قابل تھا۔۔۔

وقت گزرتا گیا۔۔

گزرتا گیا۔۔۔

شاید وہ بھول بھی چکی تھی۔۔۔

تین سال مزید گزر گئے۔۔۔۔

وہ اب یونیورسٹی میں تھی۔۔

بالی اب بھی اسکا ڈرائیور تھا۔۔۔

یہ سردیوں کی شام تھی۔۔۔

یونیورسٹی سے واپسی پر ایک تو اسکی حالت خراب تھی دوسرا گاڑی بھی خراب ہو گئی

ضرغام کے کہنے پر بالی اسے شہر والے گھر میں لے آیا تھا۔۔۔

وہ آتے ہی سو گئی۔۔

اور بالی نجانے کہاں چلا گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ اٹھی تو وہاں اسکے علاوہ

کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

وہ کافی دیر موبائل چکا کر بور ہو گئی۔۔۔

بالی کو آنے میں ابھی کچھ دیر تھی۔۔۔

مگر یکدم کوئی خیال اسے آیا۔۔۔

وہ اٹھی تھی۔۔۔

اسکا دل دھک دھک کرنے لگا۔۔۔

سانسیں کچھ بھاری ہونے لگی۔۔۔

اسے یاد آیا یہاں وہ اکیلی نہیں تھی۔۔۔

پہلے پہل تو وہ گھبرائی مگر پھر گھبراہٹ ختم ہو گئی۔۔۔

وہ قیدی تھا۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ وہ کدھر تھا۔۔۔

اسکے قدم اب نیچے جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔۔

تجسس۔۔۔

بس ایک بار دیکھنے کا تجسس۔۔۔

کئی بار رہی۔۔

خود کو سمجھایا مگر پھر۔۔۔

تجسس کے ہاتھوں مجبور۔۔۔

وہ اب لوہے کا دروازہ کھولتے۔۔۔نیچے کی جانب بڑھی۔۔۔

اندھیرے کے باعث اسنے لائیٹ جلالی تھی۔۔۔

جب نیچے آئی تو یہاں روشنی تھی۔۔۔

مگر اتنی ہی کہ وہ بس اندھیرے کا خاتمہ کر رہی تھی۔۔۔

اسکے قدم من من کے ہونے لگے۔۔

سیاہ بال آج ہونی میں قید تھے۔۔۔

مگر اگلا منظر اسے خوفزدہ کر گیا۔۔۔

اس کے ہاتھ زنجیروں سے باندھے ہوئے

تھے۔۔۔

اس شخص کے چہرے و جسم پر کئی نشان

تھے۔۔۔

مگر وہ دیکھنے میں پھر بھی لمبا چوڑا مرد لگ

رہا تھا۔۔۔

سانسیں بھاری ہونے لگیں۔۔۔

دماغ نے کئی بار کہا کہ رک جائے۔۔

مگر وہ بڑھتی گئی۔۔

رک جانا چاہیے تھا۔۔۔۔

وہ اب اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔۔

جسکا چہرہ جھکا ہوا تھا گھٹنوں کے درمیان

۔۔۔

عجیب وحشت سی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

نجانے کس طلسم نے اس کے گرد بسیرا

کیا۔۔۔

کہ وہ شہزادی۔۔

بنا کپڑوں کی پروا کئے۔۔۔

بنا کسی کی پروا کیے۔۔۔

گھٹنوں کے بل اسکے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔

عین اسی وقت اس وجود میں حرکت

ہوئی۔۔۔

اور جھکا چہرہ اٹھا تھا۔۔۔

لبوں سے رستا خون۔۔۔

بڑھتے ہوئے بال۔۔۔

نگاہیں ہوتی۔۔۔

نگاہوں تک پہنچی۔۔۔

ملی۔۔۔

اور ساکن ہو گئی۔۔۔۔

اور یہ پہلی بار تھا جب وہ ملے تھے۔۔

اگلے کئی منظر تیزی سے بدلے۔۔۔

وہ اسے پانی پلا رہی تھی۔۔

زخم صاف کر رہی تھی۔۔۔

اور پھر اسکے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔۔

نہیں کرنا چاہیے تھا نا۔۔۔؟

اگلے منظر میں نیلی آنکھوں والا لڑکا اسے

گھور رہا تھا۔۔۔

سر سے پاؤں تک اسے غور سے دیکھا۔۔۔

کل جلدی میں تالا لگانا بھول گیا تھا۔۔۔

اور اب اسے شک تھا کہ زیو اینچے نا گئی

ہو۔۔۔

مگر اسکا چہرہ ویسا ہی تھا جیسا وہ چھوڑ کر گیا تھا

۔۔۔۔

جب یقین ہو گیا تو اسے آنے کا کہنے

پلٹا۔۔۔

زیوا نے رکی ہوئی سانس بحال کرتے۔۔۔

اپنے بازو کو دیکھا۔۔۔

جہاں خون دھونے کے بعد بھی مٹ نہیں

سکا تھا۔۔

پھر کئی دن گزرے۔۔

مگر وہ دن نا گزر پایا۔۔۔

کئی منظر بدلے۔

مگر وہ منظر نگاہوں سے ناہٹ پایا۔۔۔

وہ اب ایک عام لڑکی بن گئی۔۔۔

وہ کسی کو اس حالت میں نہیں دیکھ پا رہی تھی۔۔

سوچ پا رہی تھی۔۔۔

سوچ کیوں رہی تھی۔۔؟..

پہلے پہل اسنے سب بھولنے کی کوشش کی

--

کوشش کی کہ وہ بھول جائے وہ کبھی ادھر

گئی--

کبھی اس نے کسی جازلان جتوئی کو دیکھا--

بھول جائے اسکے زخم---

سب بھول جائے مگر کوئی فائدہ نا ہوا---

اسکی آنکھوں کی چمک ماند پڑنے لگی۔۔

ہر چیز سے دل اٹھنے لگا۔۔۔

اسے لگا وہ کسی بھی انسان کو اس حالت میں

دیکھتی تو اسکی یہی حالت ہوتی۔۔۔

اسے لگا۔۔۔!

وقت گزرتا گیا۔۔۔

بالی نے اس پر نظر رکھی ہوئی تھی۔۔

وہ دوبارہ ادھر جانے کی خواہش کر ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔

اور پھر بالی کچھ دنوں کے لیے چھٹی پر چلا گیا۔۔۔

اسکی جگہ قمر خان آ گیا۔۔۔

جو شاید ایسے کسی راز سے واقف نہیں

تھا۔۔۔

یہ اچھا موقع تھا۔۔۔

وہ اب اکثر واپسی پر ادھر جانے کا

کہتی۔۔۔

پہلے پہل اسے ڈر لگا کہ کہیں وہ ضرغام

خان کو نا بتائے۔۔۔

مگر وہ نیا تھا۔۔۔

اسے لگا یہی معمول تھا۔۔۔

وہ روز جانے لگی۔۔

گھنٹوں گھنٹوں ادھر بیٹھنے لگی۔۔۔

اسکے زخم صاف کرتی۔۔

اسکے لیے کچھ کے جاتی۔۔۔

گھنٹوں باتیں کرتی۔۔۔

مگر وہ کچھ نا بولتا۔۔۔

ہاں البتہ گھنٹوں بعد ہاں ہوں کبھی کبھی کر

دیتا۔۔۔

ورنہ وہ بس سنتا تھا۔۔۔

وہ اسے سب سنانے لگی۔۔۔

مگر اب اسے اس حالت میں دیکھ کر دل

کٹنے لگا تھا۔۔

مچلنے لگا تھا۔۔۔

اب اسکی تکلیف۔۔زیوا کے چہرے پر نظر

آنے لگی۔۔۔

وہ خاموش ہوتی گئی۔۔۔

بالی ایک بار پھر آ گیا۔۔۔

اور پھر دنوں تک

اسے نا دیکھ پائی۔۔۔

شہلہ اور تیمور اس کے سب سے اچھے

دوست تھے۔۔۔

وہ انہیں سب بتا چکی تھی۔۔

وہ ویسے بھی اسکے خاندان سے واقف تھے

انہوں نے کافی کوشش کی اسے سمجھائیں

مگر وہ شاید کچھ زیادہ آگے بڑھ چکی تھی

جب مزید دنا سے دیکھے بنا گزر گئے تو اسکی

جان جیسے سولی پر لٹک گئی۔۔۔

ادراک اسپر بہت پہلے ہو گیا تھا۔۔

وہ بہت پہلے جان چکی تھی کہ بات صرف

ہمدردی تک نہیں رہی تھی۔۔۔

اسکا دل کٹتا گیا۔۔

وجود زخم زخم ہو گیا۔۔۔

زیو اخان کی تنی گردن میں خم آ گیا۔۔۔

وہ گھٹنے ٹیک چکی تھی۔۔۔

جو کبھی کبھی کسی سے بات کر لیتی تھی وہ

بھی چھوڑ دی۔۔

اسے شک تھا کہ باتور خان سب جان گیا

تھا مگر اسنے کبھی کہا نہیں۔۔۔

کہتا بھی تو کیا کہہ سکتا تھا۔۔۔

زیوا کی اب بس ہونے لگی تھی۔۔۔

پھر ایک دن اسے زخموں سے چور دیکھ کر

اسنے فیصلہ کر لیا۔۔

اس نے چن لیا تھا سب میں جاز لان خان

کو۔۔۔

وہ جس کے عشق میں سب بھول گئی۔۔۔

اس نے ایک بار بھی اسکا نام نا پکارا تھا۔۔۔

اسنے کبھی کوئی بات خود سے لبوں پر نا

لائی۔۔۔

انتہائی تکلیف کے باوجود کبھی اس سے مدد

نا مانگی۔۔۔

اور پھر وہ دن آیا جب اس نے اسے وہاں

سے نکال دیا۔۔۔

مشکل تھا۔۔۔

مگر اس نے کر لیا۔۔۔

تب اسکے دماغ میں نہیں رہا کہ۔۔

وہ کون تھا۔۔؟

وہ دشمن تھا۔۔؟

باہر نکل کر بربادی لاتا۔۔۔؟

اسنے کچھ نا سوچا۔۔۔

وہ کچھ نا سوچ پائی۔۔۔

پتا تھا تو اتنا کہ زیو اخان جازلان جتوئی کو

مزید تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

زیو اخان کو جازلان جتوئی سے محبت ہو گئی

تھی

۔۔۔۔۔۔

"ب۔۔بس۔۔۔خاموش۔۔زیوا

خاموش۔۔۔

ایک لفظ اور نہیں۔۔۔"فوزیہ بیگم کی

آواز میں شدید گھبراہٹ تھی۔۔۔

ماتھے پر پسینہ چمک رہا تھا۔۔۔

زیوا پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔وہ بول رہی تھی۔۔۔

"اور مجھے جازلان جتوئی سے۔۔۔اسکی پوری حقیقت جانتے ہوئے بھی محبت

ہو گئی۔۔۔ میں۔۔۔ میں سب ہار گئی

۔۔۔۔ "وہ ہنوز رو رہی تھی۔۔۔

فوزیہ بیگم نے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔

وہ نا رکھتیں تو کوئی شاید گلے پر رکھ

دیتا۔۔۔

خوف اسکی زات کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔۔۔

"بس۔۔۔۔ بھول جاؤ۔۔۔ زیوا۔۔۔

بھول جاؤ تم نے مجھے کچھ بتایا۔۔۔ ا۔۔ اور میں بھی بھول جاتی ہوں کہ میں۔۔۔ میں نے کچھ سنا۔۔۔ تم کچھ نہیں جانتی زیوا

۔۔۔تم۔جازلان جتوئی کو بھی نہیں جانتی۔۔۔تم نے اسے کبھی نہیں دیکھا زیوا۔۔۔کبھی نہیں۔۔۔"وہ دہل کر بول رہی تھی۔۔۔

وہ آدم خان سے واقف تھی۔۔۔

جانتی تھی وہ بیشک کتنی بھی محبت کرتے

زیوا سے مگر۔۔۔

دشمن کے لڑکے سے محبت۔۔۔

اور دشمن بھی جازلان جتوئی۔۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔۔

کبھی نہیں۔۔۔

وہ کبھی معاف نہیں کرتے۔۔۔

مگر شاید زیوا کے۔کانوں تک آواز نہیں

پہنچ رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

"اماں دیکھ ہم نے شاید اسکے ساتھ زیادتی کی ہے۔۔۔" یہ رانو کی آواز تھی۔۔۔

کرسی پر بیٹھی۔۔۔ہاتھ میں گلاس پکڑے کھوئے کھوئے لہجے میں بولی تو مسرت نے مڑ کر اسے۔دیکھا تھا۔۔۔

"وہ چھوٹے سائیں کے نکاح میں تھی اور

ہم۔۔۔ہم اسے نجانے کیا۔کیا۔بولتے

رہے۔۔۔"اسکا چہرہ جھک گیا۔۔۔

مسرت کے چہرے پر ناگواری چھا گئی تھی

۔۔۔

وہ دوبارہ برتنوں کی جانب مڑ گئی۔۔۔

"وہ تو معصوم تھی۔۔ہم نے اس پر کوئی رحم نہیں کیا۔۔۔"اسکی آواز گونج رہی تھی۔۔

"یہ سب تو اس لئے بول رہی ہے کیونکہ تجھے لگتا ہے کہ وہ***اب حویلی کی مالکن

بن گئی ہے۔۔۔تو دیکھنا۔۔۔وہ کیسے زلیل ہو کر اس حویلی سے نکالی جائے گی۔۔۔"

انکے لہجے میں نفرت تھی۔۔

رانو اب کچھ نا بولی۔۔۔

جھکا سر مزید جھک گیا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔

حویلی کا نظام ایک بار پھر ویسا ہونے لگا جیسا

ضوریز خان کی موت کے بعد ہوا تھا۔۔۔

ہر کوئی ایک دوسرے پر چیخ چلا رہا تھا۔۔۔

ہر کوئی اپنے کمروں میں بند تھا۔۔۔

کھانے پینے کا ہوش کسی کو نہیں تھا۔۔۔

اور مرد حضرات۔۔۔۔

وہ راتوں کو نجانے کب لوٹتے تھے۔۔۔۔

اب بھی رات کافی گہری ہو چکی تھی جب

سیاہ جیپ آکر حویلی کے باہر رکی۔۔۔۔

وہ شال ہاتھ میں پکڑے۔۔۔

وہ تھکا ہارا لوٹا تھا۔۔۔

بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

بازو کہنیوں تک فولڈ کر رکھے تھے۔۔۔

چہرہ عجیب سرد و سپاٹ تھا۔۔۔

وہ اندر آیا۔۔۔

تو رانو یکدم سامنے آگئی تھی۔۔۔

"سلام چھوٹے سائیں۔۔۔ کھانا لگا دوں

۔۔۔" وہ چونکا۔۔۔ اسے دیکھا۔۔۔۔

"لگادو۔۔۔۔" نجانے کب سے کچھ نہیں کھایا تھا۔۔۔" بلکہ کمرے میں لے آو۔۔۔ "

کچھ سوچ کر بولتے۔۔۔وہ سیڑھیاں چڑھ گیا۔۔۔

دروازہ لاک تھا۔۔۔

اور صرف رانو کو اجازت تھی کہ وہ کھول سکتی تھی۔۔۔

اسنے چابی سے لاک کھولا۔۔۔۔

اور کمرہ کھلتا چلا گیا۔۔۔۔

بس سائیڈ لیمپ جل رہا تھا۔۔۔

اسی کی سنہری روشنی میں نگاہ۔۔۔بیڈ پر

لیٹے وجود پر گئی۔۔۔

اور پھر ٹھہر گئی۔۔۔

اسکے کمرے میں لائیٹ نا جلائی۔۔۔

وہ اسی روشنی میں بیڈ تک آیا۔۔۔

نگاہیں اسی وجود پر ٹکی ہوئیں تھی۔۔۔

دائیں جانب کروٹ لیے۔۔

دونوں ہاتھوں کو جوڑے۔۔وہ اس پر سر

رکھے سو رہی تھی۔۔۔

سنہری زلفیں کچھ بھیگی ہوئی تھی۔۔۔

جو گردن پر چپک سی گئیں تھیں۔۔۔

اس نے گہرا سانس لیتے۔۔۔۔

نگاہوں کا زاویہ بدلا۔۔۔۔

مگر نہیں۔۔۔

مشکل لگ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے ہاتھ سے شال بیڈ پر پھینکی۔۔۔

نجانے کیوں اسکا سکون سے سویا وجود اسے

کانٹوں پر گھسیٹ گیا تھا۔۔۔

اس نے چہرہ پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

ایک آخری نگاہ اس پر ڈالی۔۔۔۔

اور آرام دہ کپڑے لیتے۔۔۔۔

وہ واش روم میں بند ہو گیا۔۔۔

وہ کافی دیر ٹھنڈے پانی کے نیچے گھڑا

رہا۔۔۔

دل جل رہا تھا۔۔۔

دماغ پھٹ رہا تھا۔۔۔

وہ پورا دن واپس حویلی نہیں لوٹا تھا۔۔۔

پورا دن اسکا آجکل ایک ہی کام میں گزر رہا

تھا۔۔

راتیں بے سکون ہو چکیں تھیں۔۔۔

زیوا سے اسنے زندگی میں شاید سب سے

زیادہ محبت کی تھی۔۔۔

وہ سب سے چھوٹی تھی۔۔۔

اسکی لاڈلی تھی۔۔۔

اور اسی نے۔۔۔۔۔

اسکا دل پھٹ رہا تھا۔۔۔

دل چاہ رہا تھا ابھی ہی جا کر جھنجھوڑ دے

۔۔۔

پوری کوشش کے باوجود بھی جازلان

جتوئی کی کوئی خبر نہیں تھی۔۔

اور یہ بات پریشان کن تھی۔۔۔

جب وہ باہر آیا تو رانو میز پر کھانا لگا رہی تھی

۔۔۔۔

ضرغام نے بالوں میں تولیہ پھیرتے۔۔۔

نگاہ گھڑی پر ڈالی۔۔۔

جو رات کا ایک بجا رہی تھی۔۔۔۔

"اور کچھ چاہیئے۔۔۔"

"نہیں جاؤ تم آرام کرو۔۔۔"

"رکو۔۔۔"

"ج۔۔جی سائیں۔۔۔"

"کچھ کھایا رات میں۔۔۔" وہ ہیلہ کو دیکھتے ہوئے بولا تو رانو کا سر نفی میں ہلا تھا۔۔۔

"میں نے لا کر دیا۔۔ کہا بھی بہت مگر۔۔۔

"ٹھیک ہے جاؤ تم۔۔۔۔ "

وہ پلٹ گئی تو ضرغام خان نے دروازہ بند کر دیا۔۔۔

اب اسکا رخ بیڈ کی جانب تھا۔۔۔۔

جہاں وہ اتنی ہلچل اور آواز کے باوجود

ویسے ہی سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔

اس نے جھک کر اسکے ماتھے پر ہاتھ

رکھا۔۔۔

ٹمپریچر نارمل تھا۔۔۔۔

اس نے گہرا سانس لیا۔۔۔

دل چاہا اسے جگائے مگر پھر پلٹ گیا تھا

وہ ابھی کھانا کھا ہی رہا تھا کہ سامنے لیٹے

وجود میں حرکت ہوئی۔۔۔۔

لبوں کو جاتا ہاتھ چند پل کو رکا تھا۔۔۔

وہ سامنے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

سنہرے بالوں والی لڑکی اٹھی۔۔۔

بال کندھوں پر بکھرے۔۔۔۔

جنہیں وہ اب باندھ رہی تھی۔۔۔۔

اسنے شاید ابھی تک ضرغام کو نہیں دیکھا

تھا۔۔۔

اسی کی شال کندھے سے اتاری۔۔۔

اور یہاں ایک پل کو اسکا سانس تک روک گئی تھی۔۔۔۔

سیاہ کھلی شرٹ اور اسی کا سیاہ رنگ کا ٹراوزر

۔۔۔۔۔

سینے میں دھڑکتا دل بالکل ساکن ہوا۔۔۔

اور جب دھڑکنیں رواں ہوئی تو کانوں میں
گونج رہی تھی۔۔۔۔

اس کا رخ واش روم کی طرف تھا۔۔۔
سنہرے لمبے بال پوری کمر پر بکھرے
ہوئے تھے۔۔۔

اسکی کھلی شرٹ کا اسکا وجود جیسے چھپ سا

گیا تھا۔۔۔

دھپ سے دروازہ بند ہوا۔۔۔

اور کوئی طلسم ٹوٹا تھا۔۔۔

اب کے وہ شدید حیرت سے بند دروازے

کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ جس کی چیزوں کو کوئی سیٹ کرنے کی

نیت سے بھی ہاتھ نہیں لگا سکتا تھا۔۔۔

اس محترمہ نے بنا پوچھے اسکے کپڑے

زیب تن کر لیے۔۔۔

گلے میں اٹکلا نوالا۔۔۔

بمشکل پانی کے سنگ اتارا۔۔۔

اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔۔۔

ایک پل میں حالت عجیب ہو گئی۔۔۔۔

اس نے گردن کو چھوتے کمرے میں نگاہ

دہرائی۔۔۔۔

وہاں اسکا کوئی سامان نہیں تھا مگر۔۔۔

اسے اس پل احساس ہوا کہ وہ کمرہ اب

صرف اسکا کمرہ نہیں رہا تھا۔۔۔

وہاں کسی دوسرے نفوس کی خوشبو بھی

پھیل گئی تھی۔۔۔

نازک خوبصورت وجود۔۔۔

اسکے گلے میں گلٹی ابھری۔۔۔۔

نجانے کیوں فضا میں گھٹن سی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

ہر چیز سے دل آٹھ گیا۔۔۔۔

وہ اس لڑکی کے لیے۔۔۔

تین چار دن تک پاگل ہو رہا تھا۔۔۔

اس لڑکی کو چھونے کی خواہش۔۔اسنے

انگ انگ میں پھیل چکی تھی۔۔۔

اسکی خوشبو میں سانس لینے کو دل مچل رہا تھا

۔۔۔۔

وہ جس کے وجود کی نازکی اسکے اوسان خطا

کر دیتی۔۔۔

وہ اب جب اپنی تھی تو اسے ایک بار نظر

بھر کر دیکھا بھی نہیں۔۔۔

اسے سنا بھی نہیں۔۔۔

وہ جس اذیتوں سے گزری۔۔۔

اسنے اسکے نام کی کیا کیا زلیتیں سہیں۔۔۔

پہلے اسے پانے کی چاہ ایسی تھی کہ اسنے کئی

راتیں انکھوں میں گزار دیں۔۔۔۔

مگر جب اسکی ہوئی تو جیسے وہ اسے بھول

گیا۔۔۔

بھول گیا۔۔؟

بھولا تو نہیں تھا۔۔۔

وہ ہر لمحہ یاد رہتی مگر جن اذیتوں سے وہ ان

دنوں گزر رہا تھا۔۔۔

وہ اسے خود سے دور ہی رکھنا چاہ رہا تھا۔۔۔

مگر رات کی اس تنہائی میں۔۔۔

اپنے لباس میں اسکی نازک وجود دیکھتے

۔۔۔

اسکا دل جیسے ساکن ہو اتھا۔۔۔۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھا کہ دروازہ

کھلا۔۔۔۔

اور وہ باہر نکلی۔۔۔

چہرے پر کئی بھیگی لٹیں چپک گئی تھی۔۔۔

ابھی وہ دوبارہ بیڈ پر جاتی کہ یکدم رکی۔۔۔

کمرے میں پھیلی تیز مردانہ خوشبو اور سگار

کی ملی جلی مہک۔۔۔۔۔

ایک پل کو دھڑکنیں مدھم پڑی۔۔

کمرے میں پھیلی اس واحد و دھیمی روشنی

میں اس نے۔۔۔ نظر گھمائی۔۔۔

اور پھر ٹھہر گئی۔۔

بیشک وہ وہی تھا۔۔۔

بہت سارا تھوک نگلا۔۔۔

سرخ چہرہ سفید پڑا۔۔۔

وہ بس اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

آس پاس سب جیسے رک گیا۔۔۔

وقت تھم گیا۔۔۔۔

ان تین چار دنوں میں وہ پہلی بار ایسے

سامنے تھا۔۔۔۔

بے ساختہ اسکی نگاہ کمرے کے دروازے

پر گئی۔۔۔۔

لاک!۔۔۔

اور پھر نگاہ خود پر گئی۔۔۔

اسکا لباس۔۔۔

اب وہ لب بھینچے۔۔۔۔

سانس روکے۔۔۔

اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

قدم مزید آگے بڑھنے سے انکاری ہو گئے

تھے۔۔

وہ۔ جاتی تو اب جاتی کدھر۔۔۔

سبز آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔۔۔

سب کچھ جو بھولتا تھا ہی نہیں پھر یاد

آ گیا۔۔۔

مگر وجود شل تب ہوا جب وہ اٹھا تھا۔۔۔۔

مدھم پڑتی سانسوں کے سنگ۔۔۔

وہ بے ساختہ پیچھے ہونے لگی۔۔۔

جبکہ وہ اسے ہی دیکھتے۔۔۔

قریب آتا جا رہا تھا۔۔۔۔

یہاں تک کے راستہ ختم ہو گیا۔۔۔

یہاں تک کہ وہ دیوار سے لگ گئی۔۔۔

یہاں تک کہ وہ انتہائی قریب آگیا۔۔۔

اس نے آنکھیں یکدم بند کی۔۔۔

سانسوں کی گرم تپش۔۔۔۔

اسکا چہرہ جھلسنے لگا۔۔۔

چہرہ و گردن نم ہو گئے۔۔۔۔

ہتھیلیاں پسینے تر۔۔۔

اور سانسیں کا بکھرتا تسلسل۔۔۔

ضرغام نے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے۔۔۔

اسے حصار میں قید کیا۔۔۔۔

وہ ہمیشہ یوں ہی خوفزدہ ہوتی۔۔۔

آنکھیں میچتی۔۔۔

اسکی پناہوں میں بے بس ہو جاتی تھی۔۔۔

ضرغام کی نگاہیں۔۔

پلکوں سے ہوتی کھڑی ناک پر گئیں۔۔۔

اور پھر۔۔۔

سرخ یاقوتی لب۔۔۔۔

آنکھوں میں سرخی بڑھی۔۔۔

آس پاس گھٹن بڑھی۔۔۔

اور جسم و جان میں عجب جذبے سر اٹھانے لگے۔۔۔۔

اس نے پھر سے لرزتی پلکوں کو دیکھا۔۔۔

وہ سب بھول گیا تھا کہ وہ کچھ دیر پہلے تک کتنا پریشان تھا۔۔۔

کون جازلان۔۔۔؟

کون سا دھوکہ۔۔؟

زیوا..؟

بالی۔۔؟

آدم خان۔۔۔؟

سب دماغ سے نکلا۔۔۔۔

اور اب سامنے وہ لڑکی کھڑی تھی۔۔۔

اسکی پناہوں میں۔۔۔

اسکے کمرے میں۔۔۔

اسکی خوشبو میں رچی بسی۔۔۔

خوفزدہ۔۔۔۔

نگاہیں پھر سے بھٹکی۔۔۔

دیوار پر رکھا ہاتھ۔۔۔

حرکت میں آیا۔۔

۔جھکا۔۔۔

اور پھر۔۔

اسکی کمر کے گرد پھیلا۔۔۔

بیچ کا فاصلہ مٹایا۔۔۔

اب پل بھر میں ہوا۔۔۔

نازک وجود یکدم اسکے سینے لگا۔۔۔

سرخ لبوں سے صرف ایک پل کو اسکی

تھوڑی کو چھوا۔۔۔۔

اور پھر وہ یکدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

"ضر۔۔۔غام۔۔۔۔ "

یاقوتی لب۔۔۔ بمشکل ہلے۔۔۔۔

اسکا نام پکارا۔۔۔

اور کمر پر گرفت سخت ہوتی گئی۔۔۔

وہ ان پر خوف نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

پہلے بار وہ سارے فاصلے مٹا گیا تھا۔۔۔۔

ہیلہ نے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھتے۔۔۔

کپکپاتے ہاتھوں کے سنگ۔۔۔

اسے دور کرنا چاہا۔۔۔

جسم جیسے بے جان ہو چکا تھا۔۔۔

کمر کے گرد پھیلا اسکا ہاتھ۔۔۔

اسکی خوشبو۔۔۔

اسکا لمس۔۔۔۔

اسکا دم گھٹنے لگا۔۔۔

گردن پر پسینہ چمکنے لگا تھا۔۔۔

اسکی نگاہیں لبوں سے ہوتی۔۔۔ گردن پر

ٹھہریں۔۔۔

اور پھر دوسرا ہاتھ بے ساختہ۔۔ ریشمی

زلفوں میں الجھا۔۔۔

نرم گرفت میں لیتے۔۔۔

یکدم اسکی گردن پیچھے کی جانب کی

اور۔۔۔۔

اور سلگتے لب۔۔۔

اسکی گردن کو چھو گئے۔۔۔

سب پل بھر کو ساکن ہوا۔۔۔

آس پاس سنہری طلسم بکھرا۔۔۔

معنی خیز کی خاموشی۔۔۔

یا بکھری سانسوں کی بھاری آواز۔۔۔۔

گردن کو لب چھوئے تو سارا وجود کسی ان

دیکھے سکون میں ڈوب گیا۔۔۔

وحشتیں جنہوں نے کافی عرصے سے اسکا

وجود کو مسکن بنایا ہوا تھا۔۔۔

اڑ گئیں۔۔۔۔

اسنے آنکھیں بند کرتے۔۔۔۔

دھیرے سے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

"میں سہی سوچتا تھا۔۔۔۔تم میں سکون ہے۔۔۔"اسکی آواز سرگوشی سے بھی کم تھی۔۔۔

جو شاید ہی وہ سن پائی ہو۔۔۔

اسے لگا کسی نے گردن پر جلتا کوئلہ رکھ دیا ہو۔۔۔

اسکی جان جسم سے نکلنے لگی۔۔۔

ہاتھ بے ساختہ اسکے بازوؤں پر رکھے

۔۔۔۔

اسنے کمر کے گرد بازو نا پھیلایا ہوتا تو کب

کی گر گئی ہوتی۔۔۔۔

"ضر۔۔ضرغام۔۔۔۔"لب ایک بار پھر ہلے۔۔۔

اور اس نے بالوں کو آزاد کر دیا۔۔۔

سرخ انار چہرہ اسکے چہرے کے بالکل سامنے آیا تھا۔۔۔۔

"قیامت۔۔۔۔"اس نے مخمور ہوتی

نگاہیں اسکے یاقوتی لبوں پر جمائی۔۔۔

اس سے پہلے وہ جھکا۔۔۔۔۔

وہ ایکدم گھبراتے ہوئے رخ موڑ گئی

۔۔۔۔

اور لبوں نے گال کو چھوا تھا۔۔۔

کمرے میں بھاری سانسوں کا فسوں

بکھرنے لگا۔۔۔۔

ضرغام نے لب بھینچتے اسکی سنہری

زلفوں کو دیکھا۔۔۔

اور پھر اگلے ہی لمحے اسے آزاد کیا۔۔۔

وہ۔ ایک دم گرتے گرتے بچی۔۔۔۔

سنہری زلفوں کا کھیل عجب تھا۔۔۔۔

ضرغام نے گردن پر ہاتھ رکھتے اسکو

دیکھا۔۔۔۔

جس کا جسم باقاعدہ کانپ رہا تھا۔۔۔

اسے ترس آگیا۔۔۔

نجانے وہ کیوں اس سے اتنا خوف کھاتی تھی۔۔۔

گہرا سانس لیتے وہ پلٹ گیا۔۔۔

یقیناً اگر چند لمحے مزید اسکے قریب رہ جاتا تو اس نے بیہوش ہو جانا تھا۔۔۔

اسکی سانسوں کی بکھری بھاری آواز کمرے

کی خاموشی کو توڑتی۔۔۔۔

عجب ماحول بنا رہی تھی۔۔۔۔

ہیلہ نے گردن پر ہاتھ رکھتے۔۔۔۔

سانسوں کو بحال کرنا چاہا۔۔۔۔

اور بے جان ہوتے جسم کے ساتھ ادھر ہی

دیوار سے لگتے بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔

آنسوؤں سے چہرہ بھیگ چکا تھا۔۔۔۔۔

اس نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ کچھ ایسا

بھی کرے گا۔۔۔۔

اسنے بہت کچھ سوچا تھا۔۔۔

اسکا ہر طرح کا عمل سوچا مگر۔۔۔۔

وہ چہرہ بے ساختہ گھٹنوں میں گرا گئی۔۔۔

اس کمرے میں اسکے ساتھ رہنا۔۔۔

اسکی جان لبوں پر آگئی۔۔۔

وہ شاید لیٹ گیا تھا۔۔۔

اسی بیڈ پر۔۔۔۔؟

کیا وہ ادھر جانے کا سوچ بھی سکتی تھی

۔۔۔؟

ہر گز نہیں۔۔۔

صوفے دو تھے مگر اتنے ہی کہ اس پر

صرف کوئی بیٹھ سکتا تھا۔۔۔

وہ ادھر بیٹھ کر پتھر ہو سکتی تھی سردی سے

مگر اسکے ساتھ سونا۔۔۔؟

ہرگز نہیں۔۔۔!

اس نے بازوں گھٹنوں کے گرد پھیلا لئے

۔۔۔

سانسیں ابھی تک بکھری ہوئی تھی۔۔۔

رنگت ابھی تک سرخ پر رہی تھی۔۔۔

اور جسم۔۔۔۔

پورا جسم ابھی تک پسینے سے تر تھا۔۔۔۔

"ہو گئی حالت بہتر تو آجاو۔۔۔ "

کافی دیر بعد اسکی آواز خاموشی میں گھونجے

ایک بار پھر اسکا سانس ہوک گئی۔۔۔

اسکا جسم اکڑنے لگا۔۔۔۔

مگر۔۔۔

اسکے پاس جانا۔۔؟

اسکی روح فنا ہونے لگی۔۔۔

"دوبارہ منہ سے نہیں کہوں گا" سرد لہجہ

وہ یکدم گھبرا کر اٹھی۔۔۔

چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔۔۔

دھیرے دھیرے قدم اٹھائے۔۔۔۔

وہ سر پر تکیہ رکھے لیٹا ہوا تھا۔۔۔

ہیلہ نے حلق تر کیا۔۔۔۔

بیڈ پر کافی جگہ تھی۔۔۔

وہ کونے میں لیٹ سکتی تھی۔۔۔۔

اس نے چپل دھیرے سے اتارے۔۔۔۔

سانس روکے۔۔۔

مزید قریب ہوئی۔۔۔

نظریں ایک پل کو اس سے ناہٹائیں۔۔۔۔

اور پھر اگلے ہی لمحے کافی تیزی سے بیڈ پر

لیٹتے۔۔۔ کمفرٹر سر تک کھینچ چکی تھی۔۔۔

ضرغام نے تکلیہ چہرے سے ہٹاتے۔۔۔

اسے گھورا۔۔۔

جزبات اسکے جگا کہ وہ خود نازک کلی بن

جاتی تھی۔۔۔

اس نے تکلیہ دور اچھالا تھا۔۔۔۔۔

چہرے پہ اب پہلے والی ہی سرد مہری چھا گئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سنہری کرنوں سے جیسے ہی کمرے میں

جھلک دیکھانی شروع کی۔۔۔

اس شخص کے وجود میں حرکت ہوئی تھی

۔۔۔

بھوری چھوٹی آنکھیں ناگواری سے کھیلیں

۔۔۔

اور کھڑکی پر جا ٹھہریں۔۔۔۔

مگر پھر نجانے کس احساس کے تحت چہرہ جھکایا تو سینے میں دھڑکتا دل جیسے پل بھر کو ساکن ہوا تھا۔۔۔۔

ایک ہاتھ اسکے سینے پر۔۔۔

اور سر اسکے کندھے پر رکھے۔۔۔۔

وہ وجود نیند کی گہری وادیوں میں جیسے گم

تھا۔۔۔

مڑی ہوئی پلکیں۔۔۔

سبز آنکھوں پر پردہ ڈالے ہوئی تھی

۔۔۔۔۔

اور کھڑی ناک سرخ ہو رہی تھی۔۔۔

لمبے بال اسکے وجود کو ڈھانپ رہے تھے

۔۔۔

ضرغام نے سانسیں روکے۔۔۔

ایک ایک نقوش کو بار بار دیکھا۔۔۔

بار بار دیکھنے پر بھی بار بار تمنا ہوئی۔۔۔۔

اسنے بمشکل نگاہیں ہٹائیں۔۔۔۔

گہرا سانس لیا۔۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے کروٹ لی۔۔۔

اب اسکا سر تکیے پر تھا۔۔۔

پل بھر کو ماتھے پر بل پڑتے غائب ہوئے

۔۔۔۔

اور پلکوں میں جنبش ہوتی پھر تھم گئی۔۔۔

ضرغام نے ایک ایک منظر گہری نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔

عجیب لڑکی تھی۔۔۔

جانے کہاں سے اچانک اسکی زندگی میں آئی۔۔۔

اور اب اسکے دل و دماغ پر چھانے لگی۔۔۔

اسکی خوشبو۔۔۔

اسکا مہکتا وجود۔۔

ہر پریشانی بھلا دیتا۔۔۔

ضرغام نے بوجھل ہوتی نگاہوں سے اس

کے سرخ لب دیکھے۔۔۔۔

گلے میں گلٹی ابھری۔۔۔۔

سانسیں بھاری ہوئیں۔۔۔۔

مگر پھر سنبھل گیا تھا۔۔۔

جھک کر نرمی سے اسکی پلکوں کو چھوا۔۔۔

وجود پورے میں سکون بکھرا۔۔۔۔

اور اب وہ بیڈ سے اٹھ رہا تھا۔۔۔

کمرے میں جہاں اسکی زات کے باعث

عجب سکون تھا۔۔۔

وہیں باہر کی دنیا میں ہزار وحشتوں نے پھر

اسکے وجود کے گرد لپٹ جانا تھا۔۔۔

ضرغام خان نے آنکھیں بند کرتے گہری

سانس لی۔۔۔

اب کہ اسکارخ واش روم کی جانب

تھا۔۔۔

جیسے ہی واش روم کا دروازہ بند ہوا۔۔۔

سبز آنکھیں گھل گئیں۔۔۔

اور ہاتھ بے ساختہ دل کے مقام پر گیا تھا

۔۔۔۔

کمرے میں گہری سانسوں کی مہک پھیلنے لگی۔۔۔۔

دل روم روم میں دھڑکنے لگا۔۔۔

اور وہ آنکھیں دوبارہ بند کر گئی۔۔۔

ہزار سوال تھے جو اسکے دماغ میں

تھے۔۔۔

پہلے جب اذیت حد سے زیادہ تھی تو اسے

لگتا تھا جو بھی ہوا اس میں ضرغام کا ہی ہاتھ

تھا۔۔۔

مگر جیسے ہی حواس بحال ہوئے تو دل و دماغ

نے ہر بات رد کر دی۔۔۔

ضرغام خان آخر ایسا کر بھی کیسے سکتا تھا

---؟

مگر اس کے باوجود وہ اس سے ہمیشہ کی

طرح خوفزدہ تھی----

شاید پہلی ملاقات کا اثر تھا یا اب کچھ بدلنے

لگا تھا---

جو بھی تھا۔۔۔

اسکا ہونے برداشت سے باہر تھا۔۔۔

اور عجب بات تھی۔۔

اس سب کے باوجود۔۔۔

ایک وہی تھا جو اسے بھری دنیا میں محفوظ

پناہ گاہ لگتا تھا۔۔۔۔

جب سے وہ اس کمرے میں آئی۔۔۔۔

اس کے نام سے جاننے لگی۔۔

کوئی اس کی طرف دیکھتا بھی نہیں تھا۔۔۔

وہ نگاہیں جن میں اسکے لئے کچھ دن پہلے

تک صرف نفرت تھی۔۔۔

اب جو سب جھک چکیں تھیں۔۔۔

مگر وہ رسوائی۔۔۔

وہ زلت۔۔۔

وہ تکلیف اب بھی سینہ زخمی کئے ہوئے

تھی۔۔۔

وجود زخم زخم تھا۔۔۔

مگر وہ سب محفوظ تھی۔۔۔۔

اسے لگا۔۔۔۔!

براؤن کاٹن کی شلوار قمیض کے اوپر آف وائٹ شال لئے۔۔۔۔

وہ اس وقت کھانے کی میز پر بیٹھا تھا۔۔۔

سربراہی کرسی پر آدم خان اور اسنے چائے دیتی فوزیہ بیگم۔۔۔۔

جن کے قیمتی زیور آج غائب تھے۔۔۔

اکڑی گردن میں خم آگیا تھا۔۔۔

زیوا کہیں نہیں تھی۔۔۔۔

وہ ہو بھی سکتی تھی؟؟

کھانے کی میز پر عجیب تناؤ سا تھا۔۔۔

کسی نے کسی کو مخاطب نا کیا۔۔۔

کھانے کے نام پر صرف پلیٹوں میں چمچ

گھوم رہے تھے۔۔۔

فوزیہ بیگم نے چائے کا کپ آدم خان کے

سامنے رکھا۔۔۔۔

جن کا چہرہ عجیب سرد تھا۔۔۔

اور انکی خاموشی۔۔۔

وہ روح جھنجھوڑتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

آخر کو وہ خاموش کیسے رہ سکتے تھے۔۔۔

مگر ابھی تو انکو پوری بات بھی معلوم نہیں ہوئی تھی۔۔۔

اگر وہ جو جانے لیتے کہ انکی بیٹی دشمن کے لڑکے کو دل دے بیٹھی تھی۔۔۔؟

اس سے آگے تو سوچنا بھی محال تھا۔۔۔۔

"غ۔۔۔۔ غضب۔۔ ہو گیا سائیں۔۔۔

غضب ہو گیا۔۔۔"

اسی خاموشی کو اجمل خان کی گھبرائی آواز

نے توڑا تھا

میز پر بیٹھے تینوں نفوس چونکتے۔۔اسکی

جانب مڑے۔۔۔۔

"سائیں۔۔۔نہر والی زمین پر موجود۔۔۔

ہمارا سارا لوگ کا۔۔۔لاش بکھرا پڑا ہے

۔۔۔۔وہاں کوئی نہیں ہے۔۔۔۔ا۔۔

اور۔۔۔پرانی حویلی میں پر۔۔ بھی کسی۔۔

نے حملہ کیا ہے۔۔۔۔ہمارا لوگ ادھر بھی

زخمی حالت میں پڑا ہے۔۔۔۔"

آدم خان بے ساختہ کھڑے ہوئے۔۔

ضرغام خان نے ہاتھ میں پکڑی چمچ پر

گرفت اتنی سخت کی کہ رگیں تنتی واضح

ہوئی۔۔

فوزیہ بیگم نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا

تھا۔۔۔

"ی۔۔۔یہ کیا بکواس ہے۔۔۔" آدم خان کی آواز گرجی۔۔۔۔"کون اتنی ہمت کر سکتا ہے۔۔۔" وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھے۔۔۔

"وہی۔۔۔ جس نے کہا تھا کہ اسکا آنا تباہی

لائے گا۔۔۔" بڑھتے قدم ساکن ہوئے

حویلی کی دیواروں کے کان کھڑے ہو گئے

میز پر جھکتا چمکتا فانوس مدھم پڑا تھا۔۔۔۔

"مبارک ہو۔۔۔وہ اپنی آمد کی خبر

پہنچانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔۔۔"

اب کا منظر دھندلا سا تھا۔۔۔۔

حویلی کا اونچا لمبا دروازہ۔۔۔جو شاید

برسوں سے بند تھا۔۔۔۔

کئی لوگوں کی مدد سے کھولا جا رہا تھا۔۔۔

دھول اڑتی۔۔ منظر کو مزید دھندلا کر رہی

تھی۔۔۔

ایک عجیب آواز کے ساتھ دروازہ

کھلا۔۔۔

اور لوگ۔۔۔

جن میں مرد اور عورتیں دونوں تھی۔۔۔

چار سو پھیلنے لگی تھی۔۔۔

اب سفید کپڑے کو۔۔۔

سارا سامان سے اتارا جا رہا تھا۔۔۔

منظر مزید دھندلا ہوا۔۔۔۔

کوئی اوپر کی منزل کی جانب بڑھ رہا تھا تو

کوئی کمرے کھول رہا تھا۔۔۔

تالے توڑنے کی آوازیں۔۔۔

سامان سمیٹنے کی آوازیں۔۔۔

لوگوں کی بلند آوازیں۔۔۔۔

عجیب سا ماحول بنا رہیں تھیں۔۔۔۔۔

ایسے میں اگر کیمرہ گھماؤ۔۔۔

اور تیزی سے دوبارہ باہر لاؤ تو۔۔

سامنے ہی گاڑی سے ٹیک لگائے کوئی کھڑا

تھا۔۔

سیاہ شلوار قمیض۔۔ جس کے اوپری بٹن

کھلے تھے۔۔۔

فولڈ بازو۔۔۔

بالوں کو شاید پیچھے پونی کی مدد سے قید کیا گیا تھا۔۔۔

اور چہرہ سگار کے دھوئیں میں دھندلا تھا مگر۔۔۔کچھ زخم اپنی جھلک دیکھانے میں کامیاب ہو گئے۔۔۔

پس منظر میں کسی کی آواز گونج رہی تھی

"جتوئی خاندان کا وارث زندہ تھا اور لوٹ

آیا ہے۔۔۔"

"کون۔۔۔؟

دھواں فضا میں گم ہوا۔۔۔

چہرہ واضح ہوا تھا اسی پل۔۔۔

سیاہ سرد آنکھیں دور تک دیکھ رہیں تھیں

۔۔۔

"جازلان جتوئی۔۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگلا منظر پہلے کی نسبت واضح تھا۔۔۔

سیاہ بالوں والی لڑکی۔۔۔

وہ جو شان سے رہتی تھی۔۔۔

جو اس اونچی حویلی کی شہزادی تھی۔۔۔

وہ جس کا راج چلتا تھا۔۔۔

اور وہ جس نے اپنے لئے۔۔۔

خسارے چنے۔۔۔

اور وہ جس نے محبت میں دل ہارا۔۔۔

اور وہ جو۔۔۔ محبت میں بغاوت کر بیٹھی

۔۔۔

اور وہ جس نے اپنوں کو دھوکا دیا۔۔۔

اور وہ جس نے دشمن سے عشق کیا۔۔۔۔

وہی لڑکی۔۔۔

وہ ہر رنگ سے دھلی۔۔۔

سفید جوڑے میں اس وقت۔۔۔

صوفے کے پاس گری ہوئی تھی۔۔۔

اسکے سیاہ بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

اور خوبصورت چہرہ۔۔۔

زرد پتوں کی مانند ہو چکا تھا۔۔۔

جسم سے سارا خون نچڑا ہوا تھا۔۔۔

وہ وحشت زدہ نگاہوں سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

آدم خان۔۔۔

اسکا باپ۔۔۔

وہ جس نے آج تک اس پر آواز نا اونچی کی تھی۔۔۔

اسکا یہ روپ۔۔۔۔

اسکا نازک وجود زلزلوں کی زد میں

تھا۔۔۔۔

"مجھے جواب چاہیئے زیوا خان۔۔۔"

چنگھاڑتی ہوئی سرد آواز ایک بار پھر گھونجی

تو ہر سمت خوف پھیل گیا۔۔۔

فوزیہ بیگم نے دہل کر ایک بار پھر اسکی

جانب بڑھنا چاہتا مگر وہ ہاتھ اٹھاتے۔۔۔

انہیں روک چکے تھے۔۔۔

کچھ قدم کے فاصلے پر وہ کھڑا تھا۔۔۔

جس کا وجہی چہرہ سرد تھا۔۔

بالکل سرد۔۔۔۔

)اوپر کی جانب کیمرہ گھماؤ تو کوئی کھڑا

تھا۔۔۔

ستون کا سہارا لیے۔۔۔

سانس روکے۔۔۔۔(

"جازلان جتوئی کہاں ہے۔۔۔" ایک بار

پھر سوال داغا گیا۔۔۔

)سانسیں سینے میں رک گئی۔۔

کانوں نے برسوں بعد کوئی جانا پہچانا نام سنا

تھا(

اس بار اسکا سر نفی میں ہلتے۔۔

پلکوں پہ ٹھہرے پر آنسوؤں کو آزادی

بخش گیا تھا۔۔۔

"م۔۔میں۔۔ نہیں جانتی۔۔۔"لب بمشکل۔۔ٹوٹتے بکھرتے۔۔۔لبوں سے آزاد ہوئے تھے۔۔۔

اب کہ سسکیاں ساری حویلی میں گھونجے لگی۔۔۔۔

"م۔۔۔ میں نے۔۔۔۔ میں نے اسے

وہاں۔۔۔ سے نکلنے میں مدد دی۔۔۔۔ مگر

وہ۔۔۔ وہ جہاں۔۔۔۔ جہاں تھا۔۔۔ چار

دن پہلے۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ جگہ چھوڑ گیا۔۔۔

ا۔۔۔ اب۔۔۔ اب وہ کدھر ہے۔۔ میں

۔۔میں۔۔ نہیں۔۔۔ جانتی۔۔۔۔"

بمشکل بات پوری کی۔۔۔۔

آدم خان کی آنکھوں میں خون اترا۔۔۔

دل میں امید تھی کہ وہ کہہ دے گی وہ

نہیں جانتی مگر۔۔۔

ضرغام خان بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

فوزیہ بیگم نے باقاعدہ سر نفی میں ہلایا۔۔۔

بس۔۔۔۔ مزید نا بولنا۔۔۔ مگر۔۔

افسوس۔۔۔

اس وقت حویلی کی در و دیوار کے علاوہ کوئی

نا دیکھ پایا۔۔۔

)اور اس لڑکی نے بمشکل خود کو گرنے سے

بچایا۔۔۔ مگر آنسوؤں گرتے چلے گئے

۔۔۔

تو کیا وہ زندہ تھا۔۔؟

وہ جس کی موت کی خبر اسے سالوں پہلے ملی

۔۔؟

وہ جس نے اسے انتظار کرنے کا کہا

تھا۔۔۔؟(

"اور۔۔۔ تمہیں اس کی ضرورت کیوں

پڑی زیوا خان۔۔۔"

نہیں یہ سوال نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔

اس سوال کا جواب وہ کیا دیتی۔۔۔

لب پھر سے خاموش ہوئے۔۔

"ب۔۔۔بچی۔۔ہے۔۔۔ہو۔۔ہو گئی

۔۔۔غلطی۔۔۔ڈر۔۔گئی۔۔۔

"تمہیں ایسا کیوں کرنا پڑا۔۔۔"

وہ شاید اس وقت زیوا کے علاوہ کسی کی

آواز سننا نہیں چاہتے تھے۔۔۔

کسی کی بھی نہیں۔۔۔

مگر بول تو اب وہ بھی نہیں رہی تھی۔۔

کیاں ولتی۔۔۔

محبت ہو گئی تھی اس سے ؟

یا یہ بتاتی کہ کئی دن اس کے ساتھ بیتائے

۔۔؟

حویلی کی شہزادی کی گردن میں خم آگیا

گردن جھک گئی تھی۔۔۔

"کیا رشتہ ہے تمہارا اس سے۔۔۔"

" "بچی۔۔۔۔بچی ہے۔۔ چھوڑ۔۔۔

"کیا لگتا ہے وہ تمہارا۔۔۔ کس چیز نے تمہیں اتنا مجبور کیا کہ تم نے اپنے لوگوں کو دھوکا دیا۔۔۔ہے کون وہ۔۔۔"

ضرغام بس سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھ

رہا تھا۔۔

پھولوں کی طرح رکھا جسے۔۔۔

اسی کے وجود کے کانٹوں سے زخمی ہوا تھا

۔۔

لب سل گئے۔۔۔

وہ اتنی سفاکی کبھی نا دیکھا پاتا۔۔۔

مگر اس وقت نرمی سے وہ جواب بھی نا

دیتی۔۔۔۔

وہ خاموش رہا۔۔۔

)اوپر کھڑے وجود نے لبوں پر سختی سے

ہاتھ رکھا ہوا تھا۔۔۔اسے ڈر تھا کہ اسکی

سانسوں کی آواز کوئی سن نا لے۔۔۔

سسکیاں ان تک پہنچ نا جائیں۔۔(

"کون ہے وہ زیوا۔۔۔"

"کیا لگتا ہے وہ تمہارا۔۔۔"

"تمہیں کس نے مجبور کیا۔۔۔"

آوازیں ہتھوڑے کی مانند سر پر بج رہی تھی۔۔۔

سر پھاڑ رہیں تھیں۔۔۔۔

اس نے کانوں پر ہاتھ رکھتے۔۔۔

انہیں روکنا چاہا۔۔۔۔

اس نے خود کو بچانا چاہا۔۔۔

مگر۔۔۔۔

"کون ہے وہ۔۔۔"

"کیا رشتہ ہے تمہارا اس سے۔۔۔"

"کیا وہ دشمن نہیں تھا۔۔۔"

"کیا اسنے تمہارے بھائی کا قتل نہیں کیا تھا۔۔"

"کیا تم سب بھول گئیں۔۔۔"

سر پہ لگتی ضربیں نارکیں۔۔۔

سر پر لگتی۔۔۔

اور خون دل رسنے لگتا۔۔۔

وہ سر نفی میں ہلا رہی تھی۔۔۔

مگر نہیں۔۔

وہ مسلسل پوچھ رہے تھے۔۔

چلا رہے تھے۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔

پھر زیوا خان کی بس ہوئی تھی۔۔۔

"میں پسند کرنے لگی تھی جازلان جتوئی
کو۔۔۔بہت زیادہ پسند کرنے لگی
تھی۔۔۔اتنی کہ مجھ سے اسکی تکلیف
برداشت نہیں ہو سکی۔۔اتنی کہ میں

بھول گئی کہ وہ کون تھا۔۔۔میں بھول گئی

کہ میں کون تھی۔۔میں یہ بھی بھول گئی

کہ اس کے بعد کیا نتیجہ ہونا تھا۔۔۔بلکہ سچ

بولوں۔۔سچ بولوں تو مجھے فرق نہیں پڑتا

تھا کہ وہ اس کے بعد کیا کرتا۔۔۔مجھے اس

سے محبت ہو گئی تھی۔۔۔"

وہ اب سارا خوف چھوڑے۔۔۔

وہ سارا لحاظ چھوڑے۔۔

انکے بالکل سامنے کھڑے ہوئے چلا چلا کر

بول رہی تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

وہ بول نہیں رہی تھی۔۔

وہ زہر میں پلٹے۔۔

الفاظ ان سب کے سینے میں اتار چکی تھی

آدم خان کئی قدم پیچھے ہوئے۔۔۔

فوزیہ بیگم بمشکل صوفے پر گریں۔۔۔

اور حویلی کی دیواریں ضرغام خان

پر۔۔۔۔۔

مگر وہ نہیں رکی۔۔۔

اب اسکا چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔۔

عجیب مسکراہٹ۔۔۔

وہ آدم خان کے پیچھے ہونے پر۔۔۔

انکے قریب ہوئی۔۔۔

بالکل قریب۔۔۔

"اور مجھے اس بات کا کوئی غم نہیں ہے ۔۔۔"اس نے آنسوؤں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کیا۔۔۔۔

آدم خان حیرت و بے یقینی کی کیفیت سے نکل پڑے۔۔۔

انکا چہرہ سرد ہو گیا۔۔۔

"تمہیں اس۔۔۔۔***سے محبت

ہو گئی۔؟۔۔"

"ہو گئی۔۔۔"

"تم نے اسے آزاد کر دیا۔۔۔"

"کر دیا۔۔۔"

"تم جازلان جتوئی سے ملتی رہی۔۔۔"

"ملتی رہیں۔۔۔" ایک پل کو نگاہیں نا جھکی۔۔۔

"اور باتور خان سب جانتا تھا۔۔۔"

"جانتا تھا۔۔" عجب سرکشی سر پر سوار تھی۔۔۔

"اس نے تمہارا ساتھ دیا۔۔۔"

وہ "نہیں" بولنا چاہتی تھی مگر۔۔۔

"اسنے ساتھ دیا۔۔۔"

"اور تمہیں اسکا کوئی افسوس نہیں۔۔۔"

"مجھے اس کا کوئی افسوس نہیں۔۔۔"

آنسوؤں کو پھر سختی سے صاف کیا تھا۔۔

آدم خان کی آنکھوں میں عجیب۔۔۔

بہت عجیب سفاکیت چھا گئیں۔۔

"مجھے افسوس ہے کہ تمہیں اسکا کوئی

افسوس نہیں۔۔۔"سرد سی آواز۔۔۔

وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھے۔۔۔

زیوانے رکا سانس لیا۔۔۔

ضرغام ہنوز کھڑا تھا۔۔۔

شاید انکا اگلا قدم بھی جانتا تھا۔۔۔

فوزیہ بیگم بے ساختہ۔۔۔انکے پیچھے لپکی

۔۔

مگر اب وہ باہر آرہے تھے۔۔۔

انکے ہاتھ میں بندوق تھی۔۔۔

انکا چہرہ خون رنگ جیسا سرخ ہو چکا تھا۔۔

ہاتھ کپکپا رہے تھے۔۔۔

مگر قدم مظبوط تھے۔۔۔

فوزیہ بیگم بے ساختہ لڑکھڑائی۔۔۔

زیوانے سانس روکے انہیں دیکھا۔۔۔

وجود گولی لگنے سے پہلے ہی۔۔۔

زمین بوست ہوا۔۔

)اوپر کھڑی سنہرے بالوں والی لڑکی۔۔

بے ساختہ کمرے کی جانب بھاگی۔۔۔"

"ن۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔وہ بیٹی۔۔۔

وہ۔۔۔ ہماری۔۔۔"

مگر انکے قدم بڑھ رہے تھے۔۔۔

سفاکیت میں جب کوئی ان سے آگے

تھا۔۔۔

زیوا کو بہت سفاکیت کی امید تھی مگر۔۔۔

یہ۔۔۔؟

نہیں۔۔۔

اسکا وجود دھیرے دھیرے پیچھے ہونا

لگا۔۔۔

چہرہ بھی سفید لباس کی طرح سفید ہوتا

گیا۔۔۔

حویلی کی شہزادی حیرت و یقین سے۔۔

اس شخص کو بندوق تھامے خود کی جانب

بڑھتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

بالکل سامنے آتے۔۔۔

انہوں نے بندوق کا رخ اسکی جانب

کیا۔۔۔

فوزیہ بیگم نے خود کو گھسیٹتے کی کوشش کی

مگر۔۔ جسم بے جان ہو چکا تھا۔۔۔

بندوق اٹھائی۔۔۔

ہاتھ کپکپائے۔۔۔

سامنے لڑکی غائب ہوئی۔۔۔

اور کوئی چار سالہ معصوم لڑکی کا روپ دھار گئی۔۔۔

وہ جس کی آنکھوں میں چمک تھی۔۔۔

وہ جس کی ہنسی پوری حویلی میں گھونج رہی تھی۔۔۔

وہ جو انکا ہاتھ تھامے ہوئے تھی۔۔۔

وہ جو اب بندوق تھامے ہوئے تھی۔۔۔

وہ جو اب چاقو چلانا دیکھ رہی تھی

مگر۔۔۔۔

منظر پھر بدلا۔۔۔

اب وہی بچی۔۔۔

ایک باغی لڑکی کا روپ دھار گئی۔۔۔

وہ جسکی آنکھوں میں بغاوت تھی۔۔۔

وہ جس نے چاکو ان ہی کی پیٹھ میں گھونپ

دیا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

تیز چنگھاڑتی آواز آئی۔۔۔۔

اسے لگا کسی نے سینے میں گرم لوہا اتار دیا

اسے لگا کوئی سینے میں سانسیں کھینچ چکا تھا

اسنے گہرا سانس لینا چاہا۔۔۔

ایک ں مار۔۔۔

دوبار۔۔۔۔

کئی بار۔۔۔۔

اسے لگا بس اب اسے قبر میں اتارنا رہ گیا

۔۔۔

"ہٹ جاؤ۔۔ ضرغام خان۔۔۔۔ میں اسکا

وجود اب اور برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔

اس نے میری ہی پیٹھ پر خنجر گھونپا۔۔۔۔

اس نے دھوکہ دیا۔۔۔"

وہ چلا رہے تھے مگر ضرغام خان نے اس کی کلائی تھامے اسکے اپنے پیچھے کر چکا تھا۔۔۔

آہہہ۔۔۔سانیس وجود میں موجود تھی۔۔۔

زیوانے سر اسکے کندھے پر ٹکایا۔۔

اسکا جسم بے جان تھا۔۔۔

وہ بمشکل کھڑی تھی۔۔۔

فوزیہ بیگم نے بے ساختہ سر دیوار کے

ساتھ لگالیا۔۔۔

حویلی کی دیواروں نے رکا سانس بحال

کی۔۔۔

دروازوں کے کونوں میں چھپی لڑکیوں نے

لمبی سانسیں لیں۔۔۔

حویلی کی شہزادی۔۔۔۔

بچ گئی تھی۔۔۔۔

"اور میرے ہوتے ہوئے ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔" وہ انکی آنکھوں میں دیکھتے سرد و سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔وہ اسے مارنے کے لئے ہی ساری دنیا سے بچاتا رہا۔۔۔

اسکی حفاظت کی تا کہ کسی روز اپنے سامنے

مرتا دیکھے۔۔۔۔

نہیں۔۔۔

اس میں اپنی ہمت نہیں تھی۔۔۔

جوان بھائی کو کاندھا دینے کے بعد تو بالکل

بھی نہیں۔۔۔

زیوا خان کی سسکیاں حویلی کی در و دیوار پر

ہتھوڑے کی مانند بج رہی تھی۔۔۔۔

گاؤں کی کچی سڑکوں کے پر اس وقت دور

دور تک سیاہ گاڑیاں کھڑی نظر آرہیں

تھی۔۔۔

اور انکی میں وہ بھی کھڑا تھا۔۔۔

سرد و سپاٹ چہرہ۔۔۔

ابھری ہوئی رگیں۔۔۔

سب زخمیوں کو اب تک ہسپتال منتقل کر دیا تھا۔۔۔

مگر یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔۔۔۔۔

یہ وہ حویلی تھی جو انکے خاندان کی پہچان تھی۔۔۔

جو انکے آباؤ اجداد کی تھی۔۔۔

جہاں ماضی میں انکے خاندان نے حکومت چلائی تھی۔۔۔۔

اس حویلی سے کئی کہانیاں جڑی تھی۔۔۔

اس حویلی نے انکا عروج دیکھا تھا۔۔۔

عروج دیا تھا۔۔۔

اس وقت اس حویلی کی حالت کافی خراب معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

بمشکل ہی کوئی چیز اپنی اصلی حالت میں جھلک دیکھا رہی تھی۔۔۔

ضرغام خان نے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچی۔۔۔

گہری سانس لی۔۔۔

اور آنکھوں میں سرد پن کا اضافہ ہوا تھا۔۔۔

دور ہی کچھ قدم پر آدم خان کے گرجنے کی

آوازیں بھی آرہیں تھیں۔۔۔

وہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھا کہ۔۔۔

جمال کسی مجرم کی طرح گردن جھکائے

۔۔۔

سامنے نمودار ہوا۔۔۔۔

اسکی رنگت سفید پڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

اسنے ضرغام خان کو دیکھنے کی کوشش نا کی۔۔۔

ضرغام نے اسے دیکھا۔۔۔

وہ یقیناً کوئی اور خبر لائے ہوئے تھا۔۔۔۔

اسنے جیپ سے ٹیک لگائی۔۔۔

سگار سلگایا۔۔۔

"بالو جمال خان۔۔۔۔کیا خبر ہے۔۔۔"

اس نے ایک بار پھر حویلی کو دیکھا۔۔۔۔

"سائیں۔۔۔۔اسنے حلق تر کیا۔۔۔۔"

وہ۔۔۔۔ہمارا لوگ خبر لایا ہے۔۔۔

او۔۔۔۔اور۔۔۔وہ یہ کہ۔۔۔جاز لان

جتوئی۔۔۔۔گاؤں آچکا ہے۔۔۔یہی

نہیں۔۔اس نے اپنے۔۔۔وفادار لوگ

جمع کر لیئے ہیں۔۔۔اور حویلی کے

دروازے کھل چکیں ہیں سائیں۔۔۔۔" وہ

بولے جا رہا تھا۔۔۔۔

ضرغام خان نے ایک کو گھرا کش لیا۔۔۔۔

"میں جانتا تھا وہ جلد آئے گا۔۔۔۔"

جازلان جتوئی کو ضرغام خان سے بہتر کون

جان سکتا تھا۔۔۔

اسکے چہرے پر تلخ مسکراہٹ پھیلی۔۔۔۔

"۔۔۔او۔۔۔اور۔۔۔۔سائیں۔۔۔"

جمال خان نے پھر ہمت جمع کی۔۔۔۔

"گودام کو آگ لگ گئی ہے سائیں۔۔۔۔

"

ہوا کہ خنکی بڑھ گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

گودام جل کر راکھ ہو چکا تھا۔۔۔

لاکھوں کی ملکیت کا سامان۔۔۔راکھ کا ڈھیر

بن چکا تھا۔۔۔

کئی لوگوں کے جسم بے جان پڑے تھے

۔۔

وہ شاید جو کرنا چاہ رہا تھا کر رہا تھا۔۔۔

مگر جازلان جتوئی اتنا بھی گر سکتا تھا۔۔۔؟

ہر چیز کو حادثے کا رنگ دیا جا رہا تھا مگر

لوگ شاید جانتے تھے۔۔۔۔

وہی لوگ جو برسوں پہلے فیروز جتوئی کی

حویلی پر ہوئے حملے اور اسکی موت کے

بارے میں جانتے تھے۔۔۔۔

انہوں نے اب بھی وہی کردار نبھایا۔۔۔

وہ خاموش تھے۔۔۔۔

دو بڑے فریقوں کی جنگ میں وہ حصہ لینے

کا مطلب شاید جانتے تھے۔۔۔۔۔

اس وقت مردان خانے میں سب اٹھ کر جا

چکے تھے۔۔۔۔

صرف ضرغام خان، آدم کا اور سلطان خان

بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

سگار کا دھواں عجیب انداز میں پھیلا ہوا تھا

۔۔۔۔

یقیناً اب کوئی باہر سے اندر آتا تو سانس لینا

محال ہو جاتا۔۔۔۔

مگر اس وقت مسئلہ زیادہ بڑا تھا۔۔۔

مسئلہ جازلان جتوئی تھا۔۔۔۔

"بس بہت ہو گیا آدم خان۔۔۔اس

لڑکے کو لگامیں ڈالو۔۔۔ورنہ اسکے ہاتھ

ہماری گردن پر ہوں گے۔۔۔۔" یہ آواز

سلطان خان کی تھی۔۔۔

نقصان سب کا ہوا۔۔

اور بہت ہوا تھا۔۔۔

ایسے میں انکے لہجے میں فقط سفاکیت تھی۔۔۔

"ہمممم" انہوں نے ہنکار بھرا۔۔۔

نجانے وہ کن سوچوں میں گم تھے۔۔۔۔

"دشمنی اسکی تم سے ہے مگر وہ جتوئی

خاندان کا فرد ہے۔۔۔وہ ایک کو نہیں

پورے خاندان کو گھسیٹے گا۔۔۔جو میں کسی

صورت برداشت نہیں کروں گا۔۔۔۔"

انکی رنگت سرخ پڑ چکی تھی۔۔۔

رگیں اُبھری ہوئی تھی۔۔۔

جب آدم خان کچھ نا بولے تو وہ۔۔۔

ان پر سرد نگاہ ڈالتے اٹھے تھے۔۔۔۔

پرانی حویلی کی حالت دیکھ کر سب ہی کا

خون گھول رہا تھا۔۔۔

"مجھے جلد خبر چاہیئے ہے کہ جتوئی خاندان

کا کوئی وارث نہیں بچا۔۔۔۔ورنہ۔۔۔"

انکی سرد آواز ایک بار بھر گھونجی۔۔۔

اور پھر وہ پلٹ گئے تھے۔۔۔۔

اب پیچھے دو نفوس بیٹھے تھے۔۔۔۔

سرد و سپاٹ چہروں کے سنگ۔۔۔۔

"اس لڑکی کو جلد حویلی سے فارغ کرو

۔۔۔۔"

بات وہیں سے جاری ہوئی جہاں سے

لوگوں کے آنے کی وجہ سے اُدھوری رہ

گئی تھی۔۔۔

"اسکی آنکھوں کی بغاوت میں نے دیکھی ہے۔۔۔۔وہ اب نہیں رکے گی۔۔۔"

انکی آواز سرد تھی۔۔۔

وہ فیصلہ کر چکے تھے۔۔۔

وہ فیصلہ سنا چکے تھے۔۔۔۔

ضرغام خان کے جبڑے تن گئے۔۔۔۔

"میں نے برسوں اسے اس لئے نہیں پالا کہ کسی بھی ایرے غیرے کے ہاتھ دے دوں۔۔۔" اسنے پھر اپنی بات دہرائی

۔۔۔۔

آنکھوں خون رنگ ہو رہی تھی۔۔۔

آدم خان کے چہرے پر استہزاء مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔ آنکھوں کے سرد پن میں اضافہ ہوا۔۔۔

"تو کیا تم انتظار میں ہو کہ کب وہ باغی لڑکی ۔۔۔اس *** کے قدموں میں جا بیٹھے

۔۔۔اب وہ رہی سہی عزت مٹی میں ملائے

۔۔۔۔

میں ایسا نہیں ہونے دوں گا ضرغام خان

۔۔۔وہ میری بیٹی ہے اور مجھے فیصلے کا حق

ہے۔۔۔

اور میں فیصلہ کے چکا ہوں۔۔۔ میں ایسے
باغی لوگوں کو سزا کے بغیر نہیں چھوڑا
کرتا۔۔۔" وہ اسکے سامنے آ گئے۔۔۔

وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔۔۔۔
"اور میری ہونے کے ناطے۔۔۔ اسے
اتنی رعایت ملی ہے کہ وہ زندہ ہے۔۔۔ "

اسکا سانس بھاری ہونے لگا۔۔۔

وہ لڑکی جسے پھولوں کی طرح پالا۔۔۔۔

اس لئے پالا۔۔۔

"وہ نہیں رکے گی ضرغام خان۔۔۔۔وہ

دوبارہ حماقت کرے گی۔۔۔اور یہ اسکے

حق میں بھی بہتر ہے۔۔۔۔"وہ جانتے

تھے کون سا داؤ کہاں لگانا تھا۔۔۔

داؤ وہیں لگ رہا تھا۔۔۔

وہ بنا کچھ بولے مڑا۔۔۔

اسے موت سے بچا سکتا تھا۔۔۔

مگر سزا سے نہیں۔۔۔

بلکہ نہیں۔۔۔

وہ اب اسے بچانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

آدم خان کی نگاہوں نے دور تک اسکا پیچھا

کیا تھا۔۔۔۔۔

"مجھے افسوس ہے کہ تم بھی باغی ہو گئے

دو کوڑی کی لڑکی کی خاطر۔۔۔۔اب دیکھنا

وہ$$ کیسے قابو آتا ہے۔۔۔"

اس عالیشان کمرے میں موت سی خاموشی

کا بسیرا تھا۔۔۔۔

بیڈ پر اوندھے منہ گرا وجود۔۔۔۔

اب سسکتے سسکتے تھک چکا تھا۔۔۔۔

سب کو دھوکا دیا۔۔۔

سو دیا۔۔۔

مگر ضرغام خان کو۔۔۔؟....

وہ جو اسے خود سے پہلے رکھتا تھا۔۔۔

وہ جو زرا سی دیر ہونے پر پریشان ہو جاتا

تھا۔۔۔

وہ جس نے اسے ہر سرد گرم سے

بچایا۔۔۔

چھ سال پہلے ضوریز خان کو کھویا تھا۔۔۔

صبر آ گیا۔۔۔

کیونکہ وہ۔ مٹی تلے جا بسا تھا۔۔۔۔

مگر آج۔۔۔

آج سانس لینا محال لگ رہا تھا۔۔۔

اس نے اسے کھو دیا تھا جو زندہ تھا۔۔۔

اسکا مان توڑا۔۔۔۔

اسے باقی کسی کی پروا نہیں تھی۔۔۔

کسی کی بھی نہیں۔۔۔

اسے کوئی افسوس نہیں تھا۔۔۔

کوئی بھی نہیں۔۔۔

اس نے محبت نہیں عشق کیا۔۔۔۔

وہ جس نے الفاظ بھی ناپ تول کر

بولے۔۔۔

وہ جو اسے آنکھ اٹھا کر دیکھتا نہیں تھا۔۔۔

وہ جو سرد موسم کی مانند تھا۔۔۔

اس نے بدلے میں کچھ نہیں مانگا۔۔۔

کیا ضروری ہے محبت میں محبت ملے۔۔۔؟

سب مل جائے۔۔۔؟

اس نے کبھی تمنا نہیں کی۔۔۔۔

اسنے کافی کوشش بھی کی کہ اسے دماغ

سے نکال دے۔۔۔

مگر جب نہیں نکلا تو اسنے تسلیم کر لیا۔۔۔۔

شہزادی نے سر جھکا لیا۔۔۔

جانتی تھی کہ بدلے میں کیا ملے گا۔۔۔

بلکہ کچھ نہیں ملے گا۔۔۔

سب تسلیم کر کیا۔۔۔

آدم خان نے بندوق کا رخ اسکی جانب

کیا۔۔۔

وہ اگر تب بھی موت یا جازلان میں سے

کسی ایک کو چننے کا کہتے تو اسنے جازلان کو

نام ہی لینا تھا۔۔۔

مگر وہ۔۔۔

وہ ضرغام خان کو ایسی تکلیف نہیں دینا

چاہتی تھی۔۔۔۔

جو اس نے دی۔۔۔

آنسو ایک بار پھر چہرہ بھگونے لگے تھے

۔۔۔۔

"یہ کیا چن لیا تم نے اپنے لئے زیوا۔۔۔۔

یہ کیا چن لیا۔۔۔؟۔۔۔

نجانے وہ کب ادھر آئیں تھیں۔۔۔۔

کون ہیلہ۔۔۔؟

کون سی نفرت۔۔۔؟

اس وقت سامنے اسکے وجود کا حصہ تھا۔۔۔

وہ جس کی گردن پر تلوار لٹکی ہوئی تھی

وہ جو بکھری حالت میں پڑی ہوئی تھی

انکی آنکھیں پھر سے نم ہوئیں۔۔۔

چھوٹے بالوں کو چہرے سے پیچھے

کرتے۔۔۔

اسکی سوجھی آنکھوں کو دیکھتے۔۔۔وہ

بمشکل بول پائی تھی۔۔۔۔

کیسی شان سے رہنے والی لڑکی تھی۔۔۔

کیا حال بن گیا تھا۔۔۔

"یہ کیا چن لیا تم نے زیوا۔۔۔یہ کیا کیا تم نے۔"

"میں نے اپنے۔۔۔۔۔۔لئے

ک۔۔۔انٹے چنے ماں۔۔۔میں نے

خسارے کا سودا کیا۔۔۔م۔۔۔میں۔۔۔

جانتی ہوں۔۔۔م۔۔مگر۔۔۔۔مجھے۔۔۔

افسوس نہیں۔۔ہو رہا ماں۔۔۔"اسکی

آواز اتنی دھیمی تھی کہ فوزیہ بیگم بمشکل

سن۔پائیں تھیں۔۔۔۔

وہ آنے والے وقت سے خوفزدہ تھی۔۔۔

وہ آدم خان کی فطرت سے واقف تھیں

"وہ تمہیں۔۔۔اتنی آسانی سے جانے نہیں دے گا۔۔۔۔زیوا۔۔۔۔" انکے لب ہلے۔۔۔۔۔

مگر بیڈ پر لیٹا وجود اب ہوش و حواس سے

بیگانہ تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

ویار خان نے ایک سرد نگاہ اس پر

ڈالی۔۔۔۔

جو اسکے قدموں کے پاس جھکی۔۔۔

اسکے جوتے اٹھا رہی تھی۔۔۔

وہ جب سے کمرے میں آیا تھا۔۔۔

وہ اسکے ارد گرد گھوم رہی تھی۔۔۔

اس کے بولنے سے پہلے۔۔۔

لینے سے پہلے۔۔۔

ہر چیز اسکے ہاتھ میں دے رہی تھی۔۔۔

وہی صبح والی حالت۔۔۔

وہی لباس۔۔۔

وہی بکھرے بال۔۔۔

ہاں مگر۔۔۔

اب کے وجود جیسے کانپ رہا تھا۔۔۔

وہ شدید خوفزدہ تھی مگر ظاہر نا کرنے کی

پوری کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"م۔۔۔میں۔۔۔چائے۔۔۔

لاوں۔۔۔۔یا۔۔۔یا کھانا۔۔۔"ایک

ایک لفظ بمشکل ادا ہوا۔۔۔۔

اسکی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔۔۔

اور چہرہ سفید پر چکا تھا۔۔۔۔

ہاتھوں کی کپکپاہٹ۔۔۔۔

ضرغام خان نے سرد سانس لی۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔بس میرا سر دبادو۔۔۔" وہ صوفے پر بیٹھتے۔۔۔ سر پیچھے ٹکا گیا مگر ہیلہ

۔۔۔

اسکا سانس رک گیا۔۔۔۔

وہ۔ یہاں سے بھاگا چاہ رہی تھی مگر۔۔۔۔

جو منظر صبح دیکھا تھا وہ جانتی تھی کہ اس وقت اسکی کیا حالت ہو گی۔۔۔

اسنے کئی لمحے کو سمجھنے میں لگادیے کہ آخر

جو ہوا تھا۔۔؟ ہو ہوا تھا۔۔۔؟

جازلان جتوئی۔۔۔؟ اسکا بھائی۔۔۔؟

وہ جس کی موت پر تو فاتحہ پڑھ چکی تھی

۔۔۔؟ وہ زندہ تھا۔۔۔؟ اور زیوا۔۔۔؟

اسکے سر پر رکھی بندوق۔۔۔؟

کیا وہ اس منظر کو بھول سکتی تھی۔۔۔!

اسے ضرغام خان نے سختی سے کمرے سے

نکلنے سے منع کر رکھا تھا۔۔۔۔

مگر وہ دو تین بار گئی تھی کچھ فاصلے پر موجود

زیوا خان کے کمرے میں۔۔۔

جب تک اسے خود سہی سلامت نا

دیکھا۔۔۔

اسکا سانس سینے میں ہی اٹکا رہا۔۔۔

وہ جو خود کی بیٹی پر رحم نہیں کھا سکتے تھے

۔۔۔

وہ اس پر کھاتے۔۔۔؟

کیا انہوں نے رحم کھایا بھی تھا۔۔۔؟

پہلے تو وہ دعا کرتی رہی کہ آج کی رات

ضرغام خان کمرے میں ہی نا آئے۔۔۔

مگر جب وہ آگیا۔۔۔

بلکہ وہ سے پہلے آگیا تو اسکی جان سولی پر

لٹک چکی تھی۔۔۔۔

اسکا چہرہ دیکھا۔۔۔

سرد۔۔۔

سفاک۔۔۔۔

اور آنکھیں۔۔۔۔

وہی آنکھیں جو چھ سال پہلے اس قید میں دیکھی۔۔۔

وہی سفاکی۔۔۔

اسکی جان لبوں پر آئی۔۔۔

وہ کسی صورت اسے موقع نہیں دینا چاہتی تھی کہ وہ اس پر غصہ نکالے۔۔۔ آخر اس۔ بند کمرے میں اسے بچاتا کون۔۔۔؟ وہ ادھر سے بھاگنا چاہ رہی تھی مگر۔۔۔

"کب تک سکتے میں رہنا ہے۔۔۔ سر

دباؤ۔۔۔۔" اسکی آواز خاموشی میں گھونجی

۔۔۔۔اسے حال میں پٹخ چکی تھی۔۔۔

وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔

وہ چوڑا ہو کر۔۔۔

دونوں بازوؤں صوفے کی پشت پر

پھیلائے۔۔۔

سر پیچھے ٹکائے۔۔۔

آنکھیں بند کئے ہوئے تھا۔۔۔

مگر بازوؤں اور گردن پر ابھری۔۔۔

نیلی رگیں۔۔۔

اس نے حلق تر کیا۔۔۔

ماتھے و گردن پر پسینہ چمکنے لگا۔۔۔

اسنے دھیرے سے قدم اٹھائے۔۔

پوچھ کر پچھتائی۔۔۔

اور سانس روکے اسکے پاس۔۔۔ بیٹھی

۔۔۔

مردانہ پرفیوم وسگار کی مہک۔۔۔

سینے میں دھڑکتے دل کی رفتار مدھم

ہوئی۔۔۔۔

باہر ایک دنیا اسکی دشمن تھی۔۔۔

اور جس کے ساتھ وہ اندر بند کمرے میں

پانچ دنوں سے قید تھی۔۔۔وہ اسکا جانی

دشمن تھا۔۔۔وہ جس نے اسکے ماتھے پر

گن رکھی تھی۔۔۔وہ جو اسکی جان لینے آیا

تھا۔۔۔

مگر مجبوری یہ تھی کہ وہ صرف اسی پر یقین

کر سکتی تھی۔۔۔

عجیب تھا۔۔۔

اور کیا وہ سچ میں دشمن تھا۔۔۔؟

کیا وہ اسکا مسیحا نا تھا؟

اس نے لب کچلتے۔۔۔

ہاتھ اسکے ماتھے پر رکھے۔۔۔

دھڑکنیں کانوں میں گھونجے لگیں۔۔۔

اور ہاتھ دھیرے دھیرے حرکت کرنے لگیں۔۔۔

البتہ پر خوف نگاہیں اسکے چہرے سے ایک پل کو نا ہٹیں۔۔۔اِدھر وہ ذرا سی حرکت کرے۔۔۔

اور وہ اٹھ کر بھاگے۔۔۔

جبکہ دوسری جانب ضرغام خان کو لگا جلتے وجود پر کسی نے پانی پھینک دیا ہو۔۔۔۔

عجیب سکون۔۔۔

بے حد عجیب۔۔۔

اتنا کہ پل میں سر درد غائب ہوا۔۔۔

اور ماتھے پر موجود بل بھی۔۔۔

وہ سب کچھ بھول گیا۔۔۔

جو کچھ باہر ہوا۔۔۔

اور جو کچھ ہونا تھا۔۔۔

کرنا تھا۔۔۔

اب بھول گیا۔۔۔۔

وہ اسکے وجود کی کپکپاہٹ محسوس کر سکتا تھا

۔۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ اس نے سب دیکھ لیا تھا اور

اب وہ خوفزدہ تھی۔۔۔۔

اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔

سبز و سیاہ آنکھیں ملیں۔۔۔

اس سے پہلے وہ اٹھتی۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ تھام چکا تھا۔۔۔۔

کپکپاتا ہاتھ۔۔۔۔

"میں۔۔۔ک

"دباتی رہو۔۔۔" دھیمی مگر سرد آواز۔۔

کیا وہ اٹھنے کی گستاخی کر سکتی تھی۔۔۔۔

وہ دوبارہ آنکھیں بند کر گیا۔۔۔۔

ہیلہ نے ابھی بمشکل سانس لیا ہی تھا

کہ۔۔۔

"میری چیزوں کو کس سے پوچھ پر ہاتھ

لگایا۔۔۔" وہ ایک بار پھر اسکا سانس روک

گیا۔۔۔

ہیلہ نے بے ساختہ ہاتھ کھینچے مگر۔۔۔

اسکی سرد نگاہیں دیکھتے ہی بمشکل آنسوؤں

کو روکے۔۔۔ایک بار پھر اسکے ماتھے پر

رکھے تھے۔۔۔۔

"کچھ پوچھا۔۔۔

"م۔۔۔میرے۔۔پاس کپڑے نہیں تھے۔۔۔رانو نے میرے جاتے ہی۔۔۔ میرے کپڑے جلا دیئے۔۔۔اور مجھے۔۔ بدلنے تھے کپڑے۔۔۔"۔وہ بمشکل بول آئی۔۔۔۔

"میرا سوال یہ نہیں تھا۔۔میں نے پوچھا ہے کہ تم نے اجازت کس سے لی۔۔۔۔"

ہنوز سرد آواز۔۔۔

اسکا چہرہ جھک گیا۔۔۔۔

آنسو چہرے بھگونے لگے تھے۔۔۔۔

وہ اس وقت اس انسان سے شدید خوفزدہ تھی۔۔۔۔

ضرغام نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔۔

وہ جو۔۔بذات خود۔۔۔اسکا سکون بن گئی تھی۔۔۔۔

جو وہ اسکے کپڑوں میں ملبوس۔۔۔

اسکا سانس لینا مشکل کیئے ہوئے تھی

۔۔۔۔

"دباتی رہو۔۔۔۔جب تک میں سونا جاؤں۔۔اور اس سے پہلے اٹھنے کی کوشش نا کرنا۔۔۔"وہ ایک بار پھر چہرہ پیچھے گرا گیا۔۔۔۔

ہیلہ نے ہتھیلی کی مدد سے گال صاف کئے۔۔۔

اور اب وہ دوبارہ اسکا سر دبا رہی تھی۔۔۔

صبح اسکی آواز کمرے میں ہوتی ہلچل کے

باعث کھلی۔۔۔

حواس بحال کرتے۔۔۔

صورتحال سمجھنے کی کوشش کی۔۔۔۔

اور پھر وہ چونک گئی۔۔۔

وہ تورات کو صوفے پر تھی۔۔۔۔

ضرغام خان کچھ ہی دیر میں سو گیا مگر وہ سر دباتی رہی تھی پھر جب خود بھی آنکھ لگی وہ نہیں جانتی تھی۔۔اور اب۔۔۔

اب وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔

چہرہ پل میں سرخ ہوا۔۔۔

اور نگاہیں رانو پر جا ٹھہریں۔۔۔

جو کافی سارے بیگز۔۔۔

صوفے پر رکھ رہی تھی۔۔۔۔

گل مینے بھی اسکے ساتھ تھی۔۔۔

ہیلہ ایکدم اٹھی۔۔۔۔

ایک لمبا عرصہ ان دونوں کے ساتھ گزرا

تھا۔۔۔۔

اچھا یا برا۔۔۔

مگر وہ تینوں اکثر ساتھ بیٹھتے۔۔

باتیں کرتے۔۔۔

مگر پھر وہ دونوں اجنبی ہو جاتی۔۔۔

جیسے اب ہو گئی تھی۔۔۔

"رانو و۔۔۔۔"

"چھوٹے سائیں نے سامان بھیجوایا

ہے۔۔۔ تمہ۔۔۔۔ آپکی ضرورت کا۔۔۔

"وہ جھکی نگاہوں کے سنگ بولی تو ہیلہ نے

کئی آنسوؤں کو گلے میں اتارا۔۔۔

وہ دونوں ایکدم بہت اجنبی بن چکیں تھیں

" آپ۔۔ تیار ہو جانا۔۔۔۔ "

وہ بول کے نکل گئی۔۔۔۔

کئی لمحے اس نے ادھر ہی کھڑے

گزارے۔۔۔۔

آنسو گالوں پر گرتے رہے۔۔۔

آخر وہ کب تک اس کمرے کی چار دیواری

میں بند رہ سکتی تھی۔۔۔؟

مگر باہر نکلنا بھی کہاں آسان تھا۔۔۔۔

مگر اگلا جھٹکا اسے تب لگا جب سارے

جوڑے مختلف رنگوں میں تھے۔۔۔۔

اسنے تیز ہوتی سانسوں کے سنگ۔۔۔

اس سرخ جوڑے کو ہاتھ میں پکڑا۔۔۔؟

وہ اسے پہن بھی سکتی تھی۔۔۔"

اور پھر اگلے ہی لمحے اس نے ہر شا پر

کھولا۔۔۔

ضرورت کا ہر سامان مگر رنگین رنگ

۔۔۔۔

ان میں سیاہ رنگ دور دور تک نہیں

تھا۔۔۔۔

سرخ جوڑا بے ساختہ ہاتھ سے گرا

تھا۔۔۔۔

حویلی کی کنیز کہاں رنگوں میں ڈوب سکتی

تھی۔۔۔۔؟

گاؤں کی کچی سڑک پر اس وقت سیاہ جیپ

تیزی سے دھول اڑاتی نظر آ رہی تھی

اسکے پیچھے اس وقت۔۔۔ معلوم کے

خلاف کوئی دوسری گاڑی نہیں تھی۔۔۔۔

پھر یکدم۔۔۔۔۔

اس اونچی حویلی کے بالکل سامنے آکر

رکی۔۔۔

ٹائروں کی چرچراہٹ کی آواز۔۔۔۔

دھول کچھ مزید پھیلی۔۔۔

منظر دھندلا سا گیا۔۔۔

اسٹرینگ پر ثبت اسکی انگلیوں کی گرفت

اس قدر سخت تھی کہ نیلی رگیں ابھر آئیں

تھیں۔۔۔ سختی سے بھینچے لب۔۔اور سرد

پڑتی سیاہ آنکھیں۔۔۔۔۔ضرغام خان کافی

دیر سرد نگاہوں سے سامنے دیکھتا رہا تھا

۔۔۔۔

اسے یقین تھا۔۔۔۔

اور پھر وہی ہوا۔۔۔۔

حویلی کا دیو ہیکل دروازہ کھتا گیا تھا۔۔۔

عنابی لبوں پر سرد سی مسکراہٹ پھیلی۔۔۔

اور جیپ ایک بار پھر حرکت میں آئی۔۔۔

اب کے حویلی کے اندرونی داخلی

دروازے کے عین سامنے رکی۔۔۔۔

اور اگلے ہی پل۔۔۔۔

بنا کسی دیری کے۔۔۔۔۔

وہ باہر نکلا۔۔۔۔

سیاہ جوتوں میں مقیم پاؤں دھرتی پر ثبت

ہوتے۔۔۔

دھول اڑا گئے۔۔۔۔

اسنے سیاہ شال کندھوں سے اتارے۔۔۔

سیٹ پر اچھالی۔۔۔۔

اور دروازہ بند کیا۔۔۔

اس کے قدم اب آگے بڑھ رہے تھے

۔۔۔۔

مگر زیادہ دیر نہیں۔۔۔۔

اسے رکنا پڑا تھا۔۔۔

ایک اور لکڑی کا بلند و بالا دروازہ کھلا۔۔۔۔

تیز خوشبو۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔

وہ سامنے آ ہی گیا۔۔۔۔

جاز لان جتوئی۔۔۔۔

دونوں بازوؤں کو کھولے۔۔۔۔

چہرے پہ پھیلی مسکراہٹ۔۔۔۔

وہ یقیناً خوش دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔

دونوں آمنے سامنے آئے۔۔۔

تو منظر پل بھر کو ہی سہی۔۔۔

مگر بدلے۔۔۔

وہ ہر بار ملتے ہوئے بغل گیر ہوتے۔۔۔۔

منظر پھر بدلے۔۔۔

وہ قریب آ گیا۔۔۔

بالکل سامنے۔۔۔

ویسے ہی بازوؤں کو کھولے۔۔۔۔

نظریں اب بھی نا جھکیں۔۔۔

کسی نے نا جھکائیں۔۔۔

عجیب بے تاثر نگاہیں۔۔۔۔

وہ ایک دوسرے کو تباہ کر دینا چاہتی تھیں

"باخدا میں نے ان چھ سالوں میں تمہیں

سب سے زیادہ یاد کیا۔۔۔اب جب

برسوں بعد مل ہی رہیں ہیں تو تمہارا خیال

نہیں ہے کہ ہمیں ایک بار ملنا چاہیے

۔۔۔"

وہ اسے جلا رہا تھا شاید۔۔۔۔

وہ کامیاب ہو رہا تھا شاید۔۔۔

"۔میرے بھی دماغ سے تم نہیں نکلے۔۔

ہر پل سوچا۔۔۔ کیسی موت ہو۔۔۔جو

تمہیں دی جائے۔۔۔"حویلی کی مغرور کھڑی دیواروں کو ان دونوں کو تاسف سے دیکھا تھا۔۔۔۔

جازلان نے جیسے مایوس ہوتے بازو گرائے۔۔۔

وہ اچھا اداکار تھا۔۔۔

"مجھے افسوس ہے کہ تمہارے فیصلہ

کرنے سے پہلے میں آزاد ہو گیا۔۔۔اور

جانتے ہو کہ مجھے آزاد۔۔۔

"آہہہہ۔۔

ابھی جملہ پورا کرتا کہ جبڑا ٹوٹتا محسوس

ہوا۔۔۔۔

ہونٹوں سے خون رس پڑا۔۔۔

اور پھر۔۔۔

ضرغام خان نے اسکا گریبان پکڑا تھا۔۔۔

"خبر دار۔۔۔۔ خبر دار میری بہن کا نام لیا

۔۔۔۔ "

اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔۔

سانسیں غصے کے باعث بھاری ہو گئیں

۔۔۔

جازلان جتوئی نے ایک پل کو ٹھہر کر اسے

دیکھا۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔

حویلی کی دیواروں نے۔۔۔

اپنے مالک کا قہقہہ دلچسپی سے سنا تھا۔۔۔

وہ ہنسنے جا رہا تھا۔۔۔

اور پھر۔۔۔

یکدم چہرے سے ساری ہنسی نچڑ گئی۔۔۔

اب سرد مہری کا راج تھا۔۔۔

عجب سرد مہری۔۔۔

"تمہیں یاد ہو گا کہ تم نے کہا تھا۔۔ تم جتوئی خاندان کے کسی فرد پر تھوکنا پسند نہیں کرتے۔۔" اسنے ضرغام خان کے

کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔"کاش تم اپنی

بہن کو بھی۔۔۔

اگلا مکہ بھی کافی شدید تھا۔۔۔

ایسا لگا جبڑا ٹوٹ گیا ہو۔۔۔

خون اب گرنے لگا۔۔۔

سفید قمیض پر گرنے لگا۔۔۔

مگر جیسے اسے فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔

وہ اس سے زیادہ سہہ چکا تھا۔۔۔

"اس کا نام نا لے۔۔۔۔" وہ ایک بار پھر

دھاڑا۔۔۔

مگر جازلان جتوئی پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔

وہ اس سے بات کرنے آیا تھا

وہ زیوا کے متعلق اسے باز کرنا چاہتا تھا مگر

۔۔

حویلی کے اندر دروازوں سے جھانکتے۔۔۔

کھڑکیوں کے پار۔۔۔

لوگ اس منظر کو دلچسپی سے دیکھ رہے

تھے۔۔۔

سن رہے تھے۔۔۔۔

جازلان نے ایک ادھوری نگاہ حویلی پر

ڈالی۔۔۔

اسی حویلی سے یقیناً اسے گھسیٹ کر باہر نکالا

ہو گا۔۔۔

اسی حویلی نے اس معصوم کو ونی ہوتے

دیکھا ہوا۔۔۔

آنکھیں سرد ہوئی۔۔۔

"وہ راتوں کو ملنے آتی تھی مجھ سے۔۔۔"

اسکی آواز اونچی تھی۔۔۔

ضرغام اس پر چڑھ دوڑا۔۔۔

وہ اسے مار رہا تھا۔۔۔۔

"زیوا خان میری دیوانی تھی۔۔۔۔"

وہ دیوانہ وار اسکے چہرے پر مارے جا رہا تھا

مگر وہ نہیں چل ہو رہا تھا۔۔۔

لوگوں کے ہاتھ لبوں تک گئے۔۔۔۔

"وہ اب بھی میرے عشق میں پاگل

ہے۔۔۔" آواز اونچی ہوئی۔۔۔

)ہاں مجھے عشق ہے جازلان جتوئی سے(

"چپ******سالے چپ۔۔۔۔"

وہ نہیں چپ ہو رہا تھا۔۔۔

اسکی آواز اونچی ہوتی گئی۔۔۔

"وہ میری ایک آواز پر سب چھوڑ کر
آسکتی ہے۔۔۔۔ "

ضرغ خان پیچھے ہوا۔۔۔
گہری تیز ہوتی سانسیں۔۔۔۔

سرخ رنگت۔۔۔۔

آہہ۔۔۔

اس نے سامنے گرے جازلان جتوئی کو

دیکھا۔۔۔

جس کے چہرے سے خون ابل ابل گر رہا

تھا۔۔

سفید قمیض سرخ ہو چکی تھی۔۔۔۔

"زیوا خان نے اپنا کافی وقت مجھے

دیا۔۔۔۔"

وہ اٹھا۔۔۔

جیپ تک گیا۔۔۔۔

اور جب واپس آ گیا تھا۔۔

وہ گن لوڈ کر رہا تھا۔۔۔

اسکے سر پر خون سوار تھا۔۔۔۔

جازلان جتوئی کھانستے ہوئے پیچھے

اٹھا۔۔۔۔

عین اسی وقت۔۔۔

حویلی میں سے کافی لوگ نکلے۔۔۔

مگر۔۔

ٹھاہہ۔۔۔ ٹھاہ۔۔۔

وہ گولیوں کی بوچھاڑ کر دینا چاہتا تھا اس

پر۔۔۔

مگر ان لوگوں نے اسے روک لیا۔۔۔

مگر اب جازلان جتوئی کا چہرہ سفید پڑنے لگا

تھا۔۔۔۔

اسکا وجود ڈھیلا پڑا۔۔۔۔

مگر لب ہل رہے تھے۔۔۔۔

"زیوا خان کو جازلان جتوئی سے عشق

ہے۔۔۔"

)ہاں مجھے جازلان جتوئی سے عشق

ہے۔۔۔"

ہواؤں نے اسکا ساتھ دیا۔۔۔۔

ضرغام خان اب جیپ میں بیٹھ چکا تھا

۔۔۔۔

اس نے اسٹرینگ پر کئی مکے برسائے۔۔۔

سانسیں شدید بھاری ہو چکیں تھیں۔۔۔۔

آہہہ۔۔۔۔

وہ اسے کیوں جان سے نامار سکا۔۔۔؟؟

مگر کیا اگر وہ لوگ نا آتے تو وہ اسے مارنے

کی ہمت رکھتا تھا۔۔۔؟

اس شخص کو۔۔۔

جو کسی زمانے میں اسکا دوست رہا تھا۔۔۔؟

اس شخص کو جس کے ساتھ مل کر اس نے

بہت کچھ کرنا تھا۔۔۔؟

اگلے کچھ لمحوں میں جیپ حویلی کی حدوں سے نکل گئی تھی۔۔۔

عجیب تھا۔۔۔

اسے کسی نے نہیں روکا۔۔۔

کسی نے کچھ نہیں کہا۔۔۔

سب اسکی آمد سے واقف تھے۔۔۔۔

سب کو وہ پہلے ہی آگاہ کر چکا تھا۔۔۔۔

اس کے بندے بھی اسکے بتائے وقت پر

آئے۔۔۔؟

جازلان جتوئی نے ایک بار ہاتھ نا اٹھایا۔۔۔

وہ شاید سب جانتا تھا۔۔۔

"زیوا خان اب بھی میرے بلانے پر سب چھوڑ سکتی ہے۔۔۔"

)اسے اگر کسی کو چننا پڑتا تو وہ بنا کسی افسوس و سوچ کہ۔۔ جازلان جتوئی کو چنتی۔۔۔(

سیاہ جیپ کے پاس کھڑے۔۔۔ بھورے رنگ کی شلوار قمیض پہنے۔۔۔ ضرغام خان نے جھکتے۔۔۔ بوتل جیپ سے نکالی

ڈھکن کھولا۔۔۔۔

ایک گھونٹ گلے میں اتارتے۔۔۔

باقی بوتل۔۔

سر پر خالی کی تھی۔۔۔۔

پانی سر سے ہوتا۔۔۔ چہرہ تر کرتا۔۔۔

گردن اور پھر بھوری قمیض کا رنگ تیز کر

گیا۔۔۔

خون کے چند دھبے۔۔۔

پانی کے ملتے ہی پھیلتے چلے گئے۔۔۔

سیاہ بال چہرے پر بکھر گئے تھے۔۔۔۔

ضرغام خان نے بوتل مڑوڑتے۔۔۔

مسلتے۔۔دور پھینکی۔۔۔۔

بالوں کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے کرتے

۔۔۔

اسنے گہرا سانس لیا تھا۔۔۔

وجہی چہرے پر چند بوندیں چمکتی رہ

گئی۔۔۔

ٹھنڈا پانی بھی اندر لگی آگ مدھم نا کر

پایا۔۔۔

اسکا وجود جل رہا تھا۔۔

راکھ ہو رہا تھا۔۔۔

وہ دو گولیاں اسکے بدن میں اتار آیا تھا۔۔

اس شخص کے جس کو اس نے چھ سالوں

میں ایک بار بھی مارنے کا نا سوچا۔۔۔

مگر آج وہ اسکا پہلے سے۔۔۔

زخموں سے چور بدن۔۔۔

چور چور کر آیا تھا۔۔۔

" وہ راتوں کو ملنے آتی تھی مجھ سے۔۔۔"

آوازیں پھر گھونجے لگیں۔۔۔

اسکا سر پھر پھٹنے لگا۔۔

"وہ میری ایک آواز پر سب چھوڑ کر

آسکتی ہے۔۔۔۔"

آہہہہ۔۔۔اسنے جیپ کے بونٹ پر پوری

شدت سے مکہ مارا تھا۔۔۔

" زیوا خان میری دیوانی تھی۔۔۔۔"

مگر آفاقہ نا ہوا۔۔۔۔

وہ اب دونوں ہاتھ جیپ پر رکھے۔۔۔

گہرے سانس لے رہا تھا۔۔۔

اور پھر چہرہ اٹھایا۔۔۔۔

اب کہ حالت مختلف تھی۔۔۔

اس نے تیزی سے موبائل جیب سے

نکالا۔۔۔

وہ اب کسی نا نمبر ملا رہا تھا۔۔۔

جو فیصلہ وہ پورے دن میں نا کے سکا۔۔۔

وہ ہو چکا تھا۔۔۔۔

اسکے بعد گم ہوتے منظر میں دیکھو تو وہ

ایک کے بعد دوسرا نمبر ملاتے۔۔

کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

دروازہ دھاڑ کی آواز کے ساتھ کھلا۔۔۔

وہ اندر آیا۔۔۔

شال ہاتھ سے دور اچھالی۔۔۔۔

پاؤں میں آتے۔۔ سرخ جوڑے کو دور کیا۔۔۔

اور وڈروب کی جانب بڑھا۔۔۔

ہیلہ مکمل طور پر دیوار کے ساتھ چپک گئی

نگاہیں اسی پر تھی۔۔۔

جس کی شرٹ پر خون کے دھبے کافی واضح

تھے۔۔۔

اسکا سانس خشک ہونے لگا۔۔۔

وہ سانس روکے۔۔۔

اسپر نظریں جمائے ہوئے تھے۔۔۔۔

جس کے بال گیلے تھے۔۔۔۔

سفید شلوار قمیض۔۔۔

تقریباً الماری سے کھینچتے نکالی۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے وہ واش روم کا دروازہ

کھولتے اندر غائب ہو گیا تھا۔۔۔

کب سے روکا سانس بحال کیا۔۔۔

ایک نظر کمرے میں گھمائی۔۔۔

کپڑوں کا انبار بکھرا پڑا تھا۔۔۔

اسکا سانس خشک ہونے لگا۔۔۔

وہ جس انداز میں آیا تھا کچھ بعید نہیں تھی

کہ اسی پر سارا غصہ نکالتا۔۔۔

مگر پھر ہمت کرتے آگے بڑھی۔۔۔

ابھی چند کپڑے کی اٹھا پائی تھی کہ دروازہ

ایک بار پھر کھلا۔۔۔۔

تیز خوشبو۔۔۔

اور ہیلہ کہ ہاتھ سے کپڑے کے ساختہ

گرے تھے۔۔۔

وہ مڑی۔۔۔

سامنے ہی وہ قمیض کے بٹن بند کرتے اسے

دیکھ رہا تھا۔۔۔

سر دا اندر تک اترتی نگاہیں۔۔۔

"یہ کیا حال بنا رکھا ہے۔۔۔۔" اگلے ہی

پل وہ اس تک پہنچا۔۔۔

وہ گڑبڑا گئی تھی۔۔۔

"وہ۔۔۔و۔۔۔"

"چاہتی کیا ہو تم ہاں۔۔۔۔جب سب کچھ لا دیا ہے تو کس بات کا سوگ منایا جا رہا تھا ۔۔۔"

اس سے پہلے وہ پیچھے بیڈ پر گرتی۔۔۔۔

وہ اسکی کہنی دبوچتے۔۔۔

دبی دبی آواز میں غرایا تھا۔۔۔اس وقت

وہ اتنے غصے میں تھا کہ اسکا کپکپاتا وجود بھی

نا دیکھ پایا۔۔۔

ہر وقت جسے نفاست پسند تھی۔۔۔

اسکا کمرہ کسی لنڈے بازار کا منظر پیش کر رہا

تھا۔۔۔۔

"کچھ بکواس کی ہے میں نے۔۔۔۔یہ سب کیا ہے۔۔۔" اسے مزید قریب کیا۔۔۔

جس کا چہرہ پل میں آنسوؤں سے تر ہو گیا تھا۔۔۔

"یہ۔۔۔ی۔۔یہ میں۔۔کیسے پہن۔۔۔

بازو ایک جھٹکے سے چھوڑا۔۔۔

"تم کیسے پہن سکتی ہو۔۔۔؟ اسے تعجب

ہوا۔۔۔

اور سامنے پڑا شاپر اٹھایا۔۔۔۔

ہیلہ اسکے چھوڑتے ہی بیڈ کر گر چکی تھی

"اس نے شاپر سے سرخ کپڑا نکالا۔۔۔

اور پھر۔۔ہیلہ کو لگا وہ شرم سے زمین میں

دھنس جائے گی۔۔۔

ضرغام خان نے اسکے سامنے کیا۔۔۔

وہ سرخ چہرہ جھکا گئی۔۔۔

"یہ تمہیں زیادہ بہتر پتا ہو گا۔۔" اس نے

اسے دور بیڈ پر پھینکا تھا۔۔۔

وہ مارے شرم کے چہرہ نا اٹھا پائی۔۔۔

کیا ضرورت تھی ایسی چیزوں کو سامنے

رکھنے کی۔۔۔۔

وہ تو کپڑوں کا بول رہی تھی۔۔

وہ تو ان رنگوں کے بارے میں کہہ رہی

تھی۔۔۔

مگر قسمت کب ہوتی تھی اسکے ساتھ۔۔۔

اسکا چہرہ مزید جھک گیا۔۔۔

مگر اسے جیسے ترس نا آیا۔۔۔

اسکے گرد۔۔

دائیں بائیں ہاتھ رکھے۔۔۔

اسپر جھکا۔۔۔۔

تیز۔۔سانسوں میں اترتی مہک۔۔۔

اور گرم سانسیں۔۔۔

ہیلہ کا چہرہ و گردن نم ہو گئے تھے۔۔۔۔

کیا ہی ضرورت تھی اسکے سامنے آنے

کی۔۔۔

"مجھے تم پر ہر رنگ چاہیئے۔۔۔ہر رنگ۔۔ سوائے اس سیاہ کے۔۔۔ سمجھ رہی ہو نا۔۔۔اگلی بار میں کمرے میں آوں تو تم مجھے تیار ملو۔۔۔ورنہ مجھ سے کسی اچھے کی امید نا رکھنا۔۔۔"اسکی آواز دھیمی ہو گئی۔۔۔

مگر سرد پن محسوس کرتے۔۔۔۔

جھکا چہرہ اٹھا۔۔۔

نگاہیں ملیں۔۔۔

پھر جھک گئیں۔۔۔۔

ویار پیچھے ہو گیا۔۔۔

"کچھ بھی ہو جائے۔۔۔ تمہیں اس

کمرے سے باہر نہیں نکلنا۔۔ کسی بھی

صورت نہیں۔۔۔" دروازے پر

پہنچتے۔۔۔

وہ تک کر بولا۔۔۔

اور پھر نکل گیا۔۔۔۔

ہیلہ اسی طرح پیچھے گر گئی۔۔۔

سانسیں عجب بکھری ہوئی تھی۔۔۔

اس نے دھیرے سے چہرہ موڑتے

دیکھا۔۔۔

سرخ رنگ کا کپڑا۔۔۔

ادھر ہی پڑا تھا۔۔۔

اسکا چہرہ اسی رنگ جیسا ہو گیا۔۔۔

اور پھر جب دماغ میں اسکی شرٹ پر لگے خون کے دھبے آئے تو وہ ایکدم اٹھا بیٹھی تھی۔۔۔۔

سانسیں ایک بار پھر تیز ہونے لگیں۔۔۔

کیا وہ جازلان جتوئی کے پاس سے ہو کر آیا تھا۔۔۔؟

۔۔۔۔۔۔

فوزیہ بیگم اس بے خبر سوئے وجود کو جگا

رہیں تھیں۔۔۔۔

انکا چہرہ سفید پڑا ہوا تھا۔۔۔

بکھرے بال۔۔۔

اجھڑا حلیہ۔۔۔۔

ہر جانب جیسے سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔

ہر چیز جیسے جان لگائے ہوئے تھے۔۔۔

جسم سے جان جیسے نکل رہی تھی۔۔۔۔

وہی ہوا جسکا ڈر تھا۔۔۔۔

"زیوا۔۔۔۔"

انکے لب ایک بار پھر ہلے۔۔۔

نگاہیں بار بار دروازے پر جاتیں۔۔۔

کچھ قدم دور کھڑی گل مینے کی آنکھیں

بھی نم تھی۔۔۔

جان اسکی بھی جیسے نکل رہی تھی۔۔۔

مگر اوندھے منہ گرا وجود بے خبر تھا۔۔۔

نیند کی گولیوں کا اثر تھا۔۔۔

وہ ہلی بھی نہیں۔۔۔

"زیواااا۔۔"برداشت ختم ہوئی۔۔

فوزیہ بیگم چیخ پڑی تھی۔۔۔

اسے جھنجھوڑتے۔۔۔

انکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔

چہرہ بھیگ چکا تھا۔۔۔

اس وجود میں حرکت ہوئی۔۔۔

ہلکی سی۔۔۔

"زیوا۔۔۔اٹھ۔۔۔اٹھ اوپر۔۔۔

زیوا۔۔۔س۔۔سب برباد ہو گیا۔۔۔

زیوا۔۔اٹھ۔۔۔تو برباد ہو گئی ہے۔۔

زیوا۔۔۔۔"وہ اب باقاعدہ اسے

جھنجھوڑتے چلا رہی تھی۔۔۔

زیوا کی آنکھیں کھلیں۔۔۔

اور خود پر جھکی۔۔

روتی ماں پر گئیں۔۔۔

حواس بحال ہونے میں چند لمحے لگے تھے

۔۔۔

وہ بمشکل دونوں ہاتھ بیڈ پر رکھتے۔۔۔

بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی۔۔۔

اجڑے بال۔۔

اجڑی حالت۔۔۔۔

اس نے خاموش نگاہوں سے روتی ماں اور

دور کھڑی گل مینے کو دیکھا۔۔۔۔

سب ایک پل میں آنکھوں کے سامنے

سے گھوما۔۔۔۔

قیامت آگئی تھی۔۔۔

وہ برباد ہو گئی تھی۔۔

اب کیسی بربادی۔۔۔

اس نے تلخی سے ماں کو دیکھا۔۔۔۔

دل وہ مار چکی تھی۔۔۔

اب اور کیا ہونا تھا۔۔۔

فوزیہ بیگم نے بند دروازے کو دیکھا۔۔۔

اور ایکدم اسکا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔

"ت۔۔۔تو۔۔تو حویلی سے بھاگ

جا۔۔۔۔۔باھ۔۔بھاگ جا زیوا۔۔۔۔

یہ۔۔یہ سب تجھے مار دیں گے۔۔تو۔۔

اٹھ۔۔اٹھ تو۔۔۔"وہ اسے زبردستی کھینچتے

ہوئے اٹھیں۔۔۔۔زیوانے بمشکل خود کو گرنے سے بچانے اپنی کلائی انکے ہاتھ سے کھنیچی تھی۔۔۔

"اب کیا ہونا ہے ماں۔۔۔میرے سر پر بندوق رکھ دی میرے باپ نے۔۔۔بلکہ مجھ پر چلا بھی دی ماں۔۔اب اور کیا ہونا

ہے۔۔"گل مینے کو دیکھتے وہ تلخی سے گویا ہوئی تھی۔۔

حویلی کے ایک ایک ملازم نے اسے دیکھا تو۔۔۔

فوزیہ بیگم نے پھر دروازے کی جانب
دیکھا۔۔اور پھر اپنی بیٹی کو۔۔۔جسے
پھولوں کی مانند پالا تھا۔۔۔

وہ اسکے قریب آئیں۔۔بہت قریب
۔۔۔"و۔۔وہ۔۔۔تیرا نکاح کرتے۔۔
تجھے۔۔۔ا۔۔اس ملازم کے۔۔ساتھ

رخصت کرنے والیں ہیں۔۔۔"کمرے

کی دیواریں ہلیں۔۔۔اور اگلے ہی پل۔

زیوا خان کے سر پر گریں تھیں۔۔۔

"نکاح۔۔۔؟کس کا نکاح۔۔؟کس سے

نکاح؟ملازم۔۔۔؟

"تو۔۔۔بھاگ جا۔۔۔گل مینے تیرے ساتھ۔۔۔۔

زیوا ایکدم پیچھے ہوئی۔۔۔حیرت و بے یقینی سے ماں کو دیکھا۔۔۔۔

"کس کا نکاح۔۔۔"

اسکے لب ہلے۔۔۔۔

"تیرا نکاح۔۔۔۔بالی سے۔۔۔"

گریں دیواروں کے بوجھ تلے اسکا وجود

دھنس گیا۔۔۔۔

بالی سے نکاح۔۔۔۔؟.

اسکا سر نفی میں ہلنے لگا۔۔۔۔

"آپ۔۔۔مزاق۔۔۔۔

"مزاق کا وقت نہیں ہے زیوا۔۔۔" وہ پوری شدت سے چلائی تھی۔۔۔

"تو بھاگ جا۔۔۔ تو۔۔۔ تو جا زلان کے پاس۔۔۔ ہاں اسی کے پاس۔۔۔ ن۔۔ نہیں۔۔ وہ۔۔ وہ نہیں۔۔ تو یہاں سے۔۔ نکل۔۔۔

مگر وہ نہیں سن رہی تھی۔۔۔

اسکے قدم پیچھے ہوتے گئے۔۔۔

وجود دیوار سے لگا۔۔۔

ٹانگوں سے جان نکلی۔۔

اور وہ گری تھی ادھر ہی۔۔۔

تو یہ سزا منتخب کی گئی تھی اسکی۔۔۔۔؟

اسکا وجود سناٹوں کی زد میں تھا۔۔۔؟

بالی۔۔؟

وہ جو اس حویلی کا ملازم تھا۔۔۔؟

وہ اسے سزا کے طور پر ایک ملازم سے جوڑ

رہے تھے۔۔۔؟

نہیں۔۔۔۔؟

وہ جازلان کے علاوہ۔۔۔کچھ سوچ سکتی تھی۔۔۔؟

وہ جازلان جو دشمنوں کا اکلوتا وارث بچا تھا۔۔۔؟

وہ جازلان جس کے ہاتھ اب انکی گردن پر

پہنچ چکے تھے۔۔۔؟

نہیں۔۔۔۔۔۔!

کبھی نہیں۔۔۔!

جازلان جتوئی کے علاوہ کوئی نہیں۔۔

وہ لیتا تو جان بھی معاف تھی۔۔۔

اس کو جاز لان جتوئی کے نام کی زلت قبول
تھی مگر کسی دوسرے کی عزت بننا نہیں

بالی۔۔۔؟

ہرگز نہیں۔۔۔۔!

فوزیہ بیگم اسکے گرتے وجود تک بمشکل پہنچی۔۔۔

اسے کھینچ کر اٹھایا۔۔۔۔

"دیکھ زیوا۔۔۔۔۔میں تجھے۔۔۔۔

دروازہ کھل گیا۔۔۔۔

حویلی کی شہزادی کا بلایا آ گیا تھا۔۔۔۔

جب کھڑکیوں سے اندر آتی سنہری کرنیں
دم توڑنے لگیں تو سینے میں دھڑکتے دل کی
آوازیں کمرے کی دیواروں سے ٹکرانے
لگیں تھیں۔۔۔

وہ اس وقت اسی لباس میں۔۔ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔۔۔۔

سنہری الجھے بال اطراف میں بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

وہ پر خوف سے سے بار بار گھڑی کی

سوئیوں کو دیکھتی۔۔۔۔

وہ آج اتنی تیزی سے بھاگ رہی تھی یا یہ

انکا معمول تھا۔۔۔؟

ضرغام جیسے آیا تھا اور جیسے گیا۔۔۔

وہ سوچ سوچ کر ہتھیلیاں نم ہو رہیں

تھیں۔۔۔

وہ تو ابھی تک اس شاک سے نہیں نکلی تھی

کہ جازلان جتوئی زندہ تھا۔۔۔

اس نے جو برسوں پہلے عہد کیا تھا ان میں سے کسی کو نا دیکھنے۔۔ نا سوچنے کا سب مٹ چکا تھا۔۔۔

اب اسکا دل۔۔۔ فقط ایک بار۔۔ صرف ایک بار۔۔ اسے دیکھنے کی خواہش کرنے لگا تھا۔۔۔

وہ جس نے اسے انتظار کا کہا۔۔ اور اسی

سولی پر لٹکائے۔۔۔ نجانے کدھر کھو

گیا۔۔

اب جب لوٹا تھا تو وہ بس اسے دیکھنا چاہتی

تھی۔۔۔۔

کسی بھی طرح۔۔۔

چند لمحوں کے لیے۔۔۔

مگر اب دل دہل رہا تھا۔۔۔

ضرغام خان کی قمیض پر لگا خون۔۔۔

اسنے کئی بار جا کر دیکھا۔۔۔

وہ خون ہی تھا۔۔

اسکا دل مردہ ہونے لگا۔۔۔

وہ جانتی تھی سب دشمنی۔۔۔

وہ جانتی تھی نفرتوں کی یہ جنگ۔۔

بلاہیلہ ضرغام خان سے بہتر کون ہی جان سکتا تھا۔۔۔؟

اس نے ایک بار پھر ہاتھ کی پشت سے آنسو پونچھے۔۔۔

اب اسکارخ بیڈ کی جانب تھا۔۔۔۔۔۔

"مجھے تم پر ہر رنگ چاہیئے۔۔۔ ہر رنگ۔۔ سوائے اس سیاہ کے۔۔۔ سمجھ رہی ہو نا۔۔۔ اگلی بار میں کمرے میں آوں تو تم مجھے تیار ملو۔۔۔ ورنہ مجھ سے کسی اچھے کی امید نا رکھنا۔۔۔ "

اسکے الفاظ کانوں میں پھر سے گھونجے تو

بے ساختہ ہی اسکے ہاتھ سرخ فراک تک

گئے تھے۔۔۔۔

وہ ضرغام خان کے حکم کو نظر انداز کر سکتی

تھی۔۔۔؟

نہیں۔۔۔!

آج تو ہرگز نہیں۔۔۔۔۔!

سیاہ لباس میں ملبوس۔۔ مسرت۔۔۔ بازو

سے تھامے اسے سیڑھیوں سے نیچے لا رہی

تھی۔۔۔

وہ شاید کسی کی نہیں تھی۔۔۔

سوائے حاکم کے حکم کے۔۔۔۔

سفید لباس میں ملبوس چھوٹے بالوں والی

لڑکی۔۔ بمشکل کو گرنے سے بچائے۔۔۔

نیچے اتر رہی تھی۔۔۔

پیچھے فوزیہ بیگم بمشکل خود کو گھسیٹ رہیں

ہیں۔۔۔

انکی دہائیاں عروج پر تھی۔۔۔

مگر سسنے والے کان بند کر چکے تھے۔۔۔

اس سے بھی پیچھے دیکھو تو۔۔۔۔

وہ لڑکی کھڑی تھی۔۔۔

وہ جسکا تعارف۔۔۔

گل مینے تھا۔۔۔

اسکا لباس بھی سیاہ تھا۔۔۔

چھوٹی آنکھوں میں کاجل کی لکیر کو شاید

اب بکھر رہی تھی۔۔۔۔

آنسو گالوں پر بہتے۔۔۔

گردن سے ہوتے۔۔۔

گم ہوتے چلے گئے۔۔۔

اس نے کرب سے آنکھیں مینچی۔۔۔۔

نیلی آنکھوں والا بالی سامنے تھا۔۔۔

گل مینے نے گھبراتے ہوئے آنکھیں

کھول لیں۔ تھی۔۔۔

اب کہ دھڑکنیں سست ہو گئیں۔۔۔

دل میں پل پل کوئی خنجر گھونپے گیا۔۔۔

خون رستا گیا۔۔۔

اور چھینٹے اسکے چہرے پر پڑے

رہے۔۔۔۔

وہ گریل کو تھام گئی۔۔۔

اور نگاہیں نیچے گئی۔۔۔

جہاں سب جمع تھے۔۔۔

اور وہ نیلی آنکھوں والا بھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

اس شہزادی کو عدالت میں پیش کر دیا گیا تھا۔۔۔۔

وہ اس وقت آدم خان کے بالکل سامنے کھڑی تھی۔۔۔

اسے جیسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔

یا وہ یقین نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔

نگاہیں دھیرے سے گھومی۔۔۔

اب کہ سامنے ضرغام خان تھا۔۔۔

سرد و سپاٹ چہرہ۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔

وہ ساکن ہوئی۔۔۔

نیلی آنکھوں والا بالی ادھر ہی کھڑا تھا۔۔۔

چہرے پر پڑے زخم۔۔۔

پھٹا گریباں۔۔۔۔

سرد چہرہ۔۔۔۔

اور اسی پل اسے احساس ہوا۔۔

کچھ بھی جھوٹ نہیں تھا۔۔۔

جو سنا تھا سہی سنا تھا۔۔۔۔

"یہ سب کیا ہے۔۔۔" اسنے خود کو کہتے

سنا۔۔۔۔

مگر کسی نے اسے نا سنا تھا۔۔

اسکا رخ اب آدم خان کی جانب ہی تھا۔۔۔

وہ جو اسے سرد نگاہوں سے دیکھ رہے تھے

"گل مینے۔۔۔" آواز اتنی اونچی تھی کہ دوسری منزل پر کھڑی گل مینے کانپ گئی۔۔۔

اور اگلے ہی پل وہ تیزی سے نیچے اتری تھی۔۔۔

"بڑی چادر لا کر اس پر ڈالو۔۔۔"

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔" اسکے لب دھیرے سے ہلے۔۔۔۔

مگر جیسے کوئی سن نہیں رہا تھا۔۔۔

"یہ سب کیا ہے بابا سائیں۔۔۔۔یہ سب کیا ہے۔۔۔"اسکی سانسیں بکھرنے لگیں۔۔۔

گل مینے نے سر پر سرخ دوپٹہ رکھنا چاہا مگر

وہ بزیاتی انداز میں نوچتے پھینک چکی

تھی۔۔۔۔

اسکی آواز اب اتنی اونچی تھی کہ حویلی کی

دیوار نے سنی۔۔۔

مگر نہ سن سکے تھے تو سامنے کھڑے چند

لوگ۔۔۔

"وہی ہے۔۔۔ جس کی تم حقدار ہو۔۔۔"

انکا لہجہ زہر خند تھا۔۔۔۔

بیٹی تھی۔۔۔

زندگی بخشی۔۔۔

مگر دل سے جو اتری تو بس اتر گئی۔۔۔

وہ اب انکے لئے عام لڑکی بن گئی۔۔۔

جس کو وہ کوئی بھی سزا سنا سکتے تھے۔۔۔

"حقدار۔۔۔؟ اور کس کی حقدار ہوں

میں۔۔۔" اسکے لہجہ جیسا سرد ہوا۔۔۔۔

کوئی زیوا خان کو مجبور کر سکتا تھا۔۔۔؟

"یہی کہ تمہیں خاموشی سے۔۔۔ عزت کی خاطر۔۔۔ عزت سے رخصت کر دیا جائے۔۔۔ "

وہ اب سرد نگاہیں اس پر جما گئے۔۔۔

اسکا سرد لہجہ۔۔۔

کہاں انا برداشت کر پائی۔۔۔

"عزت سے۔۔۔اس۔۔۔۔"وہ مڑی

نہیں مگر ہاتھ سے کچھ دور کھڑے بالی کی

جانب اشارہ کیا۔۔۔

غلام نے چہرہ تک نا اٹھایا۔۔۔

البتہ مٹھیاں بھینچ گئی۔۔۔۔

"اس انسان کے ساتھ رخصت کرنے

کا۔ سوچ رہیں ہیں جس کی کوئی عزت نہیں

ہے۔۔۔" اسکا لہجہ زہر خند تھا۔۔۔

چند لمحوں کے لیے بھی کہاں برداشت تھا

بالی اسے اور وہ چاہتے تھے کہ۔۔۔۔

زہر میں خنجر ڈبویا اور نکالتے ہی نیلی

آنکھوں والے کے دل میں پوست

کیا۔۔۔

تکلیف بڑھی تو لب بھی بھینچ لئے۔۔۔۔

وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔!

وہ اسے دل سے اتارتے نہیں دیکھ سکتا

تھا۔۔۔

"تمہارے انتخاب کردہ رستے کی منزل

ہے یہ زیو اخان۔۔۔ تمہیں اسے قبول کرنا

ہی ہو گا۔۔۔ "

کوئی دوسرا سامنے ہوتا تو دہل جانا مگر

سامنے انکا کی خون تھا۔۔۔۔

وہ ہنسی۔۔۔

اور پھر ہنستی چکی گئی۔۔۔

حویلی کی دیواروں نے۔۔۔

دم سادھے۔۔۔

اسکی ہنسی دیکھی۔۔۔

شاید آخری بار۔۔۔۔

وہ ہنس رہی تھی۔۔۔۔

آدم خان سرد نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

دل و دماغ میں ہر جزبات و احساسات سے

پاک ہو چکے تھے۔۔۔

اب صرف سرد مہری تھی۔۔۔

"اور آپکو لگتا ہے کہ میں اس۔۔۔سے

نکاح کرلوں گی۔۔۔۔"ہنسی رک گئی۔۔۔

وہ چند قدم انکے قریب ہوئی۔۔۔

سیاہ آنکھوں میں البتہ نمی تھی ۔۔۔۔۔

کہاں برداشت تھا نام بھی جازلان کے

سوا۔۔

"تمہیں کرنا ہی ہو گا۔۔۔دوسرا کوئی رستہ

نہیں ہے۔۔۔"

"آپکو لگتا ہے کہ میں۔۔زیوا خان۔۔۔

اس طرح جازلان جتوئی کو بھول جاؤں

گی۔۔۔

اس سے دستبردار ہو جاؤں گی۔۔۔"وہ

انکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔

جن آنکھوں میں سرخی کی لکیر دور

گئی۔۔۔

بمشکل ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے۔۔۔خود

کو روکا۔۔۔۔

"گل مینے۔۔۔دوپٹہ ڈالو اس پر۔۔۔۔

مولوی صاحب کو اند۔۔۔۔

"ہرگز نہیں۔۔۔۔ہرگز نہیں۔۔۔" وہ

گل مینے کی جانب مڑی۔۔۔۔

اسکی آواز سرد تھی۔۔۔

عجیب سرد۔۔۔

گل میں نے ٹھہر گئی۔۔۔

چھوٹے بالوں والی لڑکی نے اس کو

دیکھا۔۔۔

وہی جو چہرہ جھکائے کھڑا تھا۔۔۔

جس کے چہرے پر کئی نشان تھے۔۔۔

اسکے چہرے پر استہزاء مسکراہٹ

بکھری۔۔۔

وہ ننگے پاؤں اب اسکی جانب بڑھنے لگے

سب اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

"تو تم کرو گے مجھ سے نکاح۔۔۔ تمہاری

اتنی اوقات ہے کہ تم۔۔۔ تم زیوا خان کی

تمنا کرو۔۔۔" اسکا لہجہ زہر خند ہوا۔۔۔

ہاتھوں میں مٹھیوں میں وہ اسکا پہلے سے

چاک گریباں تھام چکی تھی۔۔۔

نگاہیں اسکے چہرے پر تھی۔۔۔

مغرور نگاہیں۔۔۔۔

وہ جانتی تھی پہلے سے۔۔۔

آہہہ وہ جانتی تھی اسکی تمنا مگر۔۔۔

وہ حویلی کا ملازم تھا اس کے لائق۔۔۔؟

اسکا حلق تک کڑوا ہوا۔۔۔۔

مگر اسکے وجود میں کوئی حرکت نا ہوئی۔۔۔

ہاتھ کمر پر باندھے رہے۔۔۔

چہرہ جھکا رہا۔۔۔

البتہ۔۔

زلت کے باعث شاید چہرہ سرخ ہوا تھا

۔۔۔

"تم کرو گے مجھ سے نکاح۔۔۔" گریباں جھنجھوڑا گیا۔۔۔ آواز اونچی ہوئی۔۔۔

اور جھکا چہرہ اٹھ گیا۔۔۔

نیلی وسیاہ آنکھوں کا ٹکراؤ ہوا۔۔۔

ایک کی آنکھیں سرد تھیں۔۔۔

جبکہ دوسری۔۔۔

"یہ میرا فیصلہ ہے زیوا خان۔۔۔

تمہارے پاس انکار کا کوئی رستہ نہیں

ہے۔۔۔"اب کی آواز ضرغام خان کی

تھی۔۔۔۔

سیاہ بالوں والی لڑکی چونکی۔۔۔

حیرت و بے یقینی سے چہرہ موڑتے

دیکھا۔۔۔

ہاتھ گریباں پر ہی رہے۔۔۔۔

اسے لگا۔۔۔

اسنے سننے میں کوئی غلطی کر دی۔۔۔

سب اسے سزا دے سکتے تھے مگر ضرغام

خان۔۔۔؟

ہر گز نہیں۔۔۔۔

وہ اسکی جانب آنے لگا۔۔۔۔

سرد و سپاٹ چہرہ۔۔۔۔

"تم وہی کرو گی جو میں چاہوں گا۔۔۔" وہ بالکل قریب آگیا۔۔۔۔

ہاتھ سے زیو اخان کا ہاتھ اسکی گریباں سے ہٹایا۔۔۔ اور پھر اسکے وجود کو صوفے پر دھکیلا تھا۔۔۔۔

پہلے کئی لمحے حیرت و بے یقینی کی نظر

ہوئے۔۔۔اور پھر۔۔۔۔

"میں ہر گز نکاح نہیں کروں گی۔۔۔میں

کسی صورت جازلان جتوئی سے دستبر دار

نہیں ہوں گی۔۔۔یہ آپ سب کی سوچ

ہے۔۔۔"وہ سمجھ گئی۔۔۔سب مل گئے

تھے۔۔۔وہ اکیلی رہ گئی۔۔۔بالکل اکیلی

۔۔۔۔جبھی بزیاتی انداز میں چلائی۔۔۔۔

"جمال خان۔۔۔جمال خان۔۔۔"وہ

چلایا۔۔۔۔اور حویلی کا ایک اور غلام

چراغ کے جن کی۔مانند حاظر ہوا تھا۔۔۔

"حکم سائیں۔۔۔۔"

"مولوی صاحب کو اندر لے آو۔۔۔۔

اور اپنے آدمیوں کو کال ملائے رکھو۔۔۔

جیسے ہی میں کہوں۔۔۔بندوق کی ساری

گولیاں جازلان جتوئی کے سینے میں اتر جانی

چاہیے۔۔۔۔"حاکم نے حکم صادر

کیا۔۔۔۔

غلام سر جھکاتے باہر نکلا۔۔۔

اور وہ۔۔۔

حویلی کی شہزادی۔۔۔۔؟

اسکا سانس رک گیا۔۔۔۔۔

آنکھیں حیرت و بے یقینی سے پھیلی۔۔۔۔

کیا حویلی کا وہ دشمن پھر سے حویلی والوں کی

قید میں تھا۔۔۔؟

جسم ٹھنڈا پڑنے لگا۔۔۔۔

وہ جس دشمن کو قید سے نکالتے۔۔۔اس

نے اپنے خاندان سے بغاوت کی۔۔۔

وہ جس کی آزادی کی خاطر اسنے خود کے

لیے موت تک قبول کرلی۔۔۔

وہ ایک بار پھر۔۔۔

انکی قید میں تھا۔۔۔۔

"نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہو

سکتا۔۔۔" اسکے لب ہلے۔۔۔ جا کر

ضرغام خان کو گریباں پکڑا چاہا مگر۔۔ جسم

بے جان ہو چکا تھا۔۔۔۔

"یہاں تک انکار کرو گی مولوی کے

سامنے۔۔وہاں سے جان سے جائے گا

۔۔۔یہی نہیں۔۔۔اس کے بعد بھی

تمہیں ہر صورت باتور خان سے ہی نکاح

کرنا پڑے گا۔۔۔"وہ صبح والا ضرغام خان

نہیں تھا جس نے زیو اخان کو آدم خان کی

بندوق سے بچایا۔۔۔

یہ وہ ضرغام خان نے جو دشمن سے یہ سن

کر آیا تھا کہ اسکی بہن اسکے ساتھ وقت

بیتاتی رہی۔۔۔!

یہ وہ ضرغام خان تھا جس کو کہا گیا کہ زیوا خان جازلان جتوئی کی ایک پکار پر سب چھوڑ جائے گی۔۔۔

یہ وہ ضرغام خان تھا جس نے جازلان جتوئی کی پکار سے پہلے اسے کسی ہے نام کر دینے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

"ا۔۔۔ایسا۔۔۔نہیں ہو سکتا۔۔۔۔م

۔۔۔میں۔۔۔"

دماغ کی نسیں پھٹنے لگیں۔۔۔

سانسیں اٹکنے لگی۔۔۔

کیا یہ مشکل تھا ضرغام خان کے لیے کہ وہ

جازلان جتوئی کو ایک بار پھر قید کر

لیتا۔۔۔؟

یقیناً نہیں۔۔۔!

اور اب تو وہ کوئی رحم دلی بھی نا

دیکھتا۔۔۔؟

کیا پہلے دیکھائی گئی۔۔۔؟

بالکل بھی نہیں۔۔۔!

اسکا سارا وجود سرد پڑ گیا تھا۔۔؟

حویلی کی شہزادی نے جازلان جتوئی کے

لیے سب کھو دیا تھا۔۔۔

کیا اب اسی کے لیے اس سے بھی دستبردار

ہونا تھا۔۔۔؟

آنکھوں میں اتری نمی کے باعث۔۔۔

اسنے دھندلے منظر میں دیکھا کہ جمال

خان مولوی صاحب کو اندر لا رہا تھا۔۔۔

اس نے محسوس کیا کہ کوئی اس کے سر پر

سرخ دوپٹہ رکھ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے دیکھا کہ کوئی اسکے ساتھ آکر بیٹھا

۔۔۔

اس نے دیکھا کہ۔۔کچھ مزید لوگ اندر

آئے۔۔۔۔

نمی گالوں پر بکھری۔۔۔

منظر واضح ہوا۔۔۔

اور سامنے نیلی آنکھوں والا بالی بیٹھا تھا

۔۔۔

نگاہیں ملیں۔۔۔

اب کہ تمہیں تعجب ہو گا۔۔۔

اب کہ دونوں طرف نفرت کا بسیرا

تھا۔۔۔

باتور خان، جس نے تمام عمر۔۔زیوا کو

چاہا۔۔۔اور جب۔۔وہ اس سے نوازا جا رہا

تھا تو تو اسکے دل سے اتر چکی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔

بیڈ پر لیٹے وجود میں جنبش ہوئی۔۔۔۔

سیاہ چھوٹی آنکھیں کھلتی۔۔۔

سر پر لٹکے پھنکے پر گئی۔۔۔

حرکت کے باعث بازو سے اٹھتی۔۔

ٹیسوں پر بمشکل لب بھینچتے۔۔۔ سسکی

روکی۔۔۔ البتہ چہرے کی رنگت سرخ پڑ

گئی۔۔۔۔

نگاہوں کے سامنے شام کا منظر بکھرا تو

لبوں پر استہزاء مسکراہٹ بھی آگئی۔۔۔

سیاہ آنکھوں کے سرد پن میں اضافہ ہوا تھا

اس نے دائیں بائیں دیکھا---

ایسے لگا---

دیواریں چپکے چپکے---

"زیوا"

"زیوا۔۔ "

کی رٹ لگائے ہوئے تھیں۔۔۔

اسکے دیکھتے ہی خاموش ہو گئیں۔۔

چہرے کے تاثر بدلے۔۔۔

اتنی ہی دیر کے لیے کہ انکی نوعیت جاننے

سے پہلے غائب ہو گئے۔۔۔۔

دیواروں نے منہ بسورا۔۔۔

وہ شاید دیکھنا چاہتی تھی کہ۔۔

زیوا خان جو اسکی محبت میں بدنام ہو گئی تھی

وہ شخص اسکے لیے کیا سوچتا تھا۔۔۔

مگر شاید۔۔۔

وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

وہ اٹھ بیٹھا۔۔۔

تکلیف شدید تر ہوئی۔۔۔

مگر اسکے بیڈ سے ٹیک لگالی۔۔۔۔

"تم یاد رکھو گے مجھے آدم خان۔۔۔ تم یاد رکھو گے کہ کوئی جازلان جتوئی تھا۔۔۔۔"

اسکے لب ہلے۔۔۔۔

آنکھوں کے سرد پن میں اضافہ ہوا۔۔۔

کوئی سبز آنکھوں والی آنکھوں کے سامنے

سے گزری۔۔۔

تکلیف شدت اختیار کر گئی۔۔۔

نجانے اس نے کیا کیا سہا ہو گا۔۔۔

کیسی کیسی زلت۔۔۔؟

کیسی کیسی رسوائی۔۔۔؟

دکھ...؟

درد۔۔۔؟

اس کی رسوائی بھی تو اسی حویلی سے شروع ہوئی تھی۔۔۔!

کسی نے اس بے قصور پر ترس کھایا۔۔؟

نہیں نا!...

تو جازلان جتوئی دشمن کی بیٹی پر ترس کھا

سکتا تھا۔۔؟

نہیں نا۔۔۔!

"جازلان جتوئی کو اب کسی کی فکر نہیں

ہے۔۔۔ کسی کی بھی نہیں۔۔۔ مجھے بس

آدم خان کو برباد کرنا ہے۔۔۔ ویسے ہی

جیسے اسنے کیا۔۔۔ویسے ہی اسکی عزت مٹی

میں ملے گی جیسے فیروز جتوئی کی ملی۔۔۔ "

اسکے لب ہل رہے تھے۔۔۔

پہلے قصاص میں ونی لیا ایک معصوم

کو۔۔۔!

پھر قاتل کو بھی معافی نادی۔۔۔!

پھر قتل کے بدلے قتل کے بعد اس ونی کو

آزاد نا کیا۔۔۔!

پھر اسکے باپ کا قتل۔۔۔؟

اسکے لوگوں کا قتل۔۔۔؟

قتل پر قتل۔۔؟

آہہہہ۔۔۔

دماغ کی نسیں پھٹنے لگیں۔۔۔۔

"تم مجھے یاد رکھو گے آدم خان۔۔۔۔

تم۔پل پل مجھے یاد کرو گے۔۔۔۔"

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھا کہ کلیم اللہ

اندر آیا تھا۔۔۔

"سائیں۔۔۔خانوں کی حویلی سے خبر ہے۔۔۔"

"کہو۔۔۔۔"

" آدم خان نے اپنی بیٹی کا نکاح۔۔۔۔ باتور خان سے کر دیا ہے۔۔۔"

کچھ ہوا تھا۔۔۔۔

کچھ سخت سی چیز شاید۔۔ دل میں پوست۔۔۔؟

دیواروں نے آنکھیں پھیلاتے پھر کوئی

تاثر دیکھنا چاہا مگر۔۔۔۔

افسوس۔۔۔۔۔

قید کی زندگی جازلان جتوئی سے سب لے

گئی تھی۔۔۔۔

انکی افسردہ نگاہیں جھک گئیں۔۔۔۔۔

"یہ تو ہونا ہی تھا۔۔۔" اسکے چہرہ سپاٹ رہا۔۔۔

"خبر رکھو ایک ایک حرکت پر۔۔۔"

جی سائیں۔۔۔" غلام پلٹ گیا۔۔۔۔

اسکی نگاہیں اب سامنے دیوار پر جم گئیں

جو افسوس۔۔۔

کچھ بھی جان نہیں سکتی تھیں۔۔۔۔

نا اسکے بعد جان پائیں۔۔۔

"کیا آپکو قبول ہے۔۔۔"

ایک آخری بار پوچھا گیا۔۔۔۔

جواب فقط سر ہلانے کی صورت میں ملا اور

قاضی صاحب نے پیپر اسکی جانب

کھسکھایا۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے ہاتھ اٹھے دعا کے لیے

مگر کس کے ہاتھ اٹھے۔۔۔؟

جن کا نکاح ہوا انکے۔۔؟

یا جنہوں نے کروایا۔۔۔انکے۔۔۔؟

وہ سب تو خاموش بیٹھے تھے۔۔۔۔

لوگ اٹھ کر جانے لگے۔۔۔

آوازیں خاموشی میں بدلنے لگیں۔۔۔

ایسی خاموشی جو روح جھنجھوڑ دے۔۔۔

اب ادھر گنے چنے نفوس رہ گئے۔۔۔۔

وہی جو اکثر پیچھے رہ ہی جاتے تھے۔۔۔

نیلی آنکھوں والے پٹھان کا چہرہ اب بھی نا

اٹھا۔۔۔۔

وہ جب سے بالی سے باتور خان بنا۔۔۔

چہرہ یوں ہی جھک گیا۔۔۔

اور زمہ دار کون۔۔۔؟

زیوا خان۔۔۔!

آدم خان نے سر پیچھے ٹکا لیا تھا۔۔۔

اسنے اپنی عزت بچالی تھی۔۔۔۔

کیا بچالی تھی۔۔۔۔؟

فوزیہ بیگم۔۔۔۔خاموش۔۔۔ !

بالکل خاموش۔۔۔

سیاہ لباس والی لڑکی۔۔۔!

خاموش۔۔۔۔

بالکل خاموش۔۔۔۔

اور ضرغام خان۔۔۔۔

جو اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔

اور اب۔۔۔۔

زیوا خان کے قدموں میں بیٹھا تھا۔۔۔

ضرغام خان قدموں میں بیٹھا تھا۔۔۔؟

"یہ سب تمہارا انتخاب تھا۔۔۔" اسکا لہجہ جوں کا توں۔۔ سرد رہا۔۔۔ البتہ نگاہوں کا تاثر بدل گیا تھا۔۔۔

اس لڑکی کے مجسمے میں کوئی حرکت نہیں

ہوئی۔۔۔۔

وہ ہاتھوں کو گھورتی رہی۔۔۔۔

نا آنسو۔۔۔

نا چیخ و پکار۔۔۔

اصولاً تو۔۔۔

اسے مر جانا چاہیے تھا۔۔۔

جاز لان کے بغیر نا رہنے کے ہی تو دعوے

کئے تھے نا۔۔۔!

مگر سانسیں چلتی رہی۔۔۔

چلتی رہی۔۔۔

وہ شاید کسی کے آنے جانے سے کوئی

سروکار نہیں رکھتیں تھیں۔۔۔۔

"تم جس شخص کا روگ لگانا چاہتی ہو۔۔۔

وہ تمہارا نام گاؤں میں اچھال چکا ہے

۔۔۔۔"

اب کہ کئی وجودوں میں حرکت ہوئی۔۔۔

ان میں زیو اخان کا بھی تھا۔۔۔

جھکی نگاہیں اٹھ گئیں۔۔۔

"جازلان جتوئی کے عام کر دیا ہے کہ

خانوں کی بیٹی۔۔زیو اخان اسکے ساتھ قید

میں وقت گزارتی رہی ہے۔۔۔ "

چھت کی دیواروں نے اسے دیکھا۔۔۔

ایک بار پھر اس پر گرنا تھا۔۔۔

مگر اسکا وجود اس لائق تو نہیں بچا تھا نا

اب۔۔۔

بالی نے جبڑا بھینچ لیا۔۔۔

یہی تھا۔۔۔

جس سے وہ اسے آگاہ کرتا تھا۔۔۔

اسکے سر ہلا تھا۔۔۔

"نا۔۔۔ ممکن۔۔۔۔" اسکے لب ہلے۔۔

اور ضرغام خان نے چہرے پر مسکراہٹ

چھا گئی۔۔ طنزیہ۔۔۔

"باہر نکل کر دیکھنا۔۔۔۔لوگ کس نگاہ سے تمہیں دیکھیں گے۔۔۔۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

کیا ضرغام خان اس وقت مذاق کر سکتا تھا۔۔۔۔؟

نہیں نا۔۔۔۔

وہ بھی اٹھی۔۔

تب بھی جب جسم جان سے آزادی کا

طلب گار بن رہا تھا۔۔۔

جان کھینچ رہا تھا۔۔۔

مگر وہ اٹھی۔۔۔۔

"کہہ دیں۔۔یہ جھوٹ ہے۔۔۔آپ سب چاہتے ہیں کہ میں جازلان جتوئی کو بھول جاؤں۔۔

آپکی نئی ترکیب ہے۔۔۔ہے نا۔۔۔"

اسکی آواز دھیمی تھی۔۔۔بہت۔۔۔

مگر وہ اسکا گریبان تھام چکی تھی۔۔۔

"۔ہو گئی آپکی بات پورا۔۔۔ کر لیا میں نے

نکاح۔۔۔ مزید۔۔۔ مزید میں نہیں سہہ

سکتی لالا"

باقی سب تماشائی کا کردار ادا کر رہے تھے

۔۔۔

"وہ کہتا ہے کہ زیوا خان اسکی ایک پکار پر

سب چھوڑ آئے گی۔۔۔"

اسنے رحم۔نا کھایا

اسکے ہاتھ گر گئے نیچے۔۔۔

اسکا دل مر گیا۔۔۔

سانسیں رک گئیں۔۔۔

آنسو تھم گئے۔۔۔۔

وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہو گئی۔۔۔

سرخ دوپٹہ قدموں کی دھول بنا۔۔۔

کیا وہ اپنے بولے الفاظ بھول سکتی تھی

۔۔۔؟

"اس نے چیخ چیخ کر سب کو بتایا ہے زیوا خان۔۔۔۔اس نے تمہارے عشق کی داستان۔۔ہر زبان پر عام کر دی۔۔۔تم نے جیسے آزادی بخشی۔۔۔اس نے پہلے تمہیں ہی دبوچا۔۔۔۔"

وہ پیچھے ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔

اسکا سر نفی میں ہل رہا تھا۔۔۔۔

اسکا جسم بے جان ہوتے جا رہا تھا۔۔۔۔

محبت نا کی۔۔۔

تو زیوا خان نے شکوہ کیا۔۔۔؟.

نہیں نا۔۔۔!

تو کیا جاز لان جتوئی اسکی عزت بھی نا کر

سکا۔۔۔۔؟

بے جان جسم صوفے سے ٹکراتا۔۔۔

اسی پر ڈھیر ہوا۔۔۔

کوئی تسلی دینے کو نا بڑھ سکا۔۔۔

عزت مٹی میں ملنے کے بعد تسلی

کیسی۔۔۔؟

آدم خان پلٹ گئے۔۔۔۔

اسکا چہرہ خون رنگ جیسا سرخ ہو چکا تھا۔۔

حویلی سے نکلتے وقت۔۔۔

دیواروں نے چپکے سے دیکھا۔۔۔

وہ کپکپاتے ہاتھوں سے جیب سے فون نکال

رہے تھے۔۔۔

واپس اندر آؤ تو ایسا محسوس ہو گا کہ وقت

تھم گیا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ اسی حالت میں اب بھی موجود

تھے۔۔۔۔

"آج تمہارا اس حویلی۔۔۔اس گاؤں

۔۔۔اس زمین پر آخری دن تھا زیوا خان

۔۔۔

یہ تمہاری سزا ہے یا جزا۔۔۔

تم اسے جو بھی نام دو۔۔۔

مگر تم اب کبھی اس حویلی میں نہیں آسکتی

۔۔۔۔تم ابھی اور اسی وقت یہاں سے جا

رہی ہو۔۔۔۔"

وہ بول رہا تھا۔۔۔۔

بالی کھڑا ہو گیا۔۔۔

اسے حکم نا دیا گیا۔۔

مگر حکم مل گیا۔۔۔

فوزیہ بیگم کے وجود میں اب حرکت ہوئی۔۔۔

وہ بزیاتی انداز میں ضرغام کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

گل مینے کے ساتھ ساتھ۔۔۔سب

غلاموں کے چہرے۔۔دروازوں۔۔۔

کھڑکیوں سے غائب ہو گئے۔۔۔

فیصلہ ہو گیا۔۔۔۔

فیصلہ سنا دیا گیا۔۔۔

شہزادی کا دور ختم ہوا۔۔۔

اسکی کہانی تمام ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

سیاہ جوڑا اتار دیا گیا۔۔۔۔

سنہرے بالوں والی لڑکی اب سرخ جوڑے

میں ملبوس۔۔۔بالوں کو سنوار رہی تھی

۔۔۔۔

دل رگ رگ میں دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔

ایسے جیسے آخری سانسیں گن رہا ہو۔۔۔!

نیچے سے آتی آوازیں اتنی تھیں کہ وہ سن

پاتی۔۔۔

مگر شاید اتنی نہیں تھیں کہ وہ سمجھ پاتی

۔۔۔

ہمت جمع کرتے۔۔

اس نے دروازے کھولنا چاہا۔۔۔

جاننا چاہا۔۔۔

مگر آج دروازہ آگے سے بند تھا۔۔۔۔

وہ سہم گئی۔۔۔

کچھ تو ایسا تھا جو شاید نہیں ہونا چاہیے تھا

۔۔۔

اسکا دل جیسے سکڑنے لگا۔۔۔۔

مگر اب کافی دیر ہو چکی تھی خاموشی

تھی۔۔۔

ایسی خاموشی جو جان کھا رہی تھی۔۔۔

ایسی خاموشی کہ سانسوں کی آواز گونجتی

سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔

اسکا دل بیٹھنے لگا۔۔۔

مگر پھر ضرغام خان یاد آیا۔۔۔

دل مزید سہا۔۔۔۔

اگر وہ ابھی آجاتا۔۔۔

اور ایک بار پھر اسے۔۔

اسی حلیے میں دیکھتا۔۔۔

تو کون اسے بچاتا۔۔۔

جبھی اب وہ سرخ جوڑے میں ملبوس تھی

پیروں تک آتا لمبا فراک۔۔۔۔

ایک یہی تھا جو کچھ سادہ تھا۔۔۔

باقیوں کو وہ پہننے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی

مگر یہ پہن کر بھی جیسے جان نکل رہی تھی

وہ برسوں بعد خود کو کسی دوسرے رنگ

میں دیکھ رہی تھی۔۔۔

اور وہ دیکھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔

نرم و نازک لباس۔۔۔

ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کانٹے سموئے

ہوئے تھا۔۔۔۔

جن کے باعث اسکا وجود زخمی زخمی ہو رہا

تھا۔۔۔

مگر۔۔۔۔

اس کی بات نظر انداز کرتے۔۔۔۔

اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف

تھا۔۔۔

اس نے ایک نظر شیشے میں ابھرتے۔۔

اپنے عکس کو دیکھا۔۔۔

سب کچھ تھا مگر وہ ہیلہ کا وجود نہیں تھا۔۔۔

وہ ہٹ گئی تھی شیشے کے سامنے سے۔۔۔۔

وہ بار بار دروازے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

کاش۔۔۔۔ آج وہ نا آئے۔۔۔۔

اسکے لب ہلے۔۔۔۔

نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔

کمرہ دھاڑ کی آواز کے ساتھ کھلا۔۔۔

اور جو سامنے کھڑا تھا اسے دیکھتے وہ بھی

اٹھی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

حویلی خالی ہو گئی۔۔۔

کون۔۔۔کیسے کب نکلا۔۔۔۔۔؟

حویلی کی دیواروں نے جواب میں لب سی لئے۔۔۔۔۔

ہر طرف خاموشی تھی۔۔۔۔

گہری خاموشی۔۔۔۔

ایسی جیسی ضوریز خان کو دفنانے کے بعد

حویلی میں پھیلی تھی۔۔۔

آج بھی تو حویلی کے ایک فرد کو دفن کیا گیا

تھا۔۔۔، نہیں۔۔۔؟

حویلی کی روشنیاں بھی گل کر دی گئیں

اکا دکا پیلی روشنی بکھری۔۔۔

عجیب سوگواریت پھیلا رہی تھی۔۔۔۔

ایسے میں اگر غور کیا جاتا تو کوئی تھا۔۔۔

کوئی ہیولہ سا۔۔۔۔

سیاہ لباس میں۔۔۔

سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا۔۔۔۔

اسکا ایک ایک قدم جیسے کئی لمحوں بعد

زمین کو چھو رہا تھا۔۔۔۔

اور پھر وہ نیچے آیا۔۔۔

اب کہ اسکا رخ باہر کی جانب تھا۔۔۔

سنہری روشنی بکھری ہوئی تھی۔۔۔

اور اسی سنہری روشنی نے کچھ واضح کیا۔۔۔

اور وہ تھے۔۔۔

سنہرے لمبے بال۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈیرے کا یہ کمرہ دھواں دھواں ہو چکا تھا

کھڑکیاں۔۔ دروازے بند۔۔۔

سانس لینا محال ہو رہا تھا مگر۔۔۔

مگر اس شخص کو جیسے کوئی فکر نہیں تھی

بکھرے بال۔۔۔

بے تاثر سیاہ آنکھیں۔۔۔۔

کپڑوں پر پڑی کئی سلوٹیں۔۔۔۔

اسکی اندرونی کیفیت کی بخوبی منظر کشی

کر رہی تھی۔۔۔۔

آج اس نے اس لڑکی کو خالی ہاتھ رخصت کیا جس پر وہ خرچ کرنے سے پہلے سوچتا نہیں تھا۔۔۔

وہ ضوریز سے زیادہ اس کے قریب تھی۔۔۔

وہ اسکا خود سے زیادہ خیال رکھتا تھا۔۔۔

اور ہر سرد گرم سے بچایا۔۔۔۔

مگر کیا پھر بچا پایا۔۔۔؟

وہ شاید یہاں سے بھی اسے بچا لیتا۔۔۔

ہر غلطی ہر گناہ کے باوجود۔۔۔۔

مگر پھر اسے احساس ہوا۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اسے نہیں روک سکتا تھا۔۔۔

وہ جس دلدل میں گری تھی۔۔۔

اس سے واپسی نا ممکن تھی۔۔۔

وہ ایک بار نہیں سو بار جاتی جازلان کے

پیچھے۔۔۔

وہ جازلان جس نے اسکا نام پوری گاؤں

میں پھیلا دیا۔۔۔

جس نے اسکے کئے احسان تک کا بھرم نا

رکھا۔۔۔

اور وہ تو شاید اسی کے انتظار میں تھا۔۔۔

ایک بھول اور سب ختم۔۔۔

وہ سب کو تو برباد کرتی مگر وہ خود کہیں کی نا رہتی۔۔۔۔

اور شاید یہ بات وہ نرمی سے کبھی نا سمجھ سکتی تھی۔۔۔

اور پھر بالی۔۔۔؟

کیا وہ اسے نہیں جانتا تھا۔۔۔۔؟

وہ بچپن سے اسکے ساتھ تھا۔۔۔

وہ ایک اچھا انسان تھا۔۔۔

پھر اسکی آنکھوں میں چمکتے وہ جزبے۔۔۔

اور پھر۔۔۔

اس نمک کا بوجھ جو حویلی کا اسنے کھایا۔۔۔

اس سے بہتر تب وہاں کون تھا زیوا کے لیے۔۔

وہ برسوں اسکی حفاظت کرتا آیا تھا۔۔۔

اور اسنے ساری زندگی یہی کرنا تھا۔۔۔

اور پھر وہ خود چاہتا تھا کہ وہ جلد از جلد اس گاؤں سے نکل جائے۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکا سامنا ہو کسی

سے۔۔

اور کسی کی بھی آنکھوں میں وہ سوال

دیکھے۔۔۔

ناگواری دیکھے۔۔۔

مگر کیا یہ سب آسان تھا۔۔۔؟

نہیں۔۔۔۔

اسکا دل پھٹ رہا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا وہ محفوظ رہے گی۔۔۔

مگر شاید دل کو کسی صورت سکون نہیں مل

رہا تھا۔۔۔

ضرغام خان نے ایک اور سگار سلگایا۔۔۔۔

لبوں کے درمیان رکھا۔۔۔

اور گہرا کش لیتے۔۔۔

سر پیچھے ٹکا گیا۔۔۔۔

اس پل وہ ہیلہ کو بھول چکا تھا۔۔۔۔

نہیں بھولنا چاہیے تھا۔۔۔۔

حویلی کی اونچی شان سے کھڑی دیواریں

اس وقت اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھیں

دور دور کسی جانور وحشرات کی عجیب آواز

گونجتی اور پھر خاموشی۔۔۔۔

سردی اپنا زور پکڑ چکی تھی۔۔۔۔

کپکپا دینے والی ہوائیں اپنے جوبن پر تھیں

۔۔۔

ایسے میں وہ سب سے الگ۔۔۔۔

سامنے آگ لگائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

بازو کا درد جیسا باقی دردوں کے سامنے ماند

پڑ چکا تھا۔۔۔۔

بال عجیب سے انداز میں بکھر چکے تھے

۔۔۔

اسنے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا رکھی تھی

۔۔۔۔

اور آنکھیں آسمان میں نجانے کس کو

تلاش کر رہیں تھیں۔۔۔۔

نجانے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔۔۔

البتہ دل۔۔۔

وہ زخم زخم تھا۔۔۔

آج نجانے کیوں۔۔۔

دل خون رس رہا تھا۔۔۔۔

برسوں پہلے کا ہر لمحہ آنکھوں کے سامنے

گھوم رہا تھا۔۔۔۔

جب سب ٹھیک تھا۔۔۔

جب انکا ایک خاندان تھا۔۔۔

ایک مکمل فیملی تھی۔۔۔

حویلی ایک مکمل گھر تھا۔۔۔

ماں نجانے کب مری۔۔۔

مگر جس نے پالا۔۔۔

دودھ پلایا۔۔

وہ بھی پھر چل بسی۔۔۔۔

مگر دنیا پھر بھی نا اجڑی۔۔۔

بس چلتا رہا۔۔۔

اور سب اچھا بھی تھا۔۔۔

ہمدان جتوئی۔۔۔

ہیلہ جتوئی۔۔۔

فیروز جتوئی۔۔۔۔

اور وہ۔۔۔

زندگی خوبصورت تھی۔۔۔

انتہائی خوبصورت۔۔۔

ہیلہ کی ماں۔۔۔

اسکی بھی ماں بن گئی تھی۔۔۔

اور ہیلہ اسکی بہن۔۔۔

ویسے تو وہ سب کو ہی عزیز تھی مگر جازلان

کا اس سے عجیب رشتہ تھا۔۔۔

وہ اسے کبھی تکلیف میں دیکھ ہی نہیں سکتا

تھا۔۔۔۔

وہ ہمیشہ اسکے ساتھ رہتا۔

اسکا خیال رکھتا۔۔۔

مگر پھر۔۔۔

پھر وہ کھو گئی۔۔

یاوہ خود کھو گیا۔۔۔؟

جسے وہ پھولوں سے سجائے رکھتے۔۔۔

اسے کانٹوں کی نزر کیا گیا۔۔۔

اسے اپنے باپ سے شکوہ تھا مگر کرتا کیسے

۔۔

وہ تو نجانے کیسے۔۔ کس حالت میں جا چکا

تھا۔۔۔

اسے آخری دیدار تک نانصیب ہوا۔۔۔۔

اور سزا اس نے کاٹی۔۔۔

جس کا کوئی تعلق ہی نہیں تھا اس سب سے

۔۔

اس نے قید کے ہر لمحے میں اسی کا سوچا۔۔

اور سوچتا کس کا۔۔۔

بچا تھا کون۔۔۔

مگر اسنے عہد کر لیا تھا۔۔۔

وہ آدم خان کو بھی اذیت ناک موت دے

گا۔۔

ایسی موت کہ وہ موت کی تمنا کرتے

کرتے مرتا۔۔۔

ایسی موت کہ وہ پھر بھی نا مر تا۔۔۔۔

دل کا کوئی گوشہ چاہتا تھا کہ ایک بار اسے

دیکھ لے۔۔۔

بس ایک بار۔۔۔۔

وہ جس نے اپنی زندگی کے اہم ترین۔۔

خوبصورت ترین دن ناکردہ جرم کی سزا

جھیلنے میں کاٹ دیے۔۔۔

مگر کس منہ سے جاتا اسکے سامنے۔۔۔

باقی کا دل تھا کہ بس۔۔۔

وہ کبھی سامنے نا آئے۔۔۔

کیا جواب دیتا وہ اسے۔۔۔؟

زیوا کبھی کبھی اسکا ذکر بھی کر دیتی تھی۔۔

مگر شاید وہ اسے نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ کیسی تھی۔۔۔

اسکے ساتھ کیا کیا جا رہا تھا۔۔۔۔

مگر کیا یہ بتانے والی بات تھی۔۔؟

ایک ونی میں آئی لڑکی کے ساتھ کیا

سلوک ہونا تھا۔۔؟ کیا وہ انجان تھا۔۔۔؟

اسکا دل آدم خان کی نفرت سے بھرتا

گیا۔۔

وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ونی کے بعد ضرغام

خان خاموش ہو گیا تھا۔۔۔

جو کیا وہ آدم خان نے کیا۔۔۔

وہ اس کو ایک ایک خبر دیکھتا۔۔

اور اسکی بے بسی پر ہنستا تھا۔۔۔

اسکی انا کو سکون ملتا تھا۔۔۔

مگر کب تک۔۔۔

وہ آج زندہ لوٹ آیا تھا۔۔۔

جب تک بچا پاتا وہ خود کو۔۔۔۔

ابھی انہی سوچوں میں گم تھا کہ کلیم اللہ

ایک بار پھر نازل ہوا تھا۔۔۔

"سائیں۔۔۔"

"ہممممم" اسنے ہنکار بھرا۔۔۔

وہ ابھی کسی کی موجودگی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

اسکا دل پھٹ رہا تھا۔۔

وہ چاہتا تھا پھٹ جائے۔۔۔۔

مر جائے۔۔۔

گھپ جائے۔۔۔

کلیم اللہ نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

"وہ۔۔۔۔ آدم۔۔۔ خان کی طرف سے

۔۔۔ ایک پیغام ہے۔۔۔" اسنے بمشکل

باپ پوری کی اور سیاہ آنکھیں کھل گئیں

۔۔۔ مگر وہ ویسے ہی پڑا رہا۔۔۔

"بولو۔۔۔۔۔ "

نجانے کلیم اللہ نے کیا کہا ا۔۔۔

وہ اتنی ہی تیزی سے اٹھا۔۔۔

ایسا لگا کسی نے سینے میں سے تڑپتا دل آخر

نوچ ہی لیا ہو۔۔۔

اگلا منظر دھندلا تھا۔۔۔

نیلی جیپ تیار کھڑی تھی۔۔۔۔

کلیم اللہ نے اسکے لیے دروازہ کھولا

تھا۔۔۔۔۔

گاڑیاں تیار تھیں مگر اسنے سب کو منع

کر دیا۔۔

اور جیپ میں بیٹھنے سے پہلے۔۔۔

جازلان جتوئی نے چہرہ موڑا۔۔۔۔

نگاہیں حویلی کی شان سے کھڑی دیواروں

پر گئیں۔۔۔۔

حویلی کی دیواروں نے سانس روکے۔۔۔

اپنے آخری۔۔۔

اکلوتے۔۔۔

وارث کو دیکھا۔۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے جیپ غائب ہوتی نظر

آرہی تھی۔۔

حویلی کی دیواروں کے سر جھک گئے تھے

رات کا شاید کوئی آخری پہر تھا تھا سیاہ جیپ

آکر حویلی کے دیو ہیکل دروازے کے

سامنے رکی۔۔۔۔

اور سیاہ کولاپوری میں مقیم اسکے قدم اب

زمین پر پڑے تھے۔۔۔۔

دروازہ بند کرتے اسنے گہری سانس لی۔۔۔

اور حویلی کو دیکھا۔۔۔

رفتہ رفتہ جیسے سب ختم ہوتا جارہا تھا۔۔۔

اسنے لب آپس میں پوست کرتے۔۔

دل م اٹھتی۔۔۔

تکلیف برداشت کی۔۔۔۔

سیاہ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

اسکے وجود سے گہری سگار کی مہک دور تک

پھیل چکی تھی۔۔۔

وہ آج تو کیا۔۔۔

کئی دن اس حویلی میں نہیں آنا چاہتا تھا

مگر۔۔۔

ایک وجود اسکو کھینچ لایا تھا۔۔۔

اسکے قدم اندر کی جانب بڑھے۔۔۔

اب کوئی بالی نہیں تھا جو رات کے اس پہر

بھی سامنے آجاتا۔۔۔۔

اب کوئی نہیں تھا۔۔۔

اسکے قدم سیڑھیوں سے اوپر کی جانب

بڑھ رہے تھے۔۔۔۔

پیلی روشنی عجیب ماحول بنائے ہوئی تھی

دروازے کے پاس پہنچتے---

اسکے ماتھے پر بل پڑے---

اسے یاد تھا---

اسے یاد تھا کہ اسنے کمرے کو تالا لگایا

تھا۔۔

تو اب یہ کیوں کھلا تھا۔۔۔۔

کمرے کی دوسری چابی رانو کے پاس تھی جو

اسکو کھانا دینے آتی رہتی تھی۔۔۔

شاید وہ کھلا چھوڑ گئی ہو۔۔۔۔۔!

اسنے دروازہ کھولا۔۔۔

کھلتا چلا گیا۔۔۔

آج کمرے میں لیمپ بھی روشن نا تھا۔۔۔

اسکے ہاتھ بے ساختہ بٹنوں پر گرتے۔۔۔

پل میں کمرے کو روشن کر گئے۔۔۔

نگاہیں بے ساختہ بیڈ پر گئیں۔۔۔

اور ساکن ہو گئی۔۔۔۔

واں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

ضرغام خان تیزی سے آگے بڑھا۔۔۔۔

بیڈ پر کوئی سلوٹ بھی نا تھی۔۔۔

"ہیلہ۔۔۔۔"

وہ تیزی سے واش روم کی جانب بڑھا۔۔۔

مگر وہ خالی تھا۔۔۔

البتہ اسکا صبح والا لباس وہیں تھا۔۔۔۔

اسکا دل تھم گیا۔۔۔

کچھ غلط۔۔۔

بہت غلط ہونے کا احساس شدت سے

ہوا۔۔۔۔

اب وہ ہر جانب اسے پکار رہا تھا۔۔۔

وہ ہوتی تو جواب دیتی۔۔۔

اگلے منظر میں رانو سر جھکائے اسکے سامنے

کھڑی تھی۔۔۔

"کیسے نکلی وہ باہر۔۔۔ہاں۔۔۔

کیسے۔۔۔"وہ ایک بار پھر چلایا تو رانو بے

ساختہ چند قدم دور ہوئی تھی۔۔۔

"سائیں۔۔۔م۔۔۔میں کچھ بھی نہیں

۔۔۔۔جانتی۔۔۔میں۔۔جلدی سو۔۔۔

"چابی کدھر ہے۔۔۔" اسکا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔۔۔۔

مگر اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔ جہاں چابی رکھی تھی وہ سب وہاں نہیں تھی۔۔۔

"میں تم سب کو آکر دیکھتا ہوں۔۔۔ مگر اگر اسے کچھ بھی ہوا تو میں معاف کسی کو نہیں کروں گا۔۔۔ "

وحشت سے بھرپور آواز اس پہر گونجی ۔۔۔ ہر سمت کو ساکن کر گئی۔۔۔

اسکی جیپ اب حویلی سے نکل رہی تھی

پیچھے کئی گاڑیاں بھی نکل پڑیں۔۔۔۔

سورج اب اپنی پوری آب و تاب سے نکل

پڑا تھا۔۔۔

اسکے بندے پورے گاؤں میں پھیل چکے

تھے۔۔۔

اور جو خبر اسے ملی تھی وہ اسکا خون گھول

چکی تھی۔۔۔۔

اسنے اسٹرینگ پر زور سے ہاتھ مارا۔۔۔

پھولیں سانسیں۔۔۔

سرخ چہرہ۔۔۔۔

اسکی جیپ اب رستے میں ہر آتی چیز کو

چیڑتی۔۔۔۔ گاؤں کے انجان رستوں میں

کھوتی جارہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

یہ عجیب جگہ تھی

نہ پورا گھر تھا۔۔۔نہ کھنڈر۔۔۔بس ایک

ادھوراڈھانچہ سا تھا۔۔۔جیسے کسی نے

بنانے کا ارادہ کیا ہو اور پھر ادھورا چھوڑ دیا

ہو۔۔۔

چھت آدھی تھی۔۔۔۔

دیواروں سے پلستر جھڑ چکا تھا۔۔۔

فرش پر نمی۔۔۔ مٹی اور پرانے پانی کی بدبو

بسی سانس لینا محال کئے ہوئے تھی۔۔۔

ایک طرف زنگ آلود لوہے کا دروازہ

تھا۔۔ جو ہلکی ہوا میں چرچراتا تھا۔۔

اندر ایک ہی کمرہ تھا۔۔۔۔

مدھم پیلی روشنی والا ایک بلب چھت سے

لٹک رہا تھا۔۔۔

جو ہر چند سیکنڈ بعد ہلکا سا کانپتا۔۔ اور

کمرے کے سائے دیواروں پر ناچنے

لگتے۔۔۔۔

اگر دیواروں سے نگاہ نیچے کی جانب جھکاؤ

تو۔۔۔

وہاں کوئی تھا۔۔۔وہ جس کے ہاتھ

موٹے کھردرے رسّوں سے بندھے

ہوئے تھے۔۔۔

کلائیاں سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔

اسکا سرخ لباس

اب مٹی نمی اور خون کے چھینٹوں سے بھرا

ہوا تھا۔۔۔۔

اسکا چہرہ ایک جانب کو لڑھک رہا تھا جس

پر۔۔۔

اب کئی زخم تھے۔۔۔ ہونٹ کے کنارے

پر سوکھا ہوا خون۔۔ گال پر

نیلاہٹ۔۔ ماتھے پر کٹا ہوا نشان۔۔۔۔

اس کے سنہرے بال۔

کھلے۔۔۔ بکھرے ہوئے۔۔۔ گرد اور

پسینے میں اَٹے۔۔۔ اس کے کندھوں پر

بکھرے پڑے تھے۔

وہ ہوش میں آ رہی تھی اور جیسے

ہر سانس کے ساتھ سینہ جل رہا تھا۔۔

سانسیں بمشکل چل رہیں تھیں۔۔۔۔

اسنے کچھ سوچنے کی کوشش کی۔۔۔

اسنے سمجھنے کی کوشش کی۔۔۔۔

مگر حواس مکمل طور پر بحال نا ہوئے تھے

۔۔۔

وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔

نجانے اس سے کیا گناہ سرزد ہو گیا کہ اسکی زندگی یوں پل پل آزاب بنتی۔۔۔سامنے آجاتی۔۔۔۔

ابھی تو پہلا واقع دماغ سے نا اترا تھا۔۔۔

ابھی تو اسکا خوف نا مٹا تھا۔۔۔

ابھی تو جسم ان زخموں سے آزاد نا ہوا تھا

کہ۔۔۔

ایک بار پھر۔۔۔

اسنے ہلنا چاہا۔۔۔۔

مگر پورے جسم میں ٹیسیں اٹھیں۔۔۔۔

بے بسی سے آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی

تھی۔۔۔

اسکے لب ہلنے لگے۔۔۔۔

دھیرے دھیرے۔۔۔۔

وہ کسی کو پکار رہی تھی۔۔۔۔

وہ ضرغام خان کے علاوہ کس کو ہی پکار سکتی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

یہ گاؤں کے کونے میں ایک عجیب سی جگہ تھی۔۔۔

آس پاس بلند و بالا درخت تھے۔۔۔

اسی کے بیچ وہ عمارت تھی۔۔۔

وہ جس کی کسی نے برسوں پہلے بنیاد رکھی تھی۔۔۔۔

جیپ سے نکلنے والا۔۔۔ جازلان جتوئی

تھا۔۔۔

جازلان جتوئی نے سامنے عمارت کو

دیکھا۔۔۔

دل میں کچھ نوکیلا پتھر پوست ہوا۔۔۔

یہ وہی عمارت تھی جسکی بنیاد فیروز جتوئی
نے رکھی تھی۔۔۔

وہ یہاں حویلی بنانا چاہتا تھا مگر۔۔۔

اس نے لب بھینچتے۔۔۔
جبڑے تن گئے۔۔۔۔۔

اسکے قدم آگے بڑھ رہے تھے

۔۔۔۔ آدم۔خان اچھا کھیلاڑی تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ کون سا وار جب اور کدھر

کرنا تھا۔۔۔

مگر اب۔۔۔

بسس۔۔۔

"تو تمہارا وقت یہیں تک تھا۔۔۔۔"

تخیل میں آدم خان کو دیکھا۔۔۔اور زہر خند لہجے میں بولا۔۔

قدم آگے بڑھ رہے تھے۔۔۔۔

یہاں تک کہ سامنے لوہے کا دروازہ نظر

آیا۔۔۔

جس کے ساتھ کوئی کھڑا تھا۔۔۔۔

شاید اسی کا انتظار ہو رہا تھا۔۔۔۔

سر پر خون سوار ہوا۔۔۔

ہاتھ گن تک گیا۔۔۔۔

وہ کوئی غلام تھا شاید۔۔۔

اسنے پیچھے ہوتے۔۔۔

رستہ دینا چاہا۔۔۔۔

مگر۔۔۔

گرم لوہا۔۔

اسکے سینے میں اترا۔۔۔

اور وہ وہیں ڈھیر ہو چکا تھا۔۔۔

"خبیث۔۔۔۔۔" اسکا سانس پھولنے

لگا۔۔۔

وہ اب تیزی سے اندر کی جانب بڑھا۔۔۔

مگر پھر۔۔۔

اسکا سانس جیسے رک گیا۔۔۔۔

وہ وہیں تھی۔۔۔

ہاں وہ وہی تھی۔۔۔۔

اجڑی بکھری حالت۔۔۔

اسکا جسم جیسے بے جان ہونے کی در پر

تھا۔۔۔

زخم زخم وجود۔۔۔

بمشکل سانسیں کھینچ رہا تھا۔۔۔

"ہیلہ۔۔۔۔"۔۔۔

اسکے لب ہلے۔۔۔

"ضرغام۔۔۔۔" اسکے لب ہل رہے تھے

۔۔۔۔

اسکے قدم من من کے ہوئے۔۔۔۔

جسم میں جیسے چونٹیاں رینگ گئیں۔۔۔

"ہیلہ۔۔۔" اور پھر۔۔۔وہ بے ساختہ

اسکی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"ہیلہ۔۔۔"

"ہیلہ۔۔۔"

اسکا ناتواں وجود چھوا۔۔۔

تو ہاتھ پل میں سرخ ہوئے۔۔۔

اسکا۔انگ۔انگ۔۔۔دکھ رہا تھا۔۔۔۔

اسکا دماغ شل ہوا۔۔۔

تو یہ تھی قسمت اس لڑکی کی جسے پھولوں کی طرح رکھا گیا تھا۔۔۔

"ہیلہ۔۔۔"

"ضر۔۔۔۔۔

وہ بولنا چاہ رہی تھی۔۔۔

آنکھیں کھولنا چاہ رہی تھی۔۔۔۔

مگر سب مشکل تھا۔۔۔

انگ انگ دکھ رہا تھا۔۔۔

سر پر لگیں ضربیں آنکھیں کھولنے نا دے رہیں تھیں۔۔۔۔

اسکے لب اس ایک شخص کو پکار پکار تھک

گئے تھے۔۔۔۔

مگر اب ایسا لگا کہ اسکے آنے سے پہلے جسم

بے جان ہو جائے گا۔۔۔۔

مگر پھر کوئی آیا۔۔۔

کون آسکتا تھا۔۔۔۔

وہ اسکا نام پکار رہا تھا۔۔۔

اسکے ہاتھ کھول رہا تھا۔۔۔۔

اسکا ماتھا چوم رہا تھا۔۔۔۔

مگر نہیں۔۔۔

یہ وہ احساس۔۔۔

وہ خوشبو نہیں تھی۔۔۔۔

وہ اس معاملے میں دھوکہ نہیں کھا سکتی تھی۔۔۔۔

وہ کوئی اور تھا۔۔۔

"ہیلہ۔۔۔" پھر سے پکارا گیا۔۔۔

"ہیلہ۔۔۔" ماتھا چوما گیا۔۔۔

اور وہ پہچان گئی۔۔۔۔

بس خدا وہ پہچان گئی۔۔۔

اسکی سانسیں جیسے رک گئیں۔۔۔

سارے جسم کی جان لگا تے۔۔۔

آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔۔

وہ وہی تھا۔۔۔۔

وہ کیسے غلط ہو سکتی تھی۔۔۔

"لا۔۔۔لا۔۔۔۔" اس کے لبوں نے اب

مختلف نام پکارا۔۔۔

"میرا۔۔۔ جگر۔۔۔ تم۔۔۔ تم۔۔۔۔

میں۔۔۔ میں تمہیں۔۔ کچھ نہیں۔۔۔"

اسکو وجود کو آزاد کرتے۔۔۔وہ بے ربط

سے جملے بول رہا تھا۔۔۔

اسے لگا تھا کہ قید میں رہنے کے بعد وہ کچھ

محسوس نہیں کر پائے گا۔۔۔

مگر وہ غلط تھا۔۔۔۔

اسکا دل پھٹ رہا تھا۔۔۔

جبکہ وہ پتھرائی نگاہوں سے بس اسے

دیکھے جارہی تھی۔۔۔۔۔

اسکا دل جیسے رک رک چل رہا تھا۔۔۔۔

ابھی وہ اسکے وجود کو اٹھاتا ہی کہ دروازا

کھل گیا اور سامنے وہی تھا۔۔۔ جس کو

دیکھنے کی کی کم از کم ابھی اس کی حالت
نہیں تھی مگر۔۔

"آو شیر آو۔۔۔۔تم نے کافی انتظار
کروایا۔۔۔"بھاری سرد آواز پر سو پھیلی
۔۔۔

وحشت بڑھی۔۔۔

ایک پل۔ کو دل کیا کہ۔۔۔

ساری گولیاں اسکے وجود میں اتار

دے۔۔۔

اتار بھی دیتا۔۔۔

مگر۔۔۔

وہ ایکدم اٹھا۔۔۔اسکا گریبان پکڑ چکا

تھا۔۔۔

ایک نہیں کئی بندوقوں کا رخ اسکی جانب

ہوا۔۔۔

ہیلہ نے بمشکل خود کو گھسیٹتے دیوار سے ٹیک

لگائی۔۔۔

آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔۔۔

وجود کو زخموں سے چور تھا پسینے سے تر

ہو گیا۔۔۔

"ایک اور حرکت اور ساری بندوقوں کی

گولیاں اس لڑکی میں اتر جائیں گی۔۔۔ "

انکا لہجہ زہر خند تھا۔۔۔۔

وہ بے ساختہ پیچھے ہوا۔۔۔

اگر اکیلا ہوتا تو اسکا جسم بون دیتا مگر

ہیلہ۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

"مردوں کی طرح کرو آدم خان۔۔۔

لڑکی کو کیوں بیچ میں کار ہے ہو۔۔۔" اسکا

سانس پھولنے لگا۔۔۔

ہیلہ کی حالت ایسی نہیں تھی کہ اسے مزید

ادھر رکھا جاتا۔۔۔۔

نجانے اسپر کیسا تشدد کیا گیا تھا۔۔۔

آدم خان کا قہقہہ گھونجا۔۔۔

"اور جو تم نے میری لڑکی کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی۔۔۔" وہ قریب آ گئے۔۔۔ سرگوشی جیسی آواز کے کوئی دوسرا نا سن پائے۔۔ مگر سب نے سنا تھا۔۔۔

"اسے جانے دو۔۔۔ میں تمہارے پاس

ہوں۔۔۔ "

وہ ہتھیار ڈالنے والوں میں سے نہیں تھا۔۔

مگر جازلان جتوئی نے ہتھیار ڈال

دیے۔۔۔۔

مگر سامنے جیسے کوئی اثر نہ پڑا۔۔۔

"جانتے ہو کہ اسے زندہ کیوں رکھا۔۔۔"

انکی نگاہ اب خوف سے خود کو تکتی ہیلہ تک گئی۔۔۔

"میں نے سوچا چلو۔۔۔ایک آخری بار دونوں مل لو۔۔۔۔"وہی سرد لہجہ۔۔۔

وہی نفرت۔۔۔

وہی حقارت۔۔۔۔

بس بہت ہو گیا۔۔۔

"جانے دو اسے آدم خان۔۔۔ورنہ

تم۔۔۔۔۔

"ورنہ کیا.. وہ ایکدم جیسے چلائے

۔۔۔۔اسکا اسکا گریبان پکڑ چکے تھے۔۔۔

چہرے سامنے ہوے۔۔۔

وہ لڑکی چہرہ جھکا گئی تھی۔۔۔۔

اس میں شاید اور ہمت نا بچی تھی۔۔۔۔

"تم۔۔۔ تم نے سوچا کہ تم آدم خان سے مقابلہ کروگے۔۔۔ تم نے سوچا تم مجھ سے بدلہ لوگے۔۔ سوال کروگے۔۔۔ تمہاری ۔۔۔ اتنی اوقات۔۔۔"

وہ اسکا وجود پیچھے دھکیل چکے تھے۔۔۔۔ مگر وہ شاید ابھی اور کچھ نہیں سوچ پا رہا تھا

۔۔۔

"میں تمہارے پاس ہوں آدم خان۔۔۔

تم مجھے مار لو۔۔۔ مگر اسے۔۔۔

"دونوں۔۔۔ دونوں مر و گے۔۔۔۔"

انہوں نے اشارہ کیا۔۔۔

لوگ اندر پھیل گئے۔۔۔۔

جازلان جتوئی کو تین چار لمبے تگڑے

پٹھانوں نے پکڑا تھا۔۔۔۔

وہ چیخ رہا تھا چکا رہا تھا مگر۔۔۔

وہ اس بیہوش وجود پر بندوق تان چکے

تھے۔۔۔

"چھوڑو اسے۔۔۔۔

میں نے کہا۔۔۔ چھوڑوو۔۔۔۔"

وہ چلا رہا تھا مگر۔۔۔۔۔

"میں نے تم دونوں پر رحم کیا کہ دیکھتے ہی

قتل نا کیا۔۔ مگر۔۔ تم دونوں۔۔۔ آدم

خان کی گردن تک پہنچ آیے۔۔۔۔"وہ

اسکے قریب آگئے تھے۔۔۔سرد وسپاٹ

لہجہ۔۔۔۔۔نگاہیں بس اس پر تھیں

۔۔۔روح کو جیسے سکون مل رہا تھا۔۔۔

ایسا سکون کے وہ اسے مارنا ہی نہیں چاہتے

تھے۔۔۔ساری زندگی کی تڑپ۔۔۔ہاں

وہ بہتر تھیں۔۔۔۔

"مار دو اسے۔۔۔" حاکم نے حکم جاری کیا۔۔۔۔

اور جازلان جتوئی کا وجود ساکن ہوا۔۔۔

بندوقیں تانی گئی۔۔۔۔

آدم خان اسکے چہرے پر نظریں گاڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

کہ وہاں جان نکلے اور یہاں وہ اٹھتی تکلیف

دیکھے۔۔۔۔

وقت جیسے۔۔رک رک کر چلنے لگا۔۔۔۔

جیسے رک جانا چاہتا ہو۔۔۔

"ن۔۔ں ہیں۔۔۔" اسکے لب

ہلے۔۔۔

"تمہیں لگا آدم خان کمزور ہے۔۔۔" زہر خند لہجہ۔۔۔۔

دیواریں ساکن ساکن ہوئی۔۔ دیکھنے لگی۔۔۔

اس لڑکی کو جو حواسوں میں نا تھی۔۔۔

اس لڑکی کو جس کے سر پر موت کھڑی تھی۔۔۔

اس لڑکی کو جب کچھ دیر پہلے تک۔۔۔

کسی کو پکار پکار تھک رہی تھی۔۔۔

اس لڑکی کو اسکا جسم زخم زخم تھا۔۔۔۔

سنہرے بالوں والی حسین لڑکی۔۔۔

"چلا دو۔۔۔۔" سرد حکم۔۔۔

غلام اس سے پہلے حکم پر عمل کرتے۔۔۔

یکدم دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ

کھلا۔۔۔۔

اور وہ اندر آیا تھا۔۔۔

دیواروں نے اسے گھورا۔۔۔

اس کو جب سے پکارا جا رہا تھا اور وہ اب آیا

تھا۔۔۔

بکھرے بال۔۔۔

کندھوں پر جھولتی سیاہ شال۔۔۔

شکن زدہ لباس۔۔۔۔

سرد آنکھیں۔۔۔

اسکے ساتھ کئی لوگ اندر آئے۔۔۔۔

اور آتے ہی وہاں وجود پر شخص پر بندوق

تان چکے تھے۔۔۔

کیا جازلان جتوئی۔۔۔۔

کیا آدم خان۔۔۔۔

اور وہ جو اس لڑکی پر بندوق تانے ہوئے

تھے۔۔۔

سب کچھ چند لمحوں کے اندر ہوا۔۔۔

کوئی کچھ سمجھ نا سکا۔۔۔

وہ آگیا تھا۔۔۔

جس کو بلایا جا رہا تھا۔۔۔

جازلان نے سانس لیتے آنکھیں بند

کیں۔۔۔۔

اور پھر وہ سانس لیتے گیا۔۔۔

جب کسی نے سر بر بندوق نا تانی ہوئی تھی

۔۔

جسم بے جان ہو رہا تھا۔۔۔

اور جیسے ہی سر پر بندوق کی ٹھنڈک

محسوس ہوئی۔۔۔جان میں جان آئی۔۔۔

عجیب تھا۔۔۔

مگر وہ گہرے سانس لے رہا تھا۔۔۔

اور آدم خان۔۔۔

وہ مڑا۔۔۔

اور سامنے ہی کھڑے اس شخص کو

دیکھا۔۔۔

جس کے حکم پر اسی کے لوگ۔۔

اس پر بندوق تانے ہوئے تھے۔۔۔۔

انکا جبڑا تن گیا۔۔۔۔

"مار دو انہیں۔۔۔" وہ چلائے۔۔۔۔

مگر کوئی غلام جگہ سے ہل تک نا سکا۔۔۔

ایک جانب وہ بوڑھا حاکم تھا جس کا ایک

پاؤں قبر میں تھا اور دوسری جانب وہ۔۔۔

جس کی آگے سالوں حکومت چلنی تھیں

۔۔

غلاموں نے اپنا فیصلہ لے لیا۔۔۔

جو اسکے ساتھ آئے۔۔۔

بندوقیں گرا چکے تھے۔۔۔۔

جبکہ ضرغام خان کی نگاہیں سب سے

ہوتی۔۔۔

اس وجود پر گئیں۔۔۔

اور ٹھہر گئیں۔۔۔۔

سو مردوں کے درمیان۔۔۔

وہ کسی بھی پردے سے عاری۔۔۔

بکھرے وجود کے سنگ۔۔۔

ہوش و حواس سے بے گانہ تھی۔۔۔

جبڑے تن گئے۔۔۔

رگیں ابھر گئیں۔۔۔

"کوئی حرکت نہیں کرے گا۔۔۔۔" سرد وہ سپاٹ لہجہ۔۔۔۔ حکم تھا کوئی نظریں تک نا اٹھائے۔۔۔

"مار دو سب کو۔۔۔ نامر دو۔۔۔ مارو۔۔۔" ضرغام خان کو اس لڑکی کی

جانب بڑھتے دیکھ۔۔وہ چلائے تھے۔۔۔

اسکی جانب بڑھنا چاہا۔۔ مگر غلام انکے

ناتواں وجود کو جھکڑ گئے۔۔۔۔

وہ اب اونچی اونچی گالیاں دے رہے تھے

۔۔۔

چیخ رہے تھے۔۔۔۔

وہ یہاں تک کیسے پہنچ سکتا تھا۔۔۔۔

انکا تو ارادہ تھا کہ آج وہ ان دونوں کو ختم کر

دیتے۔۔۔

ختم ہو جاتی کہانی مگر۔۔۔

انہوں نے ایک بار پھر دیر کر دی تھی۔۔۔

وہ ایک بار پھر آ گیا تھا۔۔۔

وہ اس کے بالکل پاس پہنچا۔۔۔۔

ایک گھٹنا جھکایا۔۔۔۔

اسکے چہرے سے بال پیچھے کئے۔۔۔

زخم زخم صندلی چہرہ۔۔۔

لب بھینچے گئے۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے اپنے کندھوں سے شال

اتارتا۔۔۔۔۔

وہ اسکے بیہوش وجود کے گرد پھیلاتا اسکے

وجود کو اٹھا چکا تھا۔۔۔۔

سنہرے بال لہرا رہے تھے۔۔۔

چہرہ اسکے سینے میں گم تھا۔۔۔

باقی کا وجود اس سیاہ شال میں چھپ چکا تھا

اسکا چہرہ ایک سرد تھا کہ غلاموں کے

چہرے مزید جھک گئے----

آدم خان چلا رہے تھے-----

وہ آگے بڑھ رہا تھا---

اس وقت اس لڑکی سے اہم اور کچھ نا

تھا۔۔۔

آدم خان کے ساتھ آئے۔۔لوگوں کی

بندوقوں کی مدد سے باہر نکالا جارہا تھا

۔۔۔۔

جازلان جتوئی البتہ خاموش تھا۔۔۔

بالکل خاموش۔۔۔۔

اسکی نگاہیں سرد ہو چکیں تھیں۔۔۔

ضرغام خان ہیلہ کو ان سب میں سے بچا

کے کے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

آدم خان مزید چلایا۔۔۔

مگر کوئی نہیں سن رہا تھا۔۔۔۔

دو لوگوں نے اسکے سر پر بندوق کا زور

بڑھایا۔۔۔

تو وہ بھی چل پڑا۔۔۔۔

اسے بچایا جا چکا تھا۔۔

اس سے اہم ابھی اور کچھ نہیں تھا۔۔۔۔

دولوگوں نے بندوق کارخ آدم خان کی

جانب ہی کیارہا۔۔۔

وہ الٹے قدم لینے لگے۔۔۔۔

جیسے ہی اسے ہوش آیا۔۔۔

وہ تیزی سے لپکے۔۔۔۔

مگر لوہے کا دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔۔۔۔

سب گاڑیوں میں بیٹھتے گئے۔۔۔۔

انکو یہی حکم تھا۔۔۔۔

انہوں نے اسی کی تعمیل کرنی تھی۔۔

جازلان جتوئی کو بھی اس آخری سیاہ گاڑی

میں بٹھایا۔۔۔

اندر گم ہونے سے پہلے اس نے رخ

موڑتے۔۔۔

لوہے کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔۔۔۔

گاڑیاں ایک بار پھر ان کچے راستوں پر

دوڑنے لگیں تھیں۔۔۔۔

لوہے کا دروازہ ہنوز بج رہا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

حویلی سے کچھ دور۔۔۔سیاہ گاڑی کا دروازا کھلا۔۔۔

اور اسے باہر نکالا گیا تھا۔۔۔

"ضرغام سائیں کا حکم ہے۔۔۔ حویلی کے

گرد دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔۔۔"

انہوں نے تاکید کی۔۔۔

مگر الفاظ اسکی سماعتوں میں نا اتر پائے۔۔۔

آنکھوں کے سامنے ایک ہی منظر

تھا۔۔۔۔

اور شاید ایک موقع۔۔۔

اسکی سانسیں۔۔۔

غصے۔۔۔

نفرت۔۔۔

بدلے کی آگ۔۔۔

میں جھلسنے لگیں۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔

وہ اسی رستے کی جانب پلٹا۔۔۔

جہاں سے لایا گیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

ضرغام خان نے اسے سرخ رنگ میں

دیکھنے کی تمنا کی اور وہ خون میں رنگی اسکے

سامنے تھی۔۔

"گاڑی تیز چلاؤ۔۔۔۔" وہ تقریباً چلایا تھا

ایک بار پھر سے۔۔۔

غلام نے اسے دیکھا۔۔۔

جو پھر سے اس لڑکی کے گال تھپتھپا رہا تھا

۔۔۔

اور کتنی تیز کرتا۔۔۔

"تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔کچھ بھی نہیں

۔۔"اسکے لب ہلے۔۔۔۔

اس وقت دماغ سے باقی سوچیں نکل گئیں

آدم خان کو وہ کہاں چھوڑ کر آیا تھا یہ بھی

نہیں یاد رہا۔۔۔

مگر وہ اس وقت کسی دوسرے مسئلے میں

نہیں پڑ سکتا تھا۔۔۔۔

اس نے دوبارہ رخ اس لڑکی کی طرف

کیا۔۔۔

جس کا چہرہ زخم زخم تھا۔۔۔

لب بھینچے گئے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

"اماں۔۔۔ی۔۔۔یہ سب کیسے ہو گیا

۔۔۔"رانو خوفزدہ تھی۔۔۔۔چابی اب

وہیں تھی جہاں اسنے رکھی تھی۔۔۔

خوف سے اسکی جان جیسے نکلے کا رہی تھی

۔۔۔

کیا جواب دیتی ضرغام خان کو۔۔؟

وہ سوال وجواب کی مہلت دیتا ہی کب

تھا۔۔۔؟

مسرت نے ہاتھ سے پلیٹ ٹیبل پر

رکھی۔۔۔

جانتی تھی کوئی کھانے کو نہیں آئے

تھا۔۔۔

تھا ہی کون۔۔۔

مگر کھانا لگایا جا رہا تھا۔۔۔۔

"تو کچھ بولتی۔۔۔۔

ماں۔۔۔۔یکدم وہ چونکی۔۔۔

سانس جیسے سینے میں اٹکی۔۔۔

کہیں تو نے تو۔۔۔۔

مسرت نے اسے گھورا۔۔۔۔

وہ حیرت سے شل۔۔۔

لب سی گئی۔۔۔

جسم پسینے سے تر ہو گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

اس نے دائیں بائیں۔۔ایک بار پھر

دیکھا۔۔۔۔

سارے عالم میں خاموشی تھی۔۔۔

وہاں کوئی نہیں تھا۔۔اسکے سوا۔۔۔

بلکہ نہیں۔۔۔

کوئی تھا۔۔۔۔

اس نے ہاتھ میں پکڑی بندوق

دیکھی۔۔۔۔

اور پھر سامنے لوہے کے دروازے

کو۔۔۔۔

اسکے سر پر خون سوار تھا۔۔۔

انکھوں کے سامنے ایک بار بار کچھ دیر پہلے

کا منظر گھوم رہا تھا۔۔۔۔

نفرت۔۔۔

نفرت۔۔۔۔

شدید نفرت۔۔۔۔

لوہے کا دروازے کی کنڈی کھولی گئ۔۔

کچھ دیر نہیں کوئی بھی آسکتا تھا اسے لینے

جو بھی کرنا تھا---

اس سے پہلے کرنا تھا----

عجیب آواز پر سوچھیلی----

اور دروازہ کھل گیا---

قدم اندر رکھا---

اور عین اسی وقت کسی نے اسپر حملہ کیا مگر

وہ شاید ذہنی طور پر تیار تھا۔۔۔۔

اگلے ہی لمحے اس وجود کو دور پھینکا۔۔۔

اور دروازہ اندر سے بند کر کیا۔۔۔۔

ہاتھ میں پکڑی گن کا رخ۔۔۔

اس وجود کی جانب کیا۔۔۔

وہ شاید شل ہو چکا تھا۔۔۔۔

"جازلان جتوئی۔۔۔"خوف کے باعث

لب دھیرے سے ہل پائے تھے۔۔۔۔۔

چند لمحوں کے بعد کا منظر دیکھو تو وہاں سفید

پگڑی گری ہوئی تھی۔۔۔۔۔

مٹی سے اٹی۔۔۔۔

ہسپتال کے کمرے میں ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ دیوار کے ساتھ لگی مشین کی بیپ... بیپ کرتی آواز خاموشی کو توڑ رہی تھی

جیسے وقت کی رفتار کو گن رہی ہو۔ باہر
بارش کی بوندیں شیشے سے ٹکرا رہی تھیں
اور اندر کا ماحول اور بھی اداس اور بھی
بوجھل لگ رہا تھا۔۔۔

بیڈ پر ہیلہ نیم بے ہوشی کی حالت میں لیٹی
ہوئی تھی۔ اس کے بازوؤں اور کندھے پر

سفید پٹیوں کے نیچے زخموں کے نشان
چھپ چکے تھے مگر چہرے کی زردی سب
کچھ بیان کر رہی تھی۔۔۔

ماتھے پر بھی پٹی بندھی ہوئی تھی جس کے
کنارے سے اس کی نرم جلد جھانک رہی
تھی۔۔۔

اس کے سنہرے بال بے ترتیب انداز میں
تکیے پر بکھرے ہوئے تھے کبھی کبھی وہ ہلکا
سا کروٹ بدلنے کی کوشش کرتی تو بال
اس کے چہرے پر آجاتے اور اس کی
سانسیں ذرا تیز ہو جاتی تھیں۔۔

کمرے میں دوائیں کی مخصوص خوشبو بسی ہوئی تھی۔۔۔

پردہ آدھا کھلا تھا باہر کی مدھم روشنی ہیلہ کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔

ہیلہ کی پلکیں ذرا سی کانپیں۔اس کے

ہونٹوں سے مدھم سی آہ نکلی۔۔

تھوڑی سی حرکت پر بھی جسم سے ٹیسیں

اٹھتی تھیں۔۔۔۔

"ض۔۔۔ضر۔۔۔غام۔۔۔۔"

لبوں نے حرکت کی۔۔۔

سبز آنکھیں بمشکل کھلیں۔۔۔۔

اور اطراف کا جائزہ لینے کی چاہ میں بھٹک

رہیں تھیں۔۔۔۔

کوئی بھی منظر جیسے واضح نہیں تھا۔۔۔۔

پھر بند آنکھوں کے پار ہی منظر صاف

دیکھائی دینے لگا۔۔۔

ایک ایک پل جیسے یاد آرہا تھا۔۔۔

اس نے دروازے کھلنے پر جیسے ہی دیکھا

سامنے مسرت کھڑی تھی۔۔۔۔

وہ اس عورت سے آج بھی شدید خوفزدہ تھی۔۔۔

وہ ایکدم کھڑی ہوئی۔۔۔۔

اسکی سانسیں جیسے مدھم پڑنے لگیں تھی۔۔۔

اس نے کچھ کہنا چاہا مگر منہ پر پڑنے والا طمانچہ اتنا سخت تھا کہ اسکا دماغ گھوم گیا۔۔۔۔

وہ اسکے بالوں کو سخت گرفت میں لے چکی تھی۔۔۔۔

"کیا سمجھا تھا۔۔۔یوں سج سنور کر سب

لے جائے گی۔۔۔" دوسرا تھپڑ پڑا۔۔۔۔

اور وہ پچھلی جانب گری تھی۔۔۔۔۔

سر بے ساختہ میز کے کونے سے پوری

شدت سے لگا۔۔۔۔

اور آنکھوں کے سامنے ایک پل کو مکمل

اندھیرا آگیا۔۔

"اہہہ۔۔۔" وہ سسکی۔۔۔۔

اسنے مسرت کو روکنا چاہا۔۔۔

اسنے کسی کو پکارا چاہا تھا مگر الفاظ لبوں پر دم

توڑتے گئے۔۔۔۔

اب نجانے اس کے ہاتھ میں کیا تھا۔۔جو

وہ اسکے وجود پر برسا رہی تھی۔۔۔

گالیاں دے رہی تھی۔۔۔

نفرت اگل رہی تھی۔۔۔۔

اس لڑکی نے بچاؤ کی کوشش کی۔۔۔۔

اسنے پہلی بار کوشش کی تھی ان سالوں

میں۔۔۔۔

مگر جب دوسری بار سر میز کے کونے پر لگا

تو جسم جیسے بے جان ہونے لگا۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔۔

پھر کیا ہوا۔۔۔

اس کے منظر دھندلے تھے۔۔۔۔

مگر وہ غلط نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔۔

نیم بیہوشی میں اسنے جازلان جتوئی کو ہی

دیکھا تھا۔۔۔۔

جو اسکا نام پکار رہا تھا۔۔۔

اسکے جسم کو رسیوں سے آزاد کر رہا

تھا۔۔۔

اور پھر آدم خان کا آنا۔۔۔۔

اسکے لاغر وجود نے گھبراتے اٹھنا چاہا۔۔۔

مگر پورے جسم میں درد کی شدید لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔۔

اسکی آنکھوں سے آنسو۔۔۔۔

کنپٹی میں جذب ہونے لگے۔۔۔۔

"لا۔۔۔لا۔۔۔۔" اسکے لب ہلے۔۔۔۔

وہ اٹھنا چاہ رہی تھی۔۔۔

وہ یہاں سے جانا چاہ رہی تھی۔۔۔

اس نے دیکھنا تھا۔۔۔

ملنا تھا جازلان سے۔۔۔۔

اسکا دل پھٹنے لگا۔۔۔۔۔

مگر پھر ایکدم کوئی اندر آیا تھا۔۔۔۔

وہ۔وہی تھا۔۔۔۔

ضرغام خان۔۔۔۔

"ہیلہ۔۔۔ہیلہ۔۔۔ آنکھیں

کھولو۔۔۔۔ "

"جا۔۔۔جازلا۔۔۔۔۔لالا۔۔۔۔"وہ

پکارنے لگی۔۔۔۔

"م۔مجھ۔۔۔مجھے۔ملنا۔۔۔۔"

مگر دوائیوں کا اثر تھا کہ جسم ایک بار پھر

بے جان ہوا۔۔۔۔

جبکہ ضرغام خان کے لب بھینچے

تھے۔۔۔۔

اسکی رنگت سرخ پڑ چکی تھی۔۔۔۔

وہ۔ کل سے یہیں تھا۔۔۔

اسے اب جا کہ ہوش آیا تھا۔۔۔

اور ہوش آتے ہی پکارا بھی کسے۔۔۔۔؟

اسکی آنکھوں میں نفرت بھرنے لگی تھی

۔۔۔

وہ اپنا داؤ کھیل چکا تھا۔۔۔۔

اور شاید وہ جیت بھی چکا تھا۔۔۔۔۔

اسنے سرد سانس لینے ایک بار پھر اس وجود

کو دیکھا۔۔۔۔

جسکا جسم زخم زخم تھا۔۔۔۔

"سب۔۔۔ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔" وہ

اب اسکے سنہرے بالوں کو چہرے سے ہٹا

رہا تھا۔۔۔

لب دھیرے سے ہلے۔۔۔۔

اور نجانے اس نے کس کو تسلی دی

تھی۔۔۔۔

سنسان گاؤں کی کچی سڑک پر شام اتر رہی تھی۔

آسمان پر سرخی مائل بادل پھیلے تھے۔۔۔

ہوا میں مٹی اور سوکھے پتوں کی خوشبو گھلی ہوئی تھی۔۔۔

دور سے دیکھو تو۔۔

ایک طرف جازلان جتوئی کی جیپ گرد اڑاتی ہوئی آ کر رکی۔۔۔اور دوسری

طرف سے ضرغام خان کی سیاہ جیپ ٹھیک اس کے سامنے آکر ٹھہری تھی۔۔

ہیڈ لائٹس کی تیز روشنی۔۔۔

چند لمحے تک دونوں گاڑیوں کے اندر مکمل خاموشی رہی۔۔۔

صرف انجن کی دھڑکن اور ہوا کی آواز

سنائی دے رہی تھی۔

پھر دروازہ کھلا۔۔۔۔

جازلان جتوئی باہر نکلا تھا۔۔

نیلی کاٹن کی شلوار قمیض۔ کھلا

گریبان،۔۔ آنکھوں میں غرور اور

ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ۔۔۔۔

وہ جو چاہتا تھا شاید کر چکا تھا۔۔۔۔

اس نے سڑک پر تھوکا اور نظر اٹھا کر

سامنے دیکھا۔۔۔۔

دوسری طرف سے ضرغام خان جیپ سے

اترا تھا۔۔

سفید کاٹن کی شلوار قمیض۔۔چوڑے

کندھے۔۔سپاٹ چہرہ اور سیاہ آنکھیں

۔۔۔۔

وہ دو قدم آگے بڑھا مٹی پر اب اس کے

بوٹوں کی چاپ گونج رہی تھی۔۔۔

دونوں کے درمیان چند قدم کا فاصلہ

تھا۔۔۔

وہ دونوں آمنے سامنے رکے۔۔۔

نگاہیں ایک دوسرے پر جمائے۔۔۔۔

سرد چہرے۔۔۔

نفرت سے بھرپور نگاہیں۔۔۔۔

"آدم خان کدھر ہے؟" سرد سی آواز

سی۔۔ دھیمی اتنی کہ فقط جازلان جتوئی کی

سن پایا۔۔۔

یہ نام سنتے ہی فضا اور بھی سن پایا تھا۔۔

جازلان جتوئی نے سر ذرا سا جھکایا۔۔۔

پھر پھر۔۔۔

اسکا قہقہہ گھونجا تھا۔۔۔

وہ ہنستے ہوئے ایک قدم آگ آیا۔۔۔۔

"آدم خان؟"

اس نے طنزیہ نظروں سے ضرغام خان کو دیکھا۔۔۔

"کون آدم خان۔۔۔؟ کیا اسے میرے پاس ہونا تھا۔۔؟

اس کی ہنسی میں زہر تھا اور آنکھوں میں

عجب سرد پن۔۔۔

ضرغام خان کی مٹھی بند ہو گئی۔۔۔۔

جبڑا بھنچ گیا۔۔۔۔

"تم اور میں دونوں جانتے ہیں جازلان

جتوئی کہ وہ تمہارا پاس ہے۔۔۔" اندر

ایک طوفان برپا تھا۔۔۔

جب سے یہ انسان آزاد ہوا۔۔۔

سکون اسکی زندگی سے رخصت ہو چکا

تھا۔۔۔

اسے۔۔۔ پہلی بار۔۔۔

ان برسوں میں پہلی بار جازلان جتوئی سے

شدید نفرت محسوس ہوئی۔۔۔

اتنی کہ دل چاہا اسکا سانس یہیں روک

دے۔۔۔ مگر۔۔

"وہ وہیں ہے جہاں اسکو ہونا چاہیے

تھا۔۔۔"زہر خند لہجہ۔۔۔ فکر نے

کرو۔۔۔وہ مرا نہیں ہے۔۔۔موت بھی تو

مزے لے کر آتی ہے۔"وہ اسے ستا رہا تھا

۔۔۔

وہ کامیاب ہو رہا تھا۔۔۔

اگلے ہی لمحے اس کا ہاتھ جازلان کے

گریبان پر تھا۔

اس نے ایک زوردار گھونسہ جازلان کے

منہ پر پڑا تھا۔۔۔۔

جازلان لڑکھڑا کر پیچھے گرا۔۔ منہ سے

خون کی دھار بہہ نکلی۔۔۔

مگر اس کے ہونٹوں پر پھر بھی وہی شیطانی

مسکراہٹ تھی۔۔۔

"بول! آدم خان کدھر ہے؟"

جازلان نے خون آلود ہنسی ہنسی۔۔۔

اسنے آج بھی مڑ کر اسے نامارا۔۔۔

نجانے اسے کیا چیز مار رہی تھی

"سچ سننا چاہتے ہو نا۔۔۔ "!

وہ زمین سے آہستہ آہستہ اٹھا آنکھوں میں

درندگی در آئی تھی۔۔۔

ضرغام خان سرد پڑتی نگاہوں سے اسے ہی

دیکھ رہا تھا۔۔۔ جس کے منہ سے خون نکل

رہا تھا۔۔۔

اور بازو کے دو دن پہلے والے زخم۔۔

شاید کھل گئے تھے۔۔۔

اسکی سفید قمیض تیزی سے سرخ پڑنے لگی تھی۔۔۔

مگر آج۔۔۔

آج ضرغام خان کو اس پر ترس نہیں آیا۔۔۔

آج پچھلا کوئی لمحہ آنکھوں کے سامنے نا آیا۔۔۔

"کدھر ہے۔۔۔" اس نے پوچھا۔۔۔

دھیمی سرد آواز۔۔

"میں نے آدم خان کو۔۔۔" وہ رکا۔۔

دھیرے سے۔۔۔ چہرے اسکے چہرے

کے مزید قریب کیا۔۔۔ چہرے پر شاتر مسکراہٹ بکھری۔۔۔۔

"کتوں کے آگے ڈال دیا تھا۔" اسنے جملہ مکمل کیا۔۔۔

ضرغام کے قدم وہیں جم گئے۔۔

سرد ہوا ہے جھونکے بالوں کو ماتھے پر

گراتے غائب ہوئے۔۔۔سینے میں دھڑکتا

دل جیسے

ساکن پڑا۔۔۔۔

اور سیاہ آنکھیں۔۔۔۔

وہ بولے گیا۔۔۔

"جا کر پہلے کتوں کو ڈھونڈو ضرغام خان

پھر اس کی ہڈیاں۔۔۔اس کا گوشت"

وہ رک کر ہنسا۔۔۔۔

کمینی مسکراہٹ لبوں پر تیزی سے پھیلی

"مگر یاد رکھنا ضرغام خان

اس کے خون کا ایک قطرہ بھی تم کبھی نہیں

ڈھونڈ پاؤ گے۔"

"کمینے"!

اس نے جازلان کو پیچھے کی طرف دھکیل دیا۔

ایک کے بعد ایک گھونسہ۔۔۔

وہ اسے مارے جا رہا تھا۔۔۔

"بول۔۔۔کدھر سے آدم خان۔۔۔"

"بول سالے۔۔۔" ***

"بول۔۔۔"

خون خون وجود مزید سرخ ہوا۔۔۔

مگر وہ ہنس رہا تھا۔۔۔

"کدھر ہے۔۔۔۔بول۔۔۔"

"کتوں۔۔۔۔۔۔کے۔۔۔

ایک اور گھونسلہ۔۔۔۔

سر گھوم گیا۔۔۔

مگر وہ ہنس رہا تھا۔۔۔

"کدھر ہے وہ۔۔۔۔"

"اسکی ہڈیاں بھی نہیں۔۔۔۔

"بتا۔۔۔۔"

ضرغام نے اس کی گردن سے پکڑ کر اسے

زمین پر دھکیلا۔۔۔۔

مٹی اڑی۔۔۔

اور وہ اب سفید کے بجائے۔۔ سرخ رنگ

میں ڈوبا۔۔۔

کراہ رہا تھا۔۔۔۔

"کتوں کے آگے ڈ۔۔۔۔۔ال دیا میں

نے۔۔۔زندہ۔۔۔۔۔نوچ گئے۔۔۔"

اسنے بمشکل بات پوری کی۔۔۔

ہنسے کی کوشش کی۔۔۔

مگر درد پورے وجود میں پھیل گیا۔۔۔

ضرغام خان نے اسے دیکھا۔۔۔۔

خون خون۔۔۔

سانسوں کو ترستا۔۔۔۔

اسکا وجود زخموں سے چور ہو چکا تھا۔۔۔

"بتا دے۔۔۔۔" آخری موقع۔۔۔

وہ کبھی نہیں مان سکتا تھا کہ جازلان ایسا کر سکتا تھا۔۔۔۔

آدم خان کے لوگ کچھ ہی دیر میں وہاں پہنچے مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔

اسکے بعد ہر جگہ تلاش کی گئی۔۔۔

مگر اسے جیسے آسمان کھا گیا تھا۔۔۔

زمین نگل گئی تھی۔۔۔۔

جو بھی تھا جیسا بھی تھا۔۔۔۔

وہ اسکا باپ تھا۔۔۔

وہ کیسے جانے دیتا۔۔۔۔

اسے پورا یقین تھا کہ وہ زندہ تھا۔۔۔

اسے جازلان جتوئی نے ہی غائب کیا

تھا۔۔۔

اسکا دل ساکن پڑ رہا تھا۔۔۔

وہ خود بھی تو عرصے قید میں رہا۔۔۔

وہ اب یوں بدلا لیتا۔۔۔۔

"جازلان۔۔۔"

وہ اسکے سامنے بیٹھا۔۔۔۔

اسکا چہرہ اپنی جانب کیا۔۔۔۔۔

"آدم خان کدھر ہے۔۔۔۔۔ایک بار بتا

دے۔۔۔میں تجھے بچالوں گا۔۔۔۔خون

بہت بہہ رہا ہے۔۔۔۔تو مر جائے

گا۔۔۔"اسنے سمجھانا چاہا۔۔۔اس نے

بہلانا چاہا مگر۔۔۔۔۔۔

"وہ بھی بچ سکتا تھا۔۔۔۔۔وہ سانس لے

رہا تھا۔۔۔میں نے دیکھا تھا۔۔۔مگر میں

نے اسے نہیں بچایا۔۔۔"

کسی نے تیزاب کی بوتل کھولی۔۔۔

اور ضرغام خان کے چہرے پر اچھال

دی۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں وحشت بھری۔۔۔۔

سانسیں بھاری ہوئیں۔۔۔

اور اسکا چہرہ ہاتھوں سے گرا۔۔۔۔

اور خون لبوں سے ہوتا۔۔۔

مٹی میں غائب ہونے لگا تھا۔۔۔۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔چن۔۔۔چند ماہ کا تھا

نا۔۔۔۔"

اب چہرہ جلتا محسوس ہوا۔۔۔

دل کٹتا محسوس ہوا۔۔۔

اس نے چاہا۔۔۔۔

وہ چپ ہو جائے۔۔۔

خاموش ہو جائے۔۔۔

اتنے عرصے میں وہ یہی جانتا تھا کہ قتل

ہمدان جتوئی نے کئے۔۔۔ مگر۔۔۔

"زین۔۔۔وہ زندہ تھا۔۔۔۔۔ "

درد اسکی جان لے رہا تھا۔۔۔

مگر درد نہیں۔۔۔

کوئی اور جذبہ تھا جو جان کھینچ رہا تھا۔۔۔۔

جو ایک عرصے سے پورے وجود پر پنجے

گاڑے ہوئے تھا۔۔۔۔

وہ آزادی چاہتا تھا اب۔۔۔۔

اس نے جو کرنا تھا۔۔۔

وہ ہو چکا تھا۔۔۔

اب اسے آزادی چاہئے تھی۔۔۔۔

"مگر میں نے۔۔۔۔ میں نے اسے نظر

انداز کر دیا۔۔۔

میں اسے بچا سکتا۔۔۔۔۔ تھا۔۔۔ میں نے

اسے مرنے کے لیے۔۔۔۔۔ چھوڑ

دیا۔۔۔۔"

وہ پیچھے کی جانب لڑھک گیا۔۔۔۔

آنکھوں کے سامنے چند ماہ کا زین

آیا۔۔۔۔

وہ جس کے آنے سے حویلی میں رونق آگئی تھی۔۔

انکی زندگی جیسے جنت بن گئی تھی۔۔۔

ہر طرف خوشیاں تھیں۔۔۔۔

وہ پہلا بچہ تھا۔۔۔

ہر۔کسی۔کی۔جان۔جیسے اس میں بستی تھی۔۔

اور۔۔۔۔۔

نمی چہرے پر بکھری۔۔۔

اس نے جازلان جتوئی کو۔دیکھا۔۔۔۔

جو خون خون ہو چکا تھا۔۔۔۔

اور پھر وہ مردہ قدموں کے سنگ۔۔۔

بمشکل اٹھا۔۔۔۔

دل پھٹ رہا تھا۔۔۔۔

آج برسوں بعد اس نے وہ درد دوبارہ

محسوس کیا تھا۔۔۔۔

وہ آج تک جازلان کو مار نا سکا کہ قتل اس

نے نہیں کئے۔۔۔۔

وہ بعد میں پہنچا تھا مگر۔۔۔۔

اسکا دل۔ مر گیا۔۔۔۔

"وہ بچہ تھا۔۔۔۔۔ ہمدان اسے تڑپتے
دیکھتا۔۔۔۔ تو بچا لیتا۔۔۔ مگر۔۔۔ مگر
م۔۔۔ میں نے۔۔۔ جازلان جتوئی نے
اسے۔۔۔۔ مرنے دیا۔۔۔۔"

قدم قدم جیپ تک پہنچا۔۔۔

دروازہ کھلا۔۔۔۔

"میں نے۔۔۔

وہ اندر بیٹھا۔۔۔۔۔

"وہ بچ۔۔۔ سکتا تھا۔۔۔"

اور پھر۔۔۔۔۔

دھول اڑی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

دوسرے منظر میں دوبارہ آوتو۔۔۔خون

کے ساتھ آنسو بھی اب مٹی میں گم ہونے

لگے۔۔۔۔دل پر بوجھ جو تھا۔۔۔اسے

آزاد کر دیا۔۔۔

یہ ایک ایسی دیمک تھی جو اسے اندر اندر

سے خالی کر چکی تھی۔۔۔

اسے احساس ہو گیا۔۔۔

بہت پہلے احساس ہوا تھا کہ وہ ہمدان جتوئی

سے زیادہ سفاک تھا۔۔۔

وہ اس بچے کو بچا لیتا۔۔۔۔

مگر جازلان جتوئی نے اسے مرنے چھوڑ دیا

۔۔۔۔

"میں۔۔۔۔اسے۔۔۔بچا۔۔۔۔"

اسکی آنکھیں بند ہونے لگیں۔۔۔۔

سانسیں کھینچی چاہی مگر۔۔۔۔

بے سود۔۔۔۔۔

" آدم خان۔۔۔۔ کو۔۔۔ کوئی نہیں۔۔۔

ڈھونڈ۔۔۔ سکے گا۔۔۔ وہ۔۔۔ کتوں

کی۔۔۔خوراک بھی ن۔۔۔نہیں بن سکے

گا۔۔۔"اس کے لبوں نے حرکت

کی۔۔۔۔

جسم بے جان ہونے لگا۔۔۔۔

اور آنکھیں جب مکمل بند ہوئی تو

اندھیرے کے بجائے۔۔۔

تیز روشنی پھیل گئی۔۔۔۔

جانی پہنچانی۔۔ نسوانی خوشبو۔۔۔۔

اس نے۔۔۔

بے ساختہ آنکھیں کھولیں چاہی۔۔۔۔

وہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔

سیاہ چھوٹی چھوٹی آنکھیں۔۔۔

چھوٹے بال۔۔۔۔

اس نے سانس لینا چاہا۔۔۔

اس روشنی بنے وجود کے ہاتھ اٹھے۔۔۔

اس نے روکنا چاہا۔۔۔

مگر وہ۔۔۔

دھیرے دھیرے بال۔۔

اسکے چہرے سے ہٹا رہی تھی۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔۔

جازلان جتوئی نے پھر سانس لینے کی کوشش کی۔

۔

اسے دور کرنا چاہا۔۔۔۔

اسکے ہاتھوں کی نرماہٹ اس کے زخم کو

چھونے لگی۔۔۔

ایک بار پھر۔۔۔۔

وہ آئی تھی۔۔۔۔

تب جب وہ اذیتوں کی انتہا پر تھا۔۔۔

"جازلان۔۔۔"اس نے سسنے کی کوشش

کی۔۔۔۔

مگر پھر۔۔

وہ آواز۔۔۔

وہ احساس۔۔۔

وہ خوشبو۔۔۔۔

بس دھیرے دھیرے۔۔۔

دم توڑنے لگے تھے۔۔۔۔

اسکا وجود مکمل طور پر ہوش و ہواس سے

بے گانہ ہو چکا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

اس اندھیر کمرے میں کراہنے کی آواز

گونج رہی تھی۔۔۔۔

زمین پر پڑے نفوس۔۔زخم زخم

تھے۔۔۔۔

وہ معافی مانگ رہے تھے۔۔۔

چلا رہے تھے۔۔۔

تڑپ رہے تھے مگر۔۔۔

جسم پر۔پڑے ضربیں۔۔۔

نارکیں۔۔۔

"سائیں کی عورت کو چھوا۔۔۔"غلیظ

۔۔۔"

وہ۔ شخص بول رہا تھا۔۔۔

سرد و سپاٹ لہجہ۔۔۔

اور پھر تھک کر پیچھے ہوا تھا۔۔۔

وہ جمال خان تھا۔۔۔

اس نے ان۔لوگوں کو دیکھا۔۔۔

اسے بس یہیں تک حکم تھا۔۔۔

اس نے زمین پر تھوکا۔۔۔

اور باہر نکلا تھا۔۔۔۔

اس نے کپڑے کی مدد سے ہاتھوں سے

خون صاف کیا تھا۔۔۔

اگلے ہی لمحے کو فون نکال رہا تھا۔۔۔۔

"سائیں۔۔۔کام ہو گیا۔۔۔ آگے کا کیا حکم ہے۔۔"

"بہتر سائیں۔۔۔۔" اس نے کال

کاٹی۔۔۔

رخ دوبارہ اسی سمت تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

رانو کی انکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔

اسنے۔اپنا۔ بچپن یہاں گزارا تھا۔۔۔۔

حویلی چھوڑ دینے کا حکم اسکی جان نکال رہا

تھا۔۔۔

"یہ تونے کیا کر دیا اماں۔۔۔" اسنے شکوہ

کیا۔۔۔

مگر اس عورت پر اب بھی کوئی فرق

نا۔ پڑا۔۔

اسکے چہرے پر کوئی پریشانی کوئی دکھ نہیں

تھا۔۔۔۔

"سامان باندھ رانو۔۔۔" اس نے ناگواری سے کہا تو رانو نے آنسو صاف کرتے چاروں طرف دیکھا۔۔۔۔

"ہم۔ کہاں جائیں گے اماں۔۔۔ ہمارے پاس۔۔۔

"کہانا۔۔۔بس چپ۔۔چاپ ہاتھ

چلا۔۔۔"

وہ خاموش ہو گئی تھی۔۔۔

حویلی کی دیواریں بس خاموشی سے سب

تک رہیں تھیں۔۔۔۔

خاموش بالکل خاموش۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

"جازلان جتوئی نے اسے مرنے کے لیے

چھوڑ دیا۔۔۔"

"ہمدان اسے بچالیتا۔۔۔ مگر میں نے نہیں بچایا۔۔۔"

"کتوں کے آگے۔۔۔"

"ہڈیاں ڈھونڈو۔۔۔"

"جہاں ہونا چاہیے۔۔۔"

"وہ بچ سکتا تھا۔۔۔"

"خون کا ایک قطرہ بھی نہیں مل پائے گا۔۔"

اسکا سر پھٹنے لگا۔۔۔

کوئی سر پر ہتھوڑے برسانے لگا۔۔۔۔

اسنے گہرا سانس لیا۔۔۔

اسے لینا پڑا تھا۔۔۔۔

فوزیہ بیگم کی حالت جیسے غیر ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

"کیام۔۔ مطلب۔۔۔ کوئی۔۔۔ خبر۔۔۔ نہیں۔۔" انکا دل دہل گیا۔۔۔

"مل جائے گی خبر آماں سائیں۔۔۔وہ

جہاں بھی ہوں گے ٹھیک ہوں گے۔۔۔"

اس نے تسلی دینی چاہی تھی مگر دل اپنا

کٹ رہا تھا۔۔۔

اسکے لوگ پچھلے کئی دنوں سے پورے

گاؤں میں پھیلے ہوئے تھے مگر آدم خان کی

کوئی خبر نہیں تھی۔۔۔۔

اسکا دل بیٹھ رہا تھا۔۔۔۔

کیا ہو جو جازلان جتوئی سچ کہہ رہا ہو۔۔؟

وہ اگر چند ماں کے بچے پر رحم نہیں کھا سکتا

تھا وہ اس انسان سے کیا ہمدردی دیکھاتا

جس سے اسے شدید نفرت تھی۔۔۔۔

فوزیہ بیگم کا وجود صوفے پر گرا۔۔۔

پہلے زیوا کا غم۔۔

اور اب۔۔۔

آدم خان۔۔۔۔

شان و شوکت کھو گئی۔۔۔

غرور مٹی ہو گیا تھا۔۔۔۔

"ی۔۔۔یہ سب۔۔۔۔جازلان جتوئی

نے کیا۔۔۔نا۔۔۔"

وہ جانتی تھی مگر پھر بھی سوال کر گئیں

دل نے شدت سے خواہش کی کہ وہ

نا۔ کہہ دے مگر۔۔

"وہی ہے۔۔۔ "

انکا دل بیٹھ گیا۔۔۔۔

زیوا کے گناہوں میں ایک اور اضافہ ہوا تھا

۔۔۔

ضرغام خان ایک نظر ان پر ڈالی۔۔۔۔

اور پلٹ گیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔

جیپ میں بیٹھتے۔۔۔

اس نے ایک نظر اسمان کی طرف

دیکھا۔۔۔۔

رات کی سیاہی گہری ہو رہی تھی۔۔۔

اسے اسی وقت اب واپس شہر جانا تھا۔۔۔

یہ دن ایسے ہی گزرے تھے۔۔۔

کبھی وہ حویلی ہوتا اور کبھی اس لڑکی کے

پاس۔۔۔

اسکا دل تڑپ رہا تھا۔۔۔

نجانے دکھ کس بات کا تھا۔۔۔؟

پرانے زخم کریدے گئے تھے۔۔؟

اسکا یا۔۔؟

نیا زخم ملا تھا۔۔؟

اسکا۔۔۔؟

اسنے شال کندھوں پر پھیلائی۔۔۔

اور جیپ میں بیٹھ گیا۔۔۔۔

ان چند دنوں میں زندگی مکمل طور پر جیسے

بدل چکی تھی۔۔۔۔

جو لوگ کل اس حویلی کا حصہ تھے۔۔۔

انکا اب دور دور تک کوئی نشان نہیں

تھا۔۔۔۔

دل میں رفتہ رفتہ کچھ پوست ہو رہا تھا۔۔

خون رسے جارہا تھا۔۔۔۔۔

اسکی جیپ۔۔۔

اندھیر کچے رستوں پر بھاگ رہی تھی

۔۔۔۔۔۔

جیسے جیسے رستہ کٹ رہا تھا۔۔۔

یارستہ آرہا تھا۔۔۔

سانسیں مدھم پڑنے لگیں تھیں۔۔۔۔

اور پھر۔۔۔

دور سے اسے روشنی نظر آئی۔۔۔

سانسیں مزید مدھم پڑتی۔۔۔۔

ساکن ہونے لگیں۔۔۔

وہ روشنی کے قریب پہنچا۔۔۔۔

وہ لوگوں کو ہجوم تھا۔۔۔

کچھ پُکاریں تھیں۔۔۔۔

اسنے بے ساختہ بریک پر پاؤں رکھا۔۔۔۔

دل مکمل طور پر ساکن ہوا۔۔۔

اسنے شیشہ نیچے کیا تو کوئی تیزی سے قریب

آیا تھا۔۔۔۔

"کیا ہوا یہاں۔۔۔" اسکا دل اب تیزی

سے دھڑکنے لگا۔۔۔۔

ماتھہ پسینے سے تر ہو گیا۔۔۔۔

روم روم کان بنا جواب کا منتظر ہوا۔۔۔۔

"سائیں۔۔۔جازلان جتوئی کی لاش ملی ہے۔۔۔بہت خون بہہ گیا تھا۔۔۔"

اور پھر اسکا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔۔۔۔

دل جیسے مر گیا۔۔۔۔

بہت سے منظر آنکھوں کے سامنے

گزرنے لگے۔۔۔

اسکا دل کٹنے لگا۔۔۔۔

ضرغام خان جازلان جتوئی کو بچا سکتا

تھا۔۔۔

اسنے مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔۔۔

جازلان جتوئی کو زیوا خان نے قید سے

آزادی دلائی۔۔۔

اور وہی اسکی قید کی وجہ بن گیا۔۔۔

وہ جو اسکا روگ لئے چل دی۔۔۔

اسکے دئے زخم سہہ گئی۔۔۔

اسکی دل زلت پر لب بھینچ گئی۔۔۔

وہ زیوا خان کو جازلان جتوئی کے عشق میں مبتلا تھی۔۔۔

اسے کوئی بتانے والا نہیں تھا کہ بند ہوتی نگاہوں میں اسی کا عکس ابھرا تھا۔۔۔۔

آج ایک بار پھر حویلی کے دامن میں

تابوت رکھا ہوا تھا۔۔۔

رونے والا کوئی نہیں تھا البتہ دل جیسے دکھ

سے بھرے ہوئے تھے۔۔۔۔

آنکھیں ساکن۔۔۔

لب ساکن۔۔۔۔

ہر کوئی آتا۔۔۔

دیکھتا۔۔۔۔

اور پیچھے ہو جاتا۔۔۔۔

حویلی کی در و دیوار بھی آج ساکن تھیں

آج انہوں نے اپنا آخری وارث بھی کھو

دیا تھا۔۔۔

گردن جھک چکی تھی۔۔۔۔

سر یا نکل چکا تھا۔۔۔۔

شان و شوکت مدھم ہو چکی تھی۔۔۔

جو دشمنی برسوں پہلے۔۔۔۔

شروع ہوئی تھی۔۔

اسکا انجام یہ تھا کہ اب دشمنی کرنے کے

لیے ایک پورا خاندان مٹ چکا تھا جبکہ

دوسرے کا فقط ایک وارث بچا تھا۔۔۔

وہ بھی کیا بچا تھا۔۔

بس بچا ہی تھا۔۔۔۔

انائیں نسلیں کھا گئیں۔۔۔

دشمنی پورے خاندان نگل گئی۔۔۔

اور بس۔۔۔اب ہر سو خاموشی

تھی۔۔۔۔۔

نجانے لینے والے نے کس کا بدلہ لیا۔۔۔

فیروز جتوئی کا۔۔؟

ہیلہ جتوئی کا۔۔؟

ہمدان جتوئی کا۔۔؟

اپنا۔۔؟

یا۔۔۔

نجانے کس کا۔۔۔!

مگر جس کا بھی لیا۔۔۔

اسکے بدلے میں وہ جازلان جتوئی اپنی جان

گنوا بیٹھا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

آسمانی رنگ کی گھٹنوں تک آتی کھلی قمیض

اور کھلا ٹراؤزر پہنے۔۔۔وہ سنہرے بالوں

والی لڑکی۔۔۔

اس شخص کا ہاتھ تقریباً دبوچے کھڑی تھی

۔۔۔

ماتھے کے پاس کچھ زخم کے نشان اب بھی

تھے۔۔۔

سنہرے بالوں کو کیچر کی مدد سے پیچھے کیا ہوا تھا جو کندھوں پر گری سفید شال کے نیچے سے جھلک دیکھا رہے تھے۔۔۔۔

ضرغام خان نے شال پھیلاتے اب اسے دیکھا۔۔۔۔

زخموں کے چنز نشان اب بھی چہرے پر

تھے۔۔

وہ کافی خوفزدہ تھی۔۔۔

آج انہیں کافی دنوں بعد واپس جانا تھا۔۔۔

"آجاؤ۔۔۔" دھیرے سے آخری لٹ کو

بھی کان کے پیچھے کرتے۔۔۔وہ سنجیدگی

سے کہتے۔۔۔بنا اسکا ہاتھ چھوڑے باہر کی

جانب نکلا۔۔۔

جب جب ہیلہ اسکے ساتھ ہوتی۔۔۔

وہ اپنی شال اسکے گرد پھیلا دیتا تھا۔۔۔

ہیلہ بس اسے دیکھے جا رہی تھی۔۔۔

چند قدم پیچھے۔۔۔

نگاہیں بس اسی پر ٹھہر گئیں تھیں۔۔۔

جواب اسے لئے۔۔ گاڑی کے پاس آ گیا

تھا۔۔۔

کیا پھر وہی حویلی۔۔؟

وہی اذیت۔۔۔؟

وہی زلت۔۔۔"

اسکا سر پھٹنے لگا۔۔۔

پچھلے کچھ دنوں میں تو سوچ سوچ کر سر وہ

ویسے ہی اب دکھنے لگتا تھا۔۔۔

اسنے کئی بار جازلان کے بارے میں بات

کرنے کی کوشش کی مگر ضرغام کا سرد ہوتا

لہجہ اسے خوفزدہ کر گیا تھا۔۔۔۔

کچھ تو تھا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔

اسکا دل بیٹھے جا رہا تھا۔۔۔

مگر پوچھنے یا کچھ بولنے کی ہمت تھی ہی

کب۔۔۔

سو وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی تھی

۔۔۔

ضرغام خان آکر دوسری جانب بیٹھا۔۔۔

اور اگلے کچھ لمحوں میں کئی گاڑیاں اس

ہسپتال سے نکلتی نظر آرہیں تھیں۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

سفید کھلی قمیض اور کھلا ٹراؤزر پہنے۔۔۔وہ

چھوٹے سیاہ بالوں والی لڑکی۔۔ کھڑکی سے

باہر۔۔ دیکھ رہی تھی۔۔۔

چھوٹی سیاہ آنکھیں عجیب ویران پڑ چکیں

تھیں۔۔۔ناچمک بچی نا کوئی چاندنی۔۔۔۔

زیوا خان سب کچھ کھو چکی تھی۔۔۔۔

آج نجانے کتنے دن ہو گئے تھے اسے ادھر

آئے۔۔۔

اس کے لب سل چکے تھے۔۔۔

یما قر جب کچھ بولتے۔۔تو لفظوں کا تعلق

اسی شخص سے ہوتا جو اسکے سب احساس

بھلائے اسے رسوا کر چکا تھا۔۔۔

جس کی خاطر اسنے سب کھو دیا تھا۔۔۔

یہاں تک کہ اسے بھی۔۔۔

نجانے وہ کہاں تھا۔۔۔؟

دل میں اٹھتے بے تحاشا درد کے سبب اسنے

آنکھیں بند کیں۔۔۔۔

اور کئی آنسو گالوں پر بکھر گئے تھے۔۔۔

وہ دماغ سے نکلتا تو دل کو بھی بھلا پاتی۔۔۔

مگر وہ ایک پل کو بھی سوچوں سے نا

جاتا۔۔۔

وہ ہر لمحہ اسے سوچتی۔۔۔

اسی کی باتیں۔۔۔۔

اسی کا سب۔۔۔۔

کون بالی۔۔؟

کون باتور خان۔۔۔؟

وہ اسکی زات کو فراموش کر چکی تھی۔۔۔

وہ آتا۔۔۔

کب جاتا۔۔۔

کیا کرتا۔۔۔

زیوا خان کو اس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔۔

نا وہ اسے مخاطب کرتا۔۔۔

وہ مڑی۔۔۔

اور اب نگاہ کمرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

کمرہ بھی اسکی زات کی مانند بکھرا پڑا تھا

۔۔۔

یہ وہی گھر تھا جہاں کچھ وقت قبل تک

جازلان جتوئی کو رکھا گیا تھا۔۔۔

وہ یہاں کیوں تھے۔اسے نہیں پتا تھا۔۔۔

یہ شاید ایک اور سزا تھی۔۔۔

وہ ہر رات جلتی۔۔۔

مرتی۔۔

تڑپتی۔۔۔۔

اسے ہر جگہ اسی شخص کی خوشبو بکھری

محسوس ہوتی تھی۔۔۔۔

اس نے پھر کبھی ہمت نا کی تہ خانے میں

جانے کی۔۔۔

وہاں جہاں سے کہانی شروع ہوئی تھی۔۔۔

اسکا دل کٹتا تھا۔۔۔۔

مگر آج۔۔۔

اسکی یاد جیسے دل پر پنجے گاڑے بیٹھ چکی تھی۔۔۔

درد رگ رگ میں بسا جیسے جان لینے کی در پر تھا۔۔۔۔

اسنے بہت سے آنسوؤں کو پیا۔۔۔

گہرا سانس لیا۔۔۔۔

اب اسکارخ باہر کی جانب تھا۔۔۔

سیاہ بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔

بنا چپل کے۔۔۔

پاؤں اب کھردری سیڑھیوں پر چل رہے تھے۔۔

دھڑکنیں تیز پرنے لگیں۔۔۔۔۔

اسکی خوشبو مزید تیزی سے پھیلتی اسکے

پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لیتے جا رہی

تھی۔۔

ہر ہر لمحہ۔۔

پہلی بار۔۔

دوسری۔۔۔

کئی بار۔۔۔

اور آخری بار۔۔۔۔

ہر موقع ایک بار پھر تازہ ہونے لگا۔۔۔

آنسو گال بھیگانے لگے۔۔۔۔

بکھرتی سانسوں کے سنگ اسنے آخری

سیڑھی پر قدم رکھا تو جیسے سینے میں مچلتا

دل کسی نے حلق میں ہاتھ ڈالتے نکالا

تھا۔۔۔

اذیت پورے وجود میں پھیل گئی۔۔۔

اسنے دھندلے پڑتے منظر میں وہ جگہ

تھی۔۔۔

جہاں وہ اکثر بیٹھا ہوتا۔۔۔

وہ آج تو کہیں نہیں تھا۔۔۔!

ہو کہاں تھا۔۔۔؟

اسکا دل پھٹنے لگا۔۔۔

وہ مزید آگے بڑھنے لگی تھی۔۔۔

وہ نہیں تھا تو وہ کیوں تھا ہر جگہ۔۔۔

اسکی خوشبو۔۔۔

اسکا احساس کیوں نا چلا گیا۔۔۔

اسے سب جازلان جتوئی سے جدا کرنا تھا تو

یہاں کیوں لایا گیا۔۔۔

کیا پہلے اذیت کم تھی۔۔۔؟

جسم بے جان ہونے لگا تو وہ گھٹنوں کے بل

گری تھی۔۔۔

ایک بار پہلے بھی تو یہیں گری تھی۔۔۔

فرق صرف اتنا تھا کہ پہلے وہ سامنے تھا۔۔

اور آج وہ اکیلی تھی۔۔۔

آنسو بل بل چہرہ تر کرتے گئے۔۔۔

اس اندھیر کمرے میں اب اسکی سسکیاں

گھونج رہی تھی۔۔۔۔

کافی دیر جب وہ تو کر ایک بار پھر تھک گئی تو

اسی کی جگہ پر دیوار سے ٹیک لگاتے۔۔۔

گھنٹوں کے گرد بازو پھیلائے۔۔۔وہ بیٹھ چکی تھی۔۔۔۔

اگر یہ سزا تھی تو اسے قبول تھی۔۔۔۔

اسے جازلان جتوئی کے نام سے ملی زلت تک قبول تھی۔۔۔

یہ تو صرف درد تھا۔۔۔

صرف اذیت تھی۔۔۔

جازلان جتوئی کی آزادی کی قیمت میں زیوا

خان نے اپنی آزادی قربان کی تھی۔۔۔

اور پھر چند لمحوں بعد اسے آواز سنائی

دی۔۔۔

اسکے نام کی پکار۔۔۔۔

کیا وہ یہ آواز بھول سکتی تھی۔۔۔؟

کیا وہ اکثر اسے پکارتا تھا۔۔؟

وہ تو جیسے اپنے ہوش کھو بیٹھی تھی۔۔۔

جب سیڑھیوں پر پڑتے قدموں کی آواز

قریب ہوئی تو اسنے سر گھٹنوں پر گرا دیا تھا

۔۔

راستہ سارا جیسے سو کر کٹا تھا۔۔۔

جیپ کو جیسے ہی بریک لگی تو اسکی آنکھ کھلی

ڈھلتے سورج کی آخری کرنوں میں اسنے

چہرہ موڑتے۔۔۔اس شخص کو

دیکھا۔۔۔۔

وہ پیچھے سے نجانے کیا اٹھا رہا تھا۔۔۔۔

ہیلہ نے چہرہ موڑتے باہر دیکھا۔۔۔تو

چونک گئی۔۔۔

وہ حویلی پہنچ آئی تھی مگر۔۔۔۔

"ی۔۔یہ ہم کدھر آئے ہیں۔۔"اسنے

بوکھلائے انداز میں اسے دیکھتا پوچھا۔۔۔

وہ باہر نکل رہا تھا۔۔۔

وہ تیزی سے سیدھا ہو کر بیٹھی۔۔۔۔

چہرے پر بکھری سنہری زلفیں۔۔۔

سبز آنکھوں میں بلا کی حیرت لئے وہ اسے

اپنی سائیڈ کا دروازا کھولتے دیکھ رہی تھی

"آجاو۔۔۔" وہ بالکل سامنے کھڑا تھا۔۔

گہرے نیلے رنگ کی سلوٹوں زدہ کاٹن کی

شلوار قمیض۔۔ اور ماتھے پر بکھرے بالوں

کے سنگ۔۔۔ سنہری کرنیں اسکی پشت کو

چھوتی۔۔۔

واپس پلٹ رہی تھی۔۔۔

وہ ایک خوبرو۔ دلکش مرد تھا۔۔۔

ہیلہ نے لب ترکیے۔۔۔

نجانے کیوں دل رگ رگ میں دھڑکنے لگا

تھا۔۔

"مگر ہم ہیں۔۔۔۔۔

مگر بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ اسکی کلائی تھامتے اسے باہر نکلاتے۔۔ دروازا پیچھے بند کر چکا تھا۔۔۔

"اب سے تم یہیں رہو گی۔۔۔ "

اور وہ ساکن رہ گئی۔۔۔

"م۔۔میں۔۔۔میں کیسے۔۔۔"وہ سختی سے اسکا بازو تھام گئی۔۔۔اسے لگا وہ اسے ایک انجانی جگہ پھر چھوڑ جائے گا

۔۔۔اسنے اسکا بازو تھام لیا۔۔۔۔اتنا کچھ

ان گزرے دنوں میں ہو گیا تھا کہ وہ اب
مزید کچھ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"بے فکر رہو۔۔۔ میں ساتھ ہی ہوں
گا۔۔۔ چلو اب۔۔" وہ اب سنجیدگی سے
بولتے۔۔۔ اسے لیے اندر بڑھا۔۔۔۔

جبکہ ہیلہ کی سانس میں سانس آئی تھی

وہ اب اسکے پیچھے چلے جا رہی تھی بنا اسکا

بازو چھوڑے۔۔۔

وہاں کئی ملازم بھی کھڑے تھے جنہوں نے

ضرغام خان کو دیکھتے ہی سلام کیا تھا۔۔۔

وہ سب دیکھنے جا رہی تھی۔۔۔

ایک اور اونچی دیواروں والی حویلی۔۔۔

نجانے اسکی قسمت میں یہی سب لکھا

تھا۔۔

"سلام سائیں۔۔۔ "

وہ۔ اندر داخل ہوئے ہی تھے کہ گیتی

تیزی سے سامنے نمودار ہوئی تھی۔۔۔۔

سیاہ بالوں کی سختی سے چوٹی بنائے۔۔۔ سر

پر پٹھانوں والا دوپٹہ اوڑھے۔۔۔ اسکی

چہرے پر عجیب چمک تھی۔۔۔

"سلام۔۔۔" وہ چاروں طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔"۔سب ٹھیک ہے کیا۔۔۔جیسا کہا تھا۔۔"

"ج۔۔جی سائیں۔۔سب ہو گیا۔۔ آپ کا۔کمرہ بھی سیٹ ہو گیا تھا۔۔بس۔۔ تھوڑا

بجلی کا مسلئہ ہے۔۔وہ بھی کچھ دیر تک ہو جائے گا۔۔۔"وہ پر جوش سی بولی۔۔۔

اسکی زندگی اسی حویلی کی دیکھ بھال کرتی گزر رہی تھی۔۔مگر پہلی بار وہاں کوئی رہنے آیا تھا۔۔۔اسکی خوشی دیدنی تھی۔۔۔۔

ہیلہ بس خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی

۔۔

جس کی انکھوں میں اسکو لئے چمک

تھی۔۔۔

اسکے پیچھے ہی ایک ادھیڑ عمر عورت بھی

نکل آئی۔۔۔

شکل سے وہ اسکی ماں ہی لگتی تھی

۔۔

وہ اب بنا اسکا ہاتھ چھوڑے سب سے اسکا

تعارف کروا رہا تھا۔۔۔۔

اسکی بیوی۔۔۔

ضرغام خان کی بیوی۔۔۔

سب کی آنکھوں میں عجیب چمک و عزت تھی اسکو لئے۔۔۔

ہیلہ کی آنکھیں نم ہوتی گئ۔۔۔

آج تک اسنے سب کی آنکھوں میں اپنے لئے حقارت کی تو دیکھی تھی۔۔۔

اور ضرغام کا کا حوالہ بھی تو ایک ذلت ہی

کی طرح اسکے سنگ تھا۔۔

مگر آج۔۔۔

اسی شخص کا نام اسے عزت دے رہا تھا۔۔

مگر کیا۔۔۔؟

برسوں کے زخم چند لمحوں میں دھل جاتے

ہیں۔۔؟

اسکے زخم خون رسنے لگے۔۔۔

لب بھینچتے بمشکل آنسو روکے تھے

۔۔۔۔

"گیتی۔۔۔ہیلہ کو کمرے میں لے جاؤ۔۔۔مجھے کچھ کام ہیں۔۔۔میں رات تک لوٹوں گا۔۔"

گیتی سے کہتے وہ پھر ہیلہ کی طرف

مڑا۔۔۔۔

جسکا چہرہ شدید سرخ پر چکا تھا۔۔

اسنے فقط سر ہاں میں ہی ہلایا تھا۔۔۔

چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد وہ پلٹ گیا تو گیتی اسکے سامنے آئی تھی۔۔۔خوشی اسکے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔۔

اتنی حسین لڑکی اسکے سائیں کی عورت تھی۔۔

اور اب یہیں رہنا تھا۔۔

اسے لگا برسوں سے بند حویلی جیسے جی اٹھی تھی۔۔۔

"آجائیں میں آپکو۔۔ آپکا کمرہ دیکھا دوں۔۔۔"

ہیلہ اسکے پیچھے چل دی تھی۔۔۔۔

سنہری زلفیں کمر پر بکھری نظر آرہیں

تھیں۔۔

حویلی کی دیواروں نے اپنی نئی مالکن کو جی

بھر کے دیکھا تھا۔۔۔

۔۔۔۔

"معزرت چاہتا ہوں سائیں۔۔۔ مگر

بڑے سائیں کا کچھ پتا نہیں چل سکا" جمال

خان نے سر جھکا لیا تھا۔۔۔ گاؤں کا ایک

ایک چپا چھان مارا مگر آدم خان کی کوئی خبر

نہیں تھی۔۔

ضرغام نے سگار لبوں کے درمیان

رکھا۔۔۔

اور سر پھٹ رہا تھا۔۔۔

وہ شخص جیسا بھی تھا۔۔اسکا باپ تھا۔۔

حویلی میں اسکی ماں الگ تڑپ رہی تھی

۔۔ہر کوئی اپنی جگہ اسکی تلاش میں لگا تھا

مگر اسکا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔

"ڈھونڈتے رہو جمال خان۔۔۔

ڈھونڈتے رہو۔" وہ تھک کر بولا تھا۔۔۔

پچھلے چند دنوں میں کئی خسارے اسکے حصے

میں آئے تھے۔۔۔

پوری دنیا جیسے پلٹ گئی تھی۔۔۔

"اپنے لوگ ہر جگہ تلاش کر رہے ہیں۔۔ امید ہے خبر مل جائے گی۔۔۔"اس نے پھر امید دلائی اسکے باوجود بھی کہ اب سب امیدیں چھوڑ چکے تھے۔۔۔

"ہمممم۔۔"اسنے ہنکار بھرا۔۔۔

"اور۔۔۔۔"

"بال۔۔۔۔۔باتور خان کی خبر۔۔۔"دل میں کچھ چھبا تھا۔۔۔۔

"وہ ابھی ادھر ہی ہے جہاں کا آپنے اسے حکم دیا تھا سائیں۔۔۔ "

"ٹھیک ہے۔۔ نظروں سے اوجھل نا ہونے دینا۔۔ اسکے پل پل کی خبر ہونے چاہیئے۔۔۔ اسکے پاس میری بہن ہے۔۔۔ اب تم جاؤ "

"حکم سائیں۔۔۔" غلام پلٹ گیا تو حاکم نے سر پیچھے ٹکا لیا تھا صوفے کے۔۔۔

"تم نے سہی کہا تھا جازلان جتوئی۔۔۔ تم نے شاید سہی کہا تھا کہ مجھے آدم خان کے خون کا قطرہ بھی نہیں ملے گا۔۔۔"

اسکا دل پھٹ رہا تھا۔۔۔۔

اسنے سب کھو دیا تھا۔۔۔

ایک وقت تھا جب وہ سب ٹھیک کرنا چاہتا تھا۔۔

اور اب یہ وقت تھا کہ ٹھیک کرنے کو کچھ

بچا ہی نہیں تھا۔۔۔

دشمنی۔۔

دوستی۔۔۔

سب مٹی تلے جا سوئی تھیں۔۔۔۔

ایک ضرغام خان بچ گیا۔۔۔

جسے برسوں انہی دکھوں کے سنگ رہنا

تھا۔۔

دشمنی یا دوستی۔۔۔

دونوں اچھی نبھائی گئیں تھیں جازلان

جتوئی کی طرف سے۔۔۔

"آپ ایسے سادھا کیوں رہتا ہے چھوٹی بی بی۔۔۔ ہمارے ہاں تو نئی نویلی دلہن بہت سج دھج کر رہتا ہے۔۔۔ "

وہ بولے جا رہی تھی۔۔۔

"تم مجھے بس ہیلہ کہہ دیا کرو۔۔" اسے اتنی عزت کی عادت نہیں تھی کوئی دے رہا تھا تو چھپ رہی تھی۔۔۔

"ہائے خدایا۔۔۔ آپ ہمارا سائیں کی عورت ہے اور ہم آپکا نام پکارے۔۔۔نا

بابانا۔۔۔"اس نے دوسرا جوڑا دیکھتے ہوئے کہا تو ہیلہ نے اسکی پشت کو دیکھا تھا۔۔۔

وہ کب سے الماری میں اسکی چیزیں سیٹ کر رہی تھی۔۔۔

جو نجانے کب منگوائی گئی تھی۔۔۔۔

ہیلہ نے ایک بار پھر نظر پورے کمرے
میں گھمائی تھی۔۔۔

دیواروں پر ہلکے سبز رنگ کا روغن کیا گیا
تھا جو آنکھوں کو ٹھنڈک دیتا تھا۔۔

اور کھڑکیوں پر گہرے سبز رنگ کے
بھاری پردے لٹک رہے تھے جن پر

سنہری دھاگوں سے باریک کڑھائی بنی ہوئی تھی۔۔

پردے ہلکی ہوا کے ساتھ آہستہ آہستہ ہلتے تو کمرے میں عجیب سی زندگی بھر جاتی تھی۔۔

کمرے کے درمیان نفیس لکڑی کا بیڈ رکھا
تھا جس پر سبز مخملی چادر بچھی تھی اور
چاروں کونوں پر سفید کشن رکھے تھے

اس شخص کو سبز رنگ سے جیسے عشق
تھا۔۔

ایک طرف دیوار کے ساتھ شیشے کا
شوکیس رکھا تھا پرانے فانوس اور چند
سجاوٹی اشیاء رکھی تھیں۔

شوکیس کے سامنے چھوٹی لکڑی کی میز
تھی جس پہ دیا اور خوشبودار لوبان رکھا تھا

۔۔ جس کی ہلکی مہک پورے کمرے میں
پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

کمرے کے ایک کونے میں لکڑی کی آرام
دہ کرسی رکھی تھی جس کے ساتھ چھوٹی
سی گول میز تھی۔۔ چھت سے لٹکتا ہوا
کرسٹل کا فانوس سنہری روشنی بکھیر رہا

تھا۔۔۔ جس سے پورا کمرہ خوابناک سا لگ رہا تھا۔۔۔۔

فرش پر ہاتھ سے بنی ہوئی سبز و سنہری نقش و نگار والی قالین بچھی تھی، جو قدم رکھتے ہی نرمی کا احساس دیتی۔۔۔۔

ہر چیز کا رنگ اسکی آنکھوں کے رنگ سے جیسے میل رکھتا تھا۔۔۔

"آپ ایسا کریں آج یہ جوڑا پہن لیں۔۔۔ یہ آپ پر بہت جچے گا۔۔۔" گیتی کی آواز پر وہ چونکی تھی۔۔۔

اور اسکے ہاتھ میں گہرے سبز رنگ کے قیمتی موتیوں کے کام والے لباس کو دیکھا تو دل تیزی سے دھڑکا۔۔۔

"ن۔۔ نہیں۔۔ میں ایسے کپڑے نہیں پہنتی ہوں۔۔" اسنے بمشکل کہا۔۔۔

وہ اسے کیا بتاتی اسکی زندگی کیسے گزری تھی۔۔۔

"یہ سارے کپڑے چھوٹے سائیں نے خود خریدے ہیں۔۔وہ خوش ہوں گے اگر آپنے پہنے تو۔۔۔"

وہ یکدم چونک گئی۔۔۔

ضرغام خان نے خود خریدے۔۔۔؟

دھڑکنیں تیز ہوتی گئی اور چہرہ سرخ پڑ گیا

تھا۔۔۔

"م میں۔۔۔

"اٹھیں نا۔۔۔ دیکھنا آپ پر بہت جچے گا۔۔۔ "

وہ زبردستی اسے اٹھاتے ہوئے بولی تو ہیلہ اٹھ گئی تھی ویسے بھی

کمرے میں ہلکی سنہری روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ کھڑکی کے پردے ہوا کے ساتھ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے۔۔۔ شاید بارش کا امکان تھا۔۔۔

ہیلہ آئینے کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔

اس نے سبز رنگ کا موتیوں سے سجا جوڑا پہن رکھا تھا۔ جس کے کناروں پر ٹمٹماتے موتی سنہری روشنی میں چمک رہے تھے۔۔

اس کے سنہرے بال کمر تک بکھرے ہوئے تھے جو ہلکی لہروں کی صورت میں لہرا رہے تھے۔۔۔

اس کی سبز آنکھیں آئینے میں خود کو دیکھ رہیں تھیں۔۔

۔وہ کب ایسا تیار ہوئی تھی۔۔؟

سجی سنوری تھی۔۔؟

ہلکا سا میک اپ اس کے چہرے کی

معصومیت کو اور نکھار رہا تھا۔۔۔

یہ سب گیتی کی بدولت ہی تھا۔۔۔

"ن۔۔ نہیں بس۔۔۔" ابی وہ اس کے لبوں پر کوئی رنگ لگاتی کہ ہیلہ نے گھبرا کر روکا۔۔۔

وہ ایسے ہی خود کو پہچان نہیں پا رہی تھی جیسے۔۔۔۔

"بس۔۔ بس تھوڑا سا۔۔۔ "

"نہیں۔۔۔" وہ ایکدم اٹھی تھی کرسی

سے۔۔۔

موتیوں کی بھری لہریں بھی جیسے گھومتی

لہرائی تھیں۔۔۔۔

گیتی سے ستائش نظروں سے اسے دیکھا۔۔

وہ۔ جیسے۔ مزید نکھر گئی۔۔۔

وہ اپنی نظریں جیسے نہیں ہٹا پا رہی تھی

۔۔۔

"آپ بہت ہی سوہنی لگ رہی ہو

جی۔۔۔" اسکا جی نہیں بھر رہا تھا۔۔ جبکہ

ہیلہ نے لب کاٹے تھے۔۔

اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

ضرغام خان کسی بھی وقت آسکتا تھا۔۔۔

جانے وہ کیسا ردعمل دیتا۔۔۔

اسکا دل جیسے کانوں میں گھونجنے لگا۔۔۔

"یہ۔۔یہ بہت زیادہ ہو گیا ہے۔۔۔۔"

اسنے بالوں کو کان کے پیچھے کیا۔۔۔

کمرے میں عجیب فسوں بکھرا ہوا تھا۔۔

"ناجی۔۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔۔بس اب

آپ ادھر ہی رہیں۔۔میں ذرا اماں کے

پاس جاؤں کچن میں۔۔۔رات کے کھانے

کا انتظام کر کے ہم واپس چلے جائیں گے

۔۔۔ہمارا بس اتنا ہی کام ہوتا ہے۔۔۔اور

یہ بجلی کا تھوڑا مسئلہ ہے ادھر۔۔ آتی جاتی ہے۔۔ جلد یہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

وہ اب تیزی سے چیزیں سمیٹے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

چابی سے دروازہ کھولتے وہ آندر داخل ہوا

وہ سامنے کہیں نہیں تھی۔۔۔

وہ ہوتی کب تھی۔۔۔؟

باتور خان نے ہاتھ سے شاپر کچن کی میز پر رکھے تھے۔۔۔

سفید شلوار قمیض۔۔۔

بکھرے بال۔۔۔

مڑے بازو۔۔۔

اور قمیض کے اوپری بٹن کھلے تھے۔۔۔

نیلی آنکھیں عجیب سرد پڑی تھی اور اور

چہرہ۔۔۔

اور چہرہ وہ نا قابل یقین حد تک سپاٹ

تھا۔۔۔

اس نے کمرے میں جھانکا۔۔۔

مگر وہ وہاں بھی نہیں تھا۔۔

وہ صبح جاتا اور شام دیر سے لوٹتا تھا۔۔۔

اس سب وقت میں وہ خود سے پانی کا گلاس

بھی نا اٹھاتی۔۔۔

اس وقت آکر وہی اسے کھانے کے لیے

لاتا تھا مگر وہ دنوں بھوکی رہ لیتی۔۔۔

اسکے نکاح میں موجود لڑکی۔۔

کسی دوسرے مرد کا روگ لئے بیٹھی تھی

وہ گھنٹوں کچھ نا بولتی۔۔۔

اور جب کچھ بولتی تو باتیں اسی کی

ہوتیں۔۔۔

وہ اسکا ضبط آزماتی۔۔

اور وہ شخص خاموشی سے سب برداشت

کئے جارہا تھا۔۔۔

کمرے میں بھی جب نظر نا آئی تو وہ تیزی

سے دوسرے کمرے میں گیا۔۔۔

وہ وہاں بھی نہیں تھا۔۔۔۔

"تم نے میرا ضبط بہت آزمالیا زیوا خان۔۔

بس بہت ہو گیا۔۔۔"ماتھے و گردن پر نیلی

رگیں ابھر آئیں تھیں۔۔۔

اسے اب مزید ڈھونڈنے کی ضرورت

نہیں تھی۔۔۔

وہ جانتا تھا وہ کدھر ہوتی۔۔۔

"زیوا۔۔۔" درودیوار نے پہلی بار اس

لڑکی کا نام سنا تھا۔۔۔

وہ سرد تاثرات لئے۔۔۔

سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔۔

اسکی برداشت ختم ہو چکی تھی۔۔۔۔

گھڑی کی سوئیاں تیزی سے گھومتی اب

دس کے ہندسے کو بھی عبور کر چکیں تھیں

جو بجے گیتی بھی حویلی کے پچھلے حصے میں
بنے والے کواٹر میں چلی گئی تھی۔۔۔

اس سب وقت میں لائٹ آجا رہی تھی۔۔
اور ہیلہ کی جان جیسے نکلے کا رہی تھی۔۔۔

وہ ایک پرانے طرز کا مگر قیمتی لال ٹین

اسکے پاس چھوڑ گئی تھی۔۔۔

اس سے نکلتی پیلی روشنی لائٹ کے جاتے

ہی ابھر آتی تھی۔۔۔۔

ہیلہ نے پسینے سے تر ہوتے ہاتھوں کو آپس میں مسلا۔۔۔۔

لائٹ ایک بار پھر جا چکی تھی۔۔۔۔

اسکا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔

بھوک سے اب اسکی جان آدھی ہو رہی تھی۔۔

گیتی کے پوچھنے پر بھی وہ کھانے کے لیے
نہیں گئی تھی۔۔۔

مگر اب۔۔۔

اب جیسے بس ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

اس نے پاؤں میں نازک چپل
ڈالے۔۔۔۔

وہ کمرے سے باہر نکلی ہی۔۔

حویلی کی فضا اس وقت خاموشی میں لپٹی ہوئی تھی۔۔۔

بڑے بڑے فانوسوں کی زرد روشنی

سیڑھیوں پر عجیب سا سنہرا عکس ڈال رہی

تھی۔۔۔

جو چند پل کو روشن ہوتی پھر بجھ جاتی تھیں

۔۔۔

وہ نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔

سب ٹھیک تھا یہاں۔۔۔

اسنے خود کو دلاسا دیا تھا۔۔

سبز جورے پر جڑے موتی روشنی پڑتے

ہی چمکنے لگتے تھے۔۔۔۔

اس کے سنہرے بال کندھوں پر بکھرے

ہوئے تھے۔۔ ہلکا سا میک اپ۔۔۔ گلابی

ہونٹ۔۔۔اور چہرے پر معصوم پر خوف

ساتھا۔۔۔

وہ ہاتھ میں لال ٹین پکڑے آہستہ آہستہ

حویلی کی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔۔۔

آدھی سیڑھیوں کے درمیان ایک لمبی
اونچی کھڑکی تھی۔۔ جس سے چاندنی اندر
آتی فرش پر دودھیا لکیر بنا رہی تھی۔۔۔

اسنے ایک نظر باہر دیکھا۔۔۔
اونچے لمبے درخت اور دور تک پھیلی
خاموشی۔۔۔

ایک پل کو دل چاہا کہ اوپر بھاگ جائے مگر

پھر۔۔۔

وہ تیزی سے نیچے اتر آئی تھی۔۔۔

شام میں اسنے حویلی دیکھ لی تھی۔۔اور گیتی

سے ہی اسے پتا چلا تھا کہ یہ ان لوگوں کی

پرانی حویلی تھیں۔۔۔

جہاں انہوں نے رہنا چھوڑ دیا تھا۔۔۔

مگر اسکے باوجود رکھوالی کے لیے وہ اور

اسکی ماں برسوں سے ادھر ہی رہتے تھے

جو بھی تھا یہ بھی اچھا تھا کہ وہ دوبارہ اس

حویلی میں نہیں گئی۔۔۔

وہاں جہاں کی کوئی یاد بھی اچھی نا تھی۔۔۔

اس حویلی کی دیواریں بھی شاید اسکا وجود

بخوشی قبول نہیں کرتیں تھیں۔۔۔

اور لوگ۔۔۔۔

انکی تو داستان ہی الگ تھی۔۔۔۔

اس نے لال ٹین ایک جانب شلف پر

رکھا۔۔۔

گیتی سارا کھانا بنا گئی تھی۔۔۔

ہیلہ نے بھاری دوپٹے سے خود کو آزاد
کرتے اسے کرسی کی پشت پر
ٹکایا۔۔۔ سنہری زلفوں کو دو چار بل
دیتے۔۔۔
میسی سے جورے میں قید کیا۔۔۔۔

اور اب وہ فریج کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

سبز لہریں اسکے سنگ بکھری۔۔۔

موتیوں پر پڑتی چمک ایک پل کو تیز ہوئی

پھر مدھم ہو گئی تھی۔۔۔

اسنے جھک کر ایک ڈھونگا نکالا۔۔

اب وہ چولہے کی جانب بڑھ رہی تھی

۔۔۔۔

خوف اب جیسے کم ہو رہا تھا۔۔۔۔

اس نے چولہا جلایا اور برتن اس پر

رکھا۔۔۔

ہر چیز غور دے دیکھنے پر ہی مل رہی تھی

۔۔۔

لال ٹین سے نکلتی روشنی اسکے گرد ہی تیز
تھی باقی بس بکھری بکھری تھی۔۔۔

اس حویلی کی زیادہ تر چیزیں قدیم مگر
خوبصورت تھیں۔۔۔وہ ہر ایک ایک چیز
کو چھو کر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ابھی وہ ان چینی کے خوبصورت برتنوں کو

چھو ہی رہی تھی کہ اسے اپنے پیچھے آہٹ

محسوس ہو۔۔۔

وہ چونک گئی۔۔۔دل ایک لمحے کو زور سے

دھڑکا۔۔۔۔

اس نے ہاتھ روک لیا۔۔۔۔

دل جیسے خود رک گیا۔۔۔

یہاں اس وقت کون ہو سکتا تھا۔۔۔؟

اسکا دل بند ہونے لگا۔۔۔

ایک پل میں سارے گزرے منظر

آنکھوں کے سامنے گزرتے گئے۔۔۔

اسکی رنگت سفید پڑتی گئی۔۔۔

"شاید۔۔۔وہم۔۔"

مگر پھر دوبارہ وہی آہٹ۔۔۔اسے لگا جیسے

کسی کے بھاری قدم اس کے پیچھے آہستہ

آہستہ بڑھ رہے ہوں۔۔۔۔

ہیلہ نے بمشکل گردن موڑنے کی ہمت کی۔۔۔اس کی سبز آنکھیں خوف پھیلی ہوئی تھیں۔۔۔۔

"ک۔۔۔کون۔ہے۔۔۔" اسکے لب ہلے۔۔۔

سنہری روشنی ایک سایہ دیوار پر ابھرا۔۔۔

اور فضا میں سانسوں کی مدھم آواز گونجنے لگی۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ چیخ کر بھاگتی۔۔۔۔

کوئی اسکے مڑتے ہی اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتے۔۔۔۔

اسے ادھر ہی دیوار سے پن کر چکا تھا

اسنے جیسے ہی آنکھیں کھولی۔۔۔

وہ سیاہ آنکھیں بالکل اسکے سامنے تھیں

رکتا سانس اسے دیکھتے ہی بحال ہونے لگا

تھا جیسے----

ہیلہ نے اسکے بازو پر ہاتھ رکھتے گہرا سانس

لیا---

جبکہ وہ یکٹک بس اسے دیکھے جا رہا تھا---

یہ سجا سنوار روپ۔۔۔

مرھم سنہری روشنی۔۔۔۔

رات کا اندھیرا۔۔۔۔

اسکی سیاہ آنکھیں خمار و تھکن کے باعث

سرخ پر چکی تھیں۔۔۔

"کیا کر رہی تھی ادھر۔۔۔" دھیمی بہت

دھیمی آواز میں پوچھا گیا۔۔۔ نگاہ ایک پل

کو بھی اسکی آنکھوں سے نا ہٹائی۔۔۔

کاجل سے لبریز۔۔ سبز آنکھیں۔۔۔

دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں۔۔۔

آنکھوں کی سرخی پڑتی گئی۔۔۔

وہ اسکے حصار میں قید۔۔

اسکے بے انتہا اس تھی۔۔

اسکا دل کیا۔۔۔وہ اسے چھو کر محسوس

کرے مگر۔۔۔

"وہ۔۔وہ میں کھانا۔۔۔۔" جیسے ہی

سانس بحال ہوا۔۔۔

اسے احساس ہوا۔۔۔

وہ اس وقت کس حالت میں اور کس کے

سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔

بوکھلاہٹ کے باعث تیزی سے اسکا حصار

توڑتی۔۔۔

وہ چولہے کی جانب بڑھی۔۔۔

موتی ایک بار پھر چمکے تھے۔۔۔

ضرغام خان نے سرد سانس کھینچتے۔۔۔

اسے مڑ کر دیکھا۔۔۔

سر تا پیر۔۔۔

گہری نگاہوں سے۔۔۔

دوپٹے سے لاپروا۔۔۔

اسکے پسندیدہ رنگ میں رنگی۔۔۔

وہ اب اسکی جانب پشت کئے کچھ کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ کرسی کھینچتے ادھر ہی بیٹھ گیا۔۔۔

صبح سے گلاس کا پانی بھی حلق سے نہیں اتارا تھا۔۔۔

ابھی آیا تو شدید بھوک لگی تھی مگر اسے

دیکھتے ہی دل ہر چیز سے بیگانہ ہو گیا۔۔۔

وہ بس اسے دیکھے گیا۔۔۔

شفاف گردن۔۔۔۔

بل کھاتی کمر۔۔۔

سنہری زلفیں۔۔۔۔

اسے نجانے کتنی فرصت سے بنایا گیا تھا

وہ پلٹی تو ضرغام نے نگاہوں کا زاویہ بھی

بدل دیا تھا۔۔۔

وہ اب اسکے سامنے پلیٹ رکھ رہی تھی

۔۔۔۔

ضرغام نے بازو فولڈ کیے۔۔۔۔

دل تو اسکی موجودگی میں سب بھلا دینے کو

تھا مگر۔۔۔۔

"کہاں جارہی ہو خود۔۔۔" وہ واپس جاتی کہ اسکی کلائی وہ تھام چکا تھا۔۔۔

"اپنے لئے۔۔۔۔

"بیٹھ جاؤ ادھر ہی۔۔۔ میں نہیں کھاتا رات میں اتنا۔۔۔" دوسرے ہاتھ سے

کرسی اپنے قریب کھینچی۔۔۔اور اگلے ہی

لمحے اسے بیٹھا دیا۔۔۔

وہ جیسے ساکن ہو گئی تھی۔۔۔

چہرہ پہلی روشنی میں دمکتا صاف نظر آرہا تھا

۔۔۔۔

اس نے لب کچلتے پلیٹ کو اور پھر اسے

دیکھا۔۔۔

جواب روٹی توڑ رہا تھا۔۔۔۔

اس وقت اتنی بھوک لگی تھی کہ اس نے بنا

کچھ مزید بولے۔۔۔روٹی ہاتھ میں لی۔۔۔

اور اب اسی کی پلیٹ سے کھا رہی تھی۔۔۔

وہ بات الگ تھی کہ دل روم روم میں تیزی

سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

اسکے وجود سے اٹھتی مہنگے سگار و پرفیوم کی

خوشبو۔۔۔

اسکا احساس۔۔۔

اسکا ہونا۔۔۔

قریب ہونا۔۔

کہاں برداشت تھا۔۔۔۔

ضرغام نے پانی کا گلاس لبوں کو لگایا۔۔۔

نگاہ بے ساختہ اس پر گئی۔۔۔

شفاف گردن۔۔۔

اور۔۔۔۔

ایک دل جیسے شدید گھٹن ہوئی اور گلاس

تیزی سے واپس رکھتا وہ اٹھ گیا تھا۔۔۔

"ک۔۔کیا۔۔۔ہوا۔۔۔"وہ بوکھلا گئی

۔۔۔

"مٹ گئی بھوک۔۔۔کھا کر آجاؤ کمرے میں۔۔"وہ اب اسے دیکھنے کی غلطی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

ہیلہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھے گئی۔۔۔

جو کچن سے نکل رہا تھا۔۔۔

ابھی وہ سنبھلی نہیں تھی کہ وہ واپس آیا۔۔

اب کہ ہاتھ میں ایک بڑی ٹارچ تھی۔۔۔

جس کی روشنی پورے کچن میں پھیل گئی

۔۔

لال ٹین کی جگہ رکھتے۔۔۔

اسے لیا۔۔۔

وہ واپس نکل گیا تھا۔۔۔

"آتے ہوئے چائے لے آنا۔۔۔"

نوالہ اسکے ہاتھ میں ہی پکڑا رہ گیا۔۔۔

کیا اب اس کے پاس۔۔۔

اسی کے ساتھ رہنا تھا۔۔؟

اسکا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

"کس کا سوگ منا رہی ہو ہاں۔۔۔" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔۔۔ مگر اس لڑکی نے چہرہ تک نا اٹھایا تھا۔۔۔۔

بالی کا سر جیسے گھوم گیا۔۔۔

اگلے ہی پل اسکی کہنی دبوچتے۔۔۔اسے

اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔۔۔

"یہ۔۔یہ۔۔کیا بد۔۔۔۔

"کس کا سوگ منا رہی ہو۔۔۔" وہ باوجود ضبط کے چکا کر بولا تو زیو اخان کو جیسے ہوش آیا تھا۔۔۔۔

اس نے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تھا۔۔۔

نیم اندھیرے میں وہ اسکا بازو سختی سے

دبوچے۔۔۔اس پر چلا رہا تھا۔۔۔؟

"جس کا تم سمجھ رہے ہو۔۔۔" اسکی آواز

سرد ہو گئی۔۔۔ گرتے آنسوؤں کے سنگ

بازو آزاد کروانا چاہا۔۔۔

مگر۔۔۔

اگلے ہی لمحے۔۔۔۔

وہ۔۔۔

اسے یکدم پیچھے کی جانب دھکیل چکا

تھا۔۔۔

اتنی شدت سے کہ زیوا کو لگا اسکی۔کمر

ٹوٹ گئی۔۔۔۔

وہ اب اسی جگہ گری ہوئی تھی جب وہ اسپر جھکا۔۔۔۔

"اور کب تک آزمانا ہے مجھے۔۔۔"اسکی سیاہ حیرت زدہ نگاہوں میں دیکھتے۔۔۔وہ سرد لہجے میں بولا۔۔۔۔دل و دماغ جیسے پھٹ رہا تھا۔۔۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا

کہ وہ سامنے موجود لڑکی کا گلہ دبوچ

لے۔۔۔

اسکا دل نوچ لے۔۔۔

اسکی زبان کاٹ لے۔۔۔

وہ اسکے نکاح میں ہوتے ہوئے ایک غیر

مرد کا نام پل پل دہراتی رہتی تھی۔۔۔

اسکا ضبط آزماتی رہتی تھی مگر اب۔۔۔اب

اسکی بس ہو چکی تھی۔۔۔

"ت۔۔۔تم تمہاری۔۔۔اتنی ہمت۔۔"

وہ حیرت و بے یقینی سے بولی۔۔۔۔

کہاں وہ حویلی میں رہنے والی شہزادی تھی

اور کہاں وہ اسکا غلام۔۔۔۔؟

وہ بزیاتی انداز میں اٹھنے لگی مگر بالی نے

کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے پھر پیچھے کی

جانب دھکیلا تھا۔۔۔

"یہیں رہو نا۔۔۔ کہاں جانا چاہتی ہو

اب۔۔۔ غم منانا ہے تو پورا غم مناؤ

نا۔۔۔"اسکی آواز طنزیہ تھی۔۔۔وہ اسپر

جیسے چھایاہوا تھا۔۔۔

یہ وہ لڑکی تھی جس کی تمنا اسنے جانے کب

سے کرنی شروع کی تھی مگر اب۔۔۔۔

"ہٹو۔۔۔۔بالی۔۔۔م۔۔۔میں۔۔۔

"نہیں نہیں۔۔۔یہیں رہو نا۔۔۔غم مناؤ

اسکا۔۔۔اسکا غم منانا اب بنتا بھی

ہے۔۔۔" وہ اسکے بالوں کو یکدم ہاتھوں کی

سخت گرفت میں لیتے زہر خند لہجے میں بولا

۔۔۔۔

زیوا کو لگا اسکے بال جڑ سے اکھڑ جائیں گے

۔۔شدید درد کی لہر پورے وجود میں دوڑی تھی۔۔۔۔

"بالکل سہی سمجھا تم نے۔۔۔ایسا ہی ہو گا۔۔ تمہیں او۔۔۔اور سب کو لگتا ہے کہ ایسے مجھے روک سکتے ہو۔۔۔" وہ اب

اسکی نیلی آنکھوں میں دیکھتے عجیب لہجے میں بول رہی تھی۔۔۔

"تم لوگوں کو لگتا ہے کہ ایسے مجھے جازلان جتوئی سے دور رکھ سکو گے۔۔۔ مگر تم سب غلط ہو بالی۔۔۔ تم سب غلط ہو۔۔۔ میں۔۔ یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔۔" وہ

عجیب سرد لہجے میں دیکھ رہی تھی اسے

دیکھتے ہوئے۔۔۔

سر میں عجیب درد کی لہریں اٹھ رہی تھی مگر

جو درد دل میں تھا اسکے آگے سب

برداشت تھا۔۔۔۔

"اچھاا۔۔۔تو کہاں جاؤ گی تم۔۔۔" وہ

پہلے چونکا۔۔۔

اسکا جازلان جازلان کرنا۔۔

دل کو چھبا۔۔۔

مگر پھر اسکا چہرہ قریب کرتے۔۔۔

عجیب لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

ایک پل کو چہرے نہایت قریب ہو گئے

سانسوں کی گرم تپش۔۔۔ چہروں کو

چھونے لگی تھی۔۔۔۔

وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

نفرت۔۔۔

شدید نفرت سے۔۔۔

"جازلان کے پاس۔۔۔ہاں۔۔۔۔"

گرفت مزید سخت کی گئی۔۔

درد مزید اٹھا۔۔۔

"سہی سمجھا تم نے۔۔۔" مگر وہ پھر بھی بولی۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے وہ اسے چھوڑ چکا تھا۔۔۔

وہ کئی قدم پیچھے ہوا تھا۔۔۔

اسکے چہرے پر عجیب زہر خند مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔۔

"ایہہ۔۔۔جازلان جتوئی کے

پاس۔۔۔۔اس کے پاس جیسے تم نے

بچانے کے لیے مجھ جیسے شخص سے نکاح

تک کر لیا۔۔۔جس کا روگ تمہیں اتنا لگ

گیا کہ تم اپنی شناخت تک بھول گئی۔۔۔

ہاں۔۔۔اس کے پاس۔۔۔"

وہ کھڑی ہو چکی تھی۔۔۔

نظریں اسی پر جمی تھی۔۔۔

کمر سے شاید خون رسنے لگا تھا۔۔۔۔

بال چہرے پر بکھر چکے تھے۔۔۔

مٹے مٹے آنسو۔۔

اور سرخ آنکھیں۔۔۔۔

وہ اسکے سامنے آتی گئی۔۔۔۔

اتنی سامنے کہ وہ دونوں ایک بار پھر مقابل ہوئے تھے۔۔۔۔

"بالکل۔۔۔ سہی سمجھا تم نے۔۔۔۔ "

بالی نے اسے دیکھا۔۔۔۔

کیا لڑکی تھی۔۔

کیا بن گئی تھی۔۔۔

پھولوں میں رہتی تھی۔۔

کانٹوں سے ڈس گئی تھی۔۔۔

اپنی ساری رنگت۔۔۔

ساری چمک۔۔۔

سب گنوا بیٹھی تھی۔۔۔۔

"جانتی ہو کہ وہ ہے کدھر جس کے لیے تم بہت تڑپ رہی ہو"۔۔باتور خان زہر خند لہجے میں اس کو دیکھتے ہوئے بولا جب کہ زیوانے بے ساختہ لب بھینچے۔۔اس کا دل جیسے کسی نے سینے میں ہی دبوچا۔۔۔وہ آخر کیوں اسکا نام لے رہا تھا۔۔۔؟

اسکا۔ کہجہ ایسا تھا کہ کیوں۔۔۔؟ اسکو انجانا

خوف اپنی لپیٹ میں لینے لگا۔۔۔

" جاننا چاہتی ہو".۔۔۔

وہ دوبارہ بولا چہرہ اس کے مزید قریب کیا

تھا" کہاں ہے "لب جانے کیسے مگر

ہلے۔۔۔اس کی اواز جیسی کھائی سی اتی

ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔ایک پل کو صرف

ایک پل کو باتور خان کو پہلی بار اس پر ترس

ایا تھا۔۔وہ لڑکی جس کے غم میں مرے جا

رہی تھی اس کو مرے عرصہ گزر گیا تھا

۔۔۔

اس نے دھیرے سے اس کے چہرے سے

بالوں کی لٹوں کو ایک بار پھر پیچھے کیا۔۔۔

چہرے پر عجیب سرد تاثرات تھے۔۔۔

"اسے مٹی میں ملے ایک ہفتہ گزر گیا ہے

زیوا خان" در و دیوار ہلے اور زیوا خان پر

گرے۔۔۔اس کا لہجہ عجیب تھا۔۔

وہ بے اختیار دو قدم پیچھی ہوئی۔۔۔اس

کو یہ تک احساس نہیں ہوا کہ وہ اس کے

کتنے قریب اگیا تھا اس کو چھوا تھا

۔۔۔اسے جازلان جتوئی کے آگے کب

کچھ نظر آتا تھا۔۔۔

"کی۔۔۔اکیا بکواس ہے" سانسیں سینے

میں ہی اٹکا گئی۔۔۔وہ اگلے ہی لمحے اسکا

گریبان پکڑ چکی تھی۔۔بزیاتی انداز میں

۔۔۔بے جان ہوتے وجود کے سنگ

"جو تم سن رہی ہو" وہ اسکی حالت دیکھنے

کے باوجود بھی جیسے رحم نہیں کھا رہا تھا

۔۔۔وہ زہر انڈیل رہا تھا اس میں

جیسے۔۔۔

"بولو۔۔۔ب۔۔بولووو۔۔۔"کا۔۔کیا

بکواس۔۔۔کر رہے ہو۔۔"لفظ ٹوٹنے لگے

تھے۔۔۔یہ آخری بات تھی جو وہ زندگی

میں سننا چاہتی تھی۔۔۔

زیوا خان نے اپنی زندگی جازلان جتوئی کی

آزادی کی خاطر قربان کی۔۔کیا وہ اسکی

موت کی خبر اسنے کی۔ہمت رکھ سکتی تھی

۔۔۔دماغ کی نسیں پھٹنے لگی تھی۔۔۔اسے

لگا بس۔۔۔

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں یہ کیا کہہ

رہے ہو "

"جازلان جتوئی کو مرے ایک ہفتہ گزر

گیا ہے زیوا خان۔۔۔" وہ اب چہرہ جھکائے

۔۔۔اسکی آنکھوں میں آنکھیں

ڈالے۔۔۔ایک ایک لفظ۔۔رک رک کر

بولا تھا۔۔۔

اور گریباں سے ہاتھ ہٹا گئے۔۔۔

قدم بے جان ہو گئے۔۔۔

زیو اخان گر گئی تھی نیچے۔۔۔

گھنٹوں کے بل۔۔۔۔

اس میں جیسے اب اٹھنے کی۔ ہمت نہیں بچی۔۔۔

اس نے اتنی زلت۔۔۔

اتنی اذیت برداشت کی۔۔۔

اس لیے کہ کوئی آکر اسے کہے جازلان جتوئی مر گیا۔۔۔؟

اور اگلے ہی لمحے وہ دائیں جانب کو گری تھی۔۔۔

وہ جو سرد و سپاٹ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

ایکدم جیسے ہوش میں آیا تھا۔۔۔

"زیوا۔۔۔۔۔۔"

"زیوا_____"

____

ہاتھ میں پکڑی ٹرے کو ایک بار پھر دیکھا

اور پھر اس اونچے دروازے کو جس کے

پیچھے وہ تھا۔۔

وہ۔ جس کے ساتھ اب اس کو شاید اس

حویلی میں رہنا تھا۔۔۔شاید ہمیشہ کے

لیے۔۔۔

اس نے گہری سانس لیتے ایک بار پھر خود کو پر سکون کیا۔۔۔ سبز رنگ نالہ دار دوپٹہ ایک طرف سے گلے سے ہوتا زمین کو چھو رہا تھا۔۔۔ موتیوں بھری لہریں بھی اس کے ساتھ لہراتی رک جاتی تھی۔۔۔ اس نے پھر بہت سی ہمت جمع کرتے ہینڈل پہ ہاتھ رکھ کے دروازہ کھولا تھا۔۔۔

کمرے میں پھیلی تیز سگار کی خوشبو نے

اسکا استقبال کرتے۔۔۔اسکی سانسیں

بکھیری تھیں۔۔۔دل رگ رگ میں

دوڑنے لگا۔۔۔

وہ اندر آئی تو وہ کہیں بھی نہیں تھا

۔۔۔دھیرے دھیرے قدم لیتے اس نے

پر خوف نگاہوں سے سارے کمرے کو

دیکھا۔۔۔

لکڑی کی میز پر رکھی ایش ٹرے میں کئی

سگار مسلے گئے تھے۔۔اس نے ٹرے ادھر

ہی ساتھ رکھی۔۔ صد شکر۔۔ وہ نہیں تھا کہیں۔۔۔۔

ابھی وہ پلٹی تھی کہ پل کو رک گئی

سب کچھ جیسے پھر سے رک گیا۔۔۔ وہ

بالکل اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔ سیاہ

انکھوں میں سرخی کی ڈوریاں لیے اسے

دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"م۔۔میں نے۔۔چائے رکھ دی۔۔۔"

کپکپاتے ہاتھوں کے سنگ سنہری زلفوں کو

کانوں کے پیچھے کرتے۔۔وہ بمشکل بولی

۔۔۔

یہ سرد رات۔۔۔

بارش کی تیز آواز۔۔۔

مدھم روشنی۔۔۔

اسکی خوشبو۔۔۔

تنہائی۔۔۔۔

وہ مزید اسکے سامنے نہیں رک سکتی تھی

جبھی تیزی سے گزرنا چاہا

مگر---

اگلا لمحہ فسوں خیز تھا----

وہ اسکی کمر پر ہاتھ رکھتے---

اگلے ہی لمحے---

سارے فاصلے مٹاتے۔۔۔

اسے اپنے قریب تر کر گیا۔۔۔

ایسے میں سانسیں سانسوں میں مہکنے

لگیں۔۔۔

خوشبو خوشبو میں مہکنے لگی۔۔۔

ایسے کے ہر جگہ فسوں بکھرے لگا۔۔۔

آس پاس طلسم بکھرنے لگا۔۔۔

سبز و سیاہ آنکھیں ملیں۔۔۔

دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں تھیں۔۔۔

ضرغام خان کی نگاہیں۔۔ سبز آنکھوں سے ہوتی۔۔۔ سرخ ناک۔۔ اور پھر گلابی لبوں پر اٹکی تھی۔۔۔

اور پھر دوبارہ ان سبز آنکھوں پر۔۔۔ جن

میں کاجل کی لکیر پھیری گئی تھی۔۔۔

کمر پر رکھے ہاتھ پر گرفت سخت ہوئی۔۔۔

دل میں عجب جزبات جاگے۔۔

سانسیں بھاری ہونے لگی اور اسے مزید

قریب کیا۔۔۔

جسکا چہرہ لال انگارہ ہو گیا تھا۔۔۔

"ماتہ ستالہ د°شنو ستر ° و سرہ مینہ دہ"

)مجھے تمہاری ان سبز آنکھوں سے عشق

ہے(

لب ان گلابی لبوں کے قریب کرتے۔۔۔

وہ سرگوشی نما۔۔بھاری لہجے میں بولا تھا

۔۔۔۔

ہیلہ نے سرخ پڑتے۔۔

تیزی سے دھڑکتے۔۔۔

دل کے سنگ آنکھیں زور سے بند

کیں۔۔۔اسکی سانسوں کی تپش چہرہ جھلسا

رہی تھی۔۔۔۔

نگاہیں پھر سے بے باکی سے بھٹکی۔۔۔

اور اپنے لبوں کے قریب۔۔ان سرخ

لبوں پر جا ٹھہریں۔۔۔جو قریب

تھے۔۔۔انتہا کہ۔۔۔

گلے کی گلٹی ابھری۔۔۔

عجب تشنگی نے اسے حصار میں لیا۔۔۔۔

"اور یہ ہونٹ۔۔۔۔" آواز اور آہستہ ہوئی اور سبز آنکھیں ہی لمحے کھلتی۔۔۔ پھیل گئیں تھیں۔۔۔۔

اس سے پہلے۔۔۔

وہ ہمیشہ کی طرح چہرہ موڑتی۔۔۔

ضرغام خان نے دوسرا ہاتھ اسکی سنہری زلفوں میں الجھاتے۔۔۔اسے ہر طرح کی مزاحمت سے روکتے۔۔۔ہر فاصلہ۔۔۔ہر دوری مٹا گیا تھا۔۔۔

گھڑی کی سوئیاں جیسے چونک کہ رک گئی

۔۔۔

جھلملاتے فانوس نے چہرہ موڑ لیا۔۔۔

دیواریں بوکھلاتے دائیں بائیں تکنے لگی تھی

۔۔۔

اور ہیلہ۔۔۔۔اسکا چہرہ و گردن۔۔

سرخ ہوتے۔۔ پسینے سے تر ہو گئے۔۔۔۔

اسکا ہاتھ کسی طلسم کے زیر اثر ساکن

تھے۔۔۔

وہ پیچھے ہوا۔۔۔تو اسی کے کندھے پر

کپکپاتا ہاتھ رکھتے۔۔۔وہ سرخ ہوتا چہرہ

جھکا گئی۔۔۔دل روم روم میں دوڑنے لگا تھا

۔۔۔۔وہ اسے نا دیکھ پائی۔۔۔وہ اب جیسے
اسے کبھی دیکھ ہی نہیں سکتی تھی۔۔۔

"مجھے بہت پریشان کرتے ہیں۔۔۔"
مخمور لہجے میں انگھوٹے سے نمی چنتے اسنے
جملہ پورا کیا۔۔۔
عجب نشہ سا سارے وجود پر چھا گیا۔۔۔

تشنگی بڑھتی گئی۔۔۔

اتنی کہ اب سب برداشت سے باہر تھا

۔۔۔

اسکی چاہ آج کی تو نہیں تھی۔۔۔

اسے پہلی بار دیکھا تبھی سے وہ جیسے دل

میں اتر گئی تھی۔۔۔

اسے دیکھتا تو باقی سارے غم بھول

جاتے۔۔۔

اسکی سبز آنکھیں۔۔۔

ان کو تو دیکھتے وہ زندگی گزار سکتا تھا۔۔۔

وہ ہونٹ۔۔۔۔

وہ سنہرے بال۔۔۔۔

وہ ہر طرح سے تو حسن کا مجسمہ تھی۔۔۔

اس پر کوئی کیسے ظلم کر سکتا تھا۔۔۔

مگر کیا گیا۔۔۔

ایک بار نہیں بار بار۔۔۔

اسکی تزلیل کی گئی۔۔۔

ایک بار نہیں بار پھر۔۔

وہ رسوا ہوئی۔۔

اسکے نام سے۔۔

وہ اب وہ ہی عزت بھی دینا چاہتا تھا۔۔۔

اسکی اذیتوں کے بعد فقط معافی کافی نہیں تھی۔۔۔

وہ اب اس کی زندگی خوبصورت بنا کر ہی تلافی کر سکتا تھا۔۔۔وہ بنی بھی تو اسی لئے تھی۔۔۔

اسے چاہا جاتا۔۔۔اس سے عشق کیا

جاتا۔۔۔اتنے دن اسکے پاس ہوتے ہوئے

بھی وہ اس سے دور رہا۔۔۔وجہ یہ نہیں

تھی کہ وہ اسے بھول گیا تھا۔۔

وہ تو ہر پل یاد ہوتی۔۔۔بس وہ نہیں چاہتا

تھا کہ ایکدم اپنی زات اس پر مسلط کر دے

۔۔جب وہ اس سے ڈرتی بھی ہو۔۔۔

آج بھی تو اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔

مگر اپنے پسندیدہ رنگ میں اسکو سجا سنوارا

ڈیکھ کر وہ جیسے سب بھول گیا۔۔۔

بس بہت ہو گیا تھا۔۔۔

وہ اسکا سکون تھی تو ضرغام خان کو اب

سکون چاہیئے تھا۔۔۔۔

"ضر۔۔۔۔غام۔۔۔" اسکے ہاتھوں کی

بے باک حرکت پر وہ مچلی۔۔۔بے جان

وجود کے ساتھ مزاحمت کرنی چاہی۔۔۔

مگر وہ جیسے سب بھولتے جا رہا تھا۔۔۔

"ساری دنیا میرے لیے عزاب بنی پڑی ہے۔۔۔"۔اسکی آواز بوجھل تھی۔۔۔۔لبوں نے گردن پر ابھرتی ہڈی کو چھوا۔۔۔۔"ایک تم سامنے ہو تو سب بھول جاتا ہوں۔۔"اسکی آواز دھیمی ہوتی جارہی تھی۔۔۔

سبز جالی دار دوپٹہ کندھے سے پھسلتا چلا گیا

اور ہیلہ کے مزاحمت کرتے ہاتھ ساکن

ہوتے جا رہے تھے۔۔۔۔

"زەلە تاسرە رێ°تینی مینە کوم"

لبوں نے سبز آنکھیں کو چھوا۔۔۔۔

تہ زما قرار یہ"

پھر چھوا۔۔۔

اس سنہرے بالوں والی لڑکی نے ایک بار

پھر پیچھے ہونے کی کوشش کی مگر بے

سود۔۔۔۔

"تہ زما د ژوند سکون یہ"

لب پھر لبوں کے قریب ہوئے۔۔۔

اور پھر ہر مزاحمت دم توڑ گئی تھی۔۔۔

ٹھنڈی ہوتی چائے۔۔۔۔

مسلے گئے سگار۔۔۔۔

تیز بارش کی آواز۔۔۔

اور دھیمی ایسی کئی سرگوشیاں۔۔۔۔۔

ضرغام کی آنکھ آہستہ آہستہ
کھلی۔۔۔پردوں کی اوٹ سے چھن کر آتی
سورج کی سنہری کرنیں سیدھا اس کے
چہرے پر پڑ رہی تھیں۔۔۔

وہ چونکا۔۔ بھر کو آنکھیں میچیں۔۔ پھر

جیسے ہی اٹھنے کی کوشش کی تو ایک مانوس

سا وزن اس کے سینے پر محسوس ہوا۔۔

وہ ٹھہر گیا۔۔۔۔

اس کی نظر نیچے جھکی تو دل کی دھڑکن ایک

لمحے کو رک سی گئی۔۔۔

وہی سنہرے بالوں والی لڑکی۔۔۔

گزری رات کا ایک ایک لمحہ آنکھوں کے

سامنے گزرا۔۔۔

اسکا مزاحمت کرنا۔۔۔

اسکی نازکی۔۔۔

اہہہ انت کی نازکی۔۔۔۔

وہ فسوں۔۔

وہ خمار۔۔۔

سیاہ آنکھیں پھر سے سرخ ہونے لگیں

۔۔۔

اس کے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی۔

۔۔۔اس کے بال بکھرے ہوئے

تھے۔۔۔ صبح کی روشنی میں اس کا چہرہ اور

بھی معصوم لگ رہا تھا۔۔پلکیں بند تھیں

اور ہونٹ۔۔۔وہ شاید ضرورت سے زیادہ

گلابی رنگ ہو رہے تھے۔۔۔

کمرے میں عجیب سا سکون تھا۔۔۔۔

اسنے آنکھیں بند کرتے۔۔۔

سر ایک بار پیچھے گرایا۔۔۔

اور گہرا سانس لیا تھا۔۔۔

وہ غلط نہیں کہتا تھا کہ وہ لڑکی اسکا سکون تھی۔۔۔وہ اسکے ہوتے ہوئے ہزار غم بھول جاتا تھا۔۔۔

وہ سب بھول جاتا تھا۔۔۔

اس نے ایک بار پھر اسے دیکھا۔۔۔اور

جھک کر ماتھے کو چھوا تھا۔۔۔۔

"تہ زما د ژوند سکون یې"

اور دھیرے سے اسکا سر تکیے پر رکھا۔۔۔

اور پھر خود اٹھ گیا تھا۔۔۔۔

اب وہ تھا اور ہزار غم تھے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

سورج آیا۔۔۔

چمکا۔۔۔

اور پھر ایک بار پھر ڈھلنے لگا۔۔۔

جب دروازے پر ایک بار پھر ہوتی دستک

کے باعث اسکی آنکھیں بمشکل کھلیں

۔۔۔اور چمکتے فانوس پر جا ٹھہریں۔۔۔۔

ایک پل کو بے دھیانی سے اسے تکتی رہیں

۔۔۔

اور پھر۔۔۔

اگلے ہی پل وہ سنہرے بالوں والی تیزی

سے اٹھ بیٹھی۔۔۔

دل کی دھڑکن جیسے تیز ہو گئی تھی۔۔۔

اسنے لب کچلتے۔۔

دائیں بائیں دیکھا۔۔۔۔

وہ کہیں نہیں تھا۔۔۔

اسکی جان میں جیسے جان آئی تھی۔۔۔۔

چہرہ شدت سے سرخ ہو چکا تھا۔۔۔

ایک ایک لمحہ۔۔۔

ایک ایک بار۔۔۔

سب کانوں میں پھر سے رس گھولنے

لگیں۔۔۔

اسے خوف تھا ضرغام خان کا۔۔۔

مگر اب۔۔۔

اب جیسے دل یکسر بدل گیا۔۔۔

اسکی دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں۔۔۔

وہ ایسا دیوانہ تھا اسکا۔۔۔

اسکی وارفتگاں۔۔۔۔

اسکا ماتھہ پسینے سے چمکنے لگا۔۔۔

اسنے گردن کو چھوا۔۔۔

صدشکر وہ نہیں تھا۔۔۔

وہ۔کیسے سامنا کرتی اسکا۔۔۔

وہ تو مر جاتی۔۔۔

"ہیلہ بی بی۔۔۔۔"گیتی کی آواز پھر سے گھونجی تو وہ دھڑکتے دل کے سنگ اٹھی تھی بیڈ سے۔۔۔

دروازہ کھولا تو وہ سامنے ہی کھڑی تھی۔۔۔ کاجل سے بھری آنکھیں۔۔۔۔

"وہ سائیں نے کہا تھا آپکی طبیعت نہیں ٹھیک جلدی نا جگاؤں۔۔ مگر اب تو شام ہو رہی ہے جی۔۔۔ مگر فکر ہو رہی تھی ۔۔۔"وہ حقیقتاً فکر مند نظر آئی۔۔ہیلہ کی نظر بے ساختہ گھڑی کی جانب گئی۔۔جو شام کے چار بجا رہی تھی۔۔اور پھر اسکی بات۔۔۔

اسے بے ساختہ شرمندگی ہوئی۔۔۔

"آہ۔۔۔ نہیں۔۔بس تھوڑا سر درد تھا۔۔۔میں اب ٹھیک ہوں۔۔۔" وہ پیچھے مڑ گئی اور گیتی بھی پیچھے اندر آ گئی تھی۔۔۔

"مجھے تو بڑی فکر ہو رہی تھی۔۔اب بتائیں ناشتہ کریں گی یا دن کا کھانا۔۔ویسے تو پھر اب شام ہونے لگی ہے۔۔۔دسمبر کی شام۔۔۔پتا ہی نہیں چلتا۔۔کیسے دن گزر جاتا ہے۔۔۔" اسے بولنے کا شاید بہت شوق تھا۔۔۔۔

اور سننے والے کو کبھی شاید اتنا بولنے ہی
نہیں دیا گیا۔۔۔ سو وہ بس بکھری چیزیں
اٹھانے لگی تھی۔۔۔ دل ہنوز کانوں میں
گھونج رہا تھا۔۔۔

پھر سے شام۔۔۔
اگر وہ آ گیا تو۔۔۔۔

"تم کھانا لگا دو گیتی۔۔۔" اسنے کافی دیر بعد کہا تو گیتی مزید کچھ بولتے بولتے کمرے سے نکل گئی تھی۔۔۔

وہ شاید کبھی چپ نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔

ہیلہ اسکے جاتے ہی جیسے بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھی تھی۔۔۔۔

دل نے شدت سے دعا کی کہ بس وہ آج

آئے ہی نا۔۔۔

اونچی چھت سے جھولتا ہوا شیشوں کا

فانوس مدھم زرد روشنی بکھیر رہا تھا۔۔۔

جو سبز اور سنہری پردوں پر پڑتی خواب

ناک اس ماحول بنا رہی تھی

دیواروں پر لگے قدیم فریم۔۔۔ لکڑی کے

نقش دار شوکیس۔۔ اور درمیان میں رکھا

شیشے کا میز لاؤنج کو اور دلکش بنا رہے

تھے۔۔۔

بجلی کا مسئلہ شاید ختم ہو گیا تھا۔۔۔

جو چند چیزیں کل بکھری لگ رہیں تھیں

آج وہ بھی سمیٹی جا چکی تھی۔۔

ہیلہ مخملی صوفے پر سکون سے بیٹھی

تھی۔۔۔

اس نے گلابی رنگ کی سلک کی قمیض پہن

رکھی تھی جو گھٹنوں تک آتی تھی۔۔ قمیض

کے گلے اور بازوؤں پر نفیس موتیوں کا کام

تھا جو روشنی پڑتے ہی ہلکے سے جگمگا

اٹھتے۔۔اس کے ساتھ اس نے ہم رنگ کھلا

ٹراؤزر پہنا تھا۔۔۔کل کے بعد تو اب وہ

بھاری اور ویسے جوڑے پہننے سے توبہ کر

چکی تھی۔۔مگر اس سے سادہ اور کوئی جوڑا

نا ملا تو یہی پہن لیا تھا۔۔

سنہرے بال کیچر کی مدد سے پیچھے کیے
گئے تھے چند لٹیں پھر بھی شرارتی انداز
میں اس کے چہرے کے گرد طواف
کر رہیں تھیں۔۔۔

سبز آنکھوں میں کاجل کی باریک لکیر

پھیرے۔۔۔وہ ہاتھ میں پکڑے باؤل

میں سے کچھ کھا رہی تھی۔۔۔

جبکہ گیتی سامنے ہی قالین پر کشن سے ٹیک

لگائے۔۔۔ہاتھ میں ریموٹ پکڑے۔۔

اسے ساتھ ساتھ کچھ بتائے جا رہی تھی

ایسا لگتا تھا یہ حویلی اس کا گھر تھا۔۔

وہ بہت سکون سے اور ازادی سے ادھر

رہتی تھی۔۔۔

دوسری حویلی کے برعکس یہاں کے

ملازم۔۔فقط ملازم نا تھے۔۔۔وہ جیسے اسی

حویلی کے فرد تھے۔۔۔

ہیلہ نے پھر سے اس لاپروا لڑکی کو

دیکھا۔۔جو اب ٹی وی پر چلتے کسی ڈرامے

کی کہانی اسے بتانے لگی تھی۔۔۔

کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ جسے وہ اتنی عزت

دے رہی تھی وہ ونی میں آئی تھی۔۔۔؟

وہ اور سب اسے اتنی عزت کیسے دے

رہے تھے۔۔۔

وہ تو پورے گاؤں میں بدنام تھی نا۔۔۔

اور اس بولی لگنے والے دن۔۔۔

تو وہ سب بھی جان گئے ہوں گے جو نہیں

جانتے تھے۔۔

نجانے کیوں منہ میں گھلتا مٹھاشدید کڑوا

ہو گیا۔۔۔

دل پھر سے جیسے زخموں سے بھر گیا۔۔

وہ جن عذابوں سے گزری تھی جانے کبھی

وہ عذاب گزر بھی سکتے تھے۔۔۔

لمحہ لمحہ اسے جازلان کا خیال آتا۔۔۔

کئی بار ضرغام خان سے پوچھنے کی کوشش کی مگر اسکے سرد پڑتے انداز پر وہ چپ سی ہو گئی تھی۔۔

اور پھر زیوا۔۔۔

اور حویلی والے۔۔۔۔

کیا وہ بھول سکتی تھی وہ سب۔۔۔؟

وہ وہاں ہو کر بھی جیسے نا رہی تھی۔۔۔

دل کے زخم پھر سے ہرے ہونے

لگے۔۔۔

رسنے لگے تھے۔۔۔

ضرغام سے اسکا عجیب رشتہ تھا۔۔۔

پہلے وہ ستمگر تھا۔۔

جسکا خوف وہ چھ سال تک دل میں رکھے

بیٹھی رہی۔۔

ایسا لگتا تھا کہ وہ سامنا ہوتے ہی چیڑ پھاڑ

دے گا۔۔۔

مگر جب سامنا ہوا تو سب جیسے اسکی سوچ

سے مختلف ہوا تھا۔۔۔

وہ ہر بار مشکل میں اسکے لئے آجاتا تھا۔۔۔

وہ عجیب مسیحا تھا۔۔۔

وہ دنیا کے خوف سے اسے پکارتی۔۔

اور پھر اس کے پاس آکر اس سے خوفزدہ ہو جاتی۔۔۔

مگر گزری رات نے دل سے اسکا وہ خوف مٹا دیا۔۔

وہ اسے چھوتے ہوئے ڈر رہا تھا وہ کسی کو

کیسے اسے چھونے دے سکتا تھا۔۔۔۔

مگر زندگی گزارنے کے لیے اتنا کافی نہیں

تھا۔۔۔

اسکا دماغ سوالوں سے بھرا پڑا تھا۔۔۔

مگر سوال کا کوئی اختیار نہیں تھا جیسے۔۔۔

وہ لاکھ اس سے نرمی برتا مگر زیوایا جازلان

کے نام پر اسکا چہرہ سرد ہو جاتا تھا۔۔۔۔

وہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھی کہ یکدم

چونکی۔۔۔۔

جانی پہچانی خوشبو۔۔۔

اسکی دھڑکن مدھم پڑی۔۔۔

چہرہ اٹھایا تو نگاہیں اسکی نگاہوں سے جا

ٹکرائی۔۔۔

وہ اسکے ہاتھ سے باؤل کے چکا تھا۔۔۔

وہ بے ساختہ اٹھی۔۔۔

اور جگہ کی کمی کے باعث واپس صوفے پر

گرتی کہ وہ تھام گیا۔۔۔۔

وہ تھام ہی تو لیتا تھا۔۔۔

ہیلہ کا چہرہ یکدم گلابی پڑا۔۔

دل کانوں میں گھونجے لگا۔۔۔۔

"کیسی ہو۔۔۔"بھاری گھمبیر لہجہ۔۔۔

نجانے وہ کس لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔

چہرہ مزید سرخ ہوتا۔۔۔

جھک گیا۔۔۔

دل چاہا مٹی پھٹے اور وہ اس میں

سما جائے۔۔۔۔

ضرغام نے سر تا پیر اسے دیکھا۔۔۔

جانے کیوں ایسا لگتا تھا کہ ہر رنگ اسی کے

لیے بنا ہو۔۔۔

اسے سیاہ رنگ میں لپٹا کہ اس پر ظلم کیا گیا تھا۔۔

وہ جواب نہیں دیتی۔۔وہ جانتا تھا۔۔۔

جبھی جھک کہ کنپٹی پر لب رکھے۔۔۔

اس سے پہلے وہ بوکھلا کر دور ہوتی۔۔۔

وہ دوسرے ہاتھ سے کندھے سے شال

اتارتے۔۔۔

اسکے گرد پھیلا گیا۔۔۔۔

سب پل بھر میں ہوا۔۔۔

ہیلہ کو سمجھ نا آیا۔۔

وہ کس عمل پر کیا رد عمل دے۔۔۔

ہاں البتہ نگاہیں ایک پل کو نا اٹھیں تھیں

اٹھ ہی نہیں سکتیں تھیں۔۔۔۔

مگر اتنا تو وہ جان گئی کہ وہ اسے کہیں لے کر

جا رہا تھا۔۔۔۔

اسکا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔۔

سگار کی مہک۔۔۔

"آجاو۔۔۔" وہ اسکا ہاتھ تھامے باہر

نکلا۔۔۔

وہ گومگو سی کیفیت میں بس اسے پیچھے چلے

جا رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

سفید جوڑا۔۔۔سیاہ چھوٹے بکھرے

بال۔۔۔آنکھوں کے نیچے پڑتے سیاہ حلقے

۔۔۔۔بے جان جسم۔۔۔۔

باتور خان نے لب بھینچتے اسے دیکھا

تھا۔۔۔۔

"باہر نکلو۔۔۔۔" اسکا سرد سپاٹ تھا۔۔

دل کا کیا حال تھا یہ ہوئی جانتا تھا۔۔۔

وہ لڑکی جو اسکے نکاح میں تھی نیم بیہوشی

میں بھی اسے ہی پکارے جا رہی تھی۔۔۔

اور ہوش میں آتے ہی۔۔۔وہ پھر جیسے

بیگانی ہونے لگی تھی۔۔۔

زیوانے وحشت زدہ نگاہوں کے سنگ

اسے دیکھا۔۔۔۔

کتنا روئی تھی وہ کہ کہہ دے کہ وہ جھوٹ

کہہ رہا تھا مگر وہ بھی شاید بلا کا ظالم تھا

اسکی آنکھیں پھر سے برسنے لگیں۔۔۔۔

"کہہ دو نا جھوٹ ہے۔۔۔" دھیما بے

بس لہجہ۔۔۔

وہ کب بھینچ گیا۔۔۔

اور اگلے ہی پل اسکا بازو دبوچتے۔۔۔

اسے کسی ناتواں وجود کی طرح باہر

نکالا۔۔۔۔

اور دروازے پیچھے تیزی سے بند کیا

تھا۔۔۔

بازو میں درد اٹھا۔۔۔

مگر کیا وہ۔

وہ درد تھا بھی۔۔

جو وہ اس وقت محسوس کر رہی تھی۔۔

سامنے قبرستان کو دیکھتے ہوئے۔۔۔۔

کیا وہ اس قبرستان کو نہیں جانتی تھی۔۔۔

اس فضا کو۔۔

اس مٹی کو۔۔۔

اس خوشبو کو۔۔۔

وہ جس سے اسے بے دخل کر دیا گیا

تھا۔۔۔۔

اس نے دھندلاتی نگاہوں میں ان اونچے

درختوں کے درمیان بنے قبرستان کو

دیکھا۔۔۔

سر بے ساختہ کئی بار نفی میں ہلا۔۔۔

قدم من من کے ہوئے۔۔۔

مگر وہ اسے لئے آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔

وہ اسکے ساتھ کھینچی جا رہی تھی۔۔۔

لوہے کا دروازہ عجیب پر اسرار آواز سے

سنگ کھلا۔۔۔

اسکا دل بیٹھتا گیا۔۔۔

کیا وہ اس شخص کے نام کی قبر کی تختی دیکھ

سکتی تھی جس کا نام اسے زندہ رکھے ہوئے

تھا۔۔؟

"با۔۔۔بالی۔۔۔م۔۔۔مجھے۔۔۔ نہیں

۔۔۔۔۔جا۔۔۔نا۔۔۔"اس نے رکنا

چاہا۔۔۔

ٹھیک ہے ہو گیا یقین۔۔۔بس دیکھنا نہیں

ہے۔۔۔ مگر وہ بھی باتور خان تھا۔۔۔

اسے لا کر ایک قبر کے پاس چھوڑا۔۔۔

چھوڑا بھی کیا۔۔۔

وہ اس نرم مٹی پر گری تھی۔۔۔

اور نگاہیں اس تختی پر جم گئی۔۔۔۔

"جازلان فیروز جتوئی ولد فیروز جتوئی

۔۔۔"

آگے بھی کچھ لکھا تھا۔۔۔

تاریخِ پیدائش اور تاریخِ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور زیوا خان کا دل مر گیا۔۔۔

برستے آنسو تھم گئے۔۔۔۔

دل ساکن ہو گیا۔۔۔

آس پاس سب کھو گیا۔۔۔

دنیا جیسے ختم ہو گئی تھی۔۔۔

وہ پتھرائی نگاہوں سے بس اس نام کو دیکھے

گئی۔۔۔۔

دیکھے گئی۔۔۔

دیکھے گئی تھی۔۔۔۔۔

"سارے غم۔۔۔ آج۔۔ اسی شام منا

لو۔۔۔ کیونکہ جب واپس جاؤ یہاں سے تو

جازلان جتوئی ادھر ہی رہ گیا ہو۔۔۔ میرا

اتنا ہی ظرف ہے کہ تمہیں ایک غیر مرد

کی قبر پر آنسو بہانے لے آیا ہوں۔۔۔"

کیا اسے ترس نہیں آرہا تھا زیوا کی حالت

پر۔۔۔؟

کیا اسکا دل نہیں دکھا۔۔۔؟

وہ بےسسر دنگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

جسکا چہرہ اب اس مٹی پر گر گیا۔۔۔

اسکی مٹھیاں بھینچی گئی۔۔۔

وہ کہاں لانا چاہتا تھا اسے ادھر مگر جانتا تھا

اگر وہ اس کی قبر نا دیکھ لیتی۔۔ جان نا لیتی تو

وہ ساری زندگی اس کی تمنا کرتی۔۔

اسکا غم مناتی۔۔۔

غم تو اب بھی منا رہی تھی مگر شاید اب

اسکے نام کی مالا بننا بند کر دیتی۔۔۔

وہ کافی دیر ویسے ہی پڑی رہی۔۔۔

اتنی دیر کے سورج ڈھل گیا۔۔۔

اتنی دیر کے کھڑے کھڑے باتور خان

تھک گیا۔۔

تھک تو یقیناً وہ بھی گئی تھی مگر۔۔۔

اسی کو جھکنا پڑا۔۔

وہی جھکتا تھا۔۔۔

وہی غلام تھا۔۔۔

"اٹھ جاؤ۔۔۔۔"اسکی آواز سنجیدہ اور

دھیمی تھی۔۔۔

وہ رو کیوں نہیں رہی تھی۔۔۔؟

اسنے تو سوچا تھا وہ رو رو مرے گی۔۔

اچھا تھا رو لیتی۔۔ مگر۔۔۔

وہ سیدھی ہوئی۔۔۔

چہرے پہ لباس پر جگہ جگہ مٹی لگ چکی تھی

۔۔

بس نگاہیں تھی جو اس تختی سے نا

ہٹیں۔۔۔۔

"میں۔۔۔نے۔۔اس لئے تو اتنی اذیت نا

سہی تھی بالی کہ ایک دن تو مجھے اس کی قبر

دیکھانے لے آؤ۔۔۔"وہ کوئی چیخ چلا

نہیں رہی تھی۔۔۔

آواز اتنی کم ہو گئی کہ وہ پاس نا ہوتا تو سن نا

پاتا۔۔۔

رکے آنسو بھر بہنے لگے۔۔۔

بنا آواز کے۔۔۔۔۔

"میں نے اس لیے تو موت نا قبول کی کہ

وہ زندگی ہار جائے۔۔۔"

قبر پر بکھری مٹی ہاتھوں میں بھری۔۔

بالی نے ضبط سے دیکھا۔۔۔

سنا تھا۔۔۔

"کاش میں اسے۔۔اسی قید میں رہنے

دیتی۔۔۔تو شاید آج وہ زندہ ہوتا۔۔اور

میں دیکھ۔۔۔

ہمت جواب دے گئی۔۔۔

کہنی سے تھامتے اسے اٹھایا تھا۔۔۔

وہ بنا کسی مزاحمت کے آٹھ گئی۔۔۔

ایک کے بعد ایک۔۔۔

آنسو بس گرتے گئے۔۔۔

اور پھر لب خاموش ہو گئے تھے۔۔۔۔

تابوت میں آخری کیل کافی بری طرح

ٹھونکی گئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

سیاہ گاڑی نکلی۔۔۔

اور سیاہ جیپ آکر اسی لوہے کے دروازے کے سامنے رکی تھی۔۔۔

ہیلہ نے گھبراتے ہوئے ضرغام کو دیکھا

۔۔۔

وہ اسے یہاں کیوں لایا تھا۔۔۔

اسکا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔۔

وہ کہیں بھی لے جاتا وہ کبھی سوال نا کرتی۔۔۔ مگر قبرستان۔۔۔

"ی۔۔ یہ۔۔ ہم۔ یہاں کیو۔۔

بات بیچ میں رہ گئی۔۔۔

وہ تیزی سے باہر نکلا۔۔اور۔اسکی۔جانب

کا دروازا کھولتے اسے بھی باہر نکالا تھا۔۔۔

وہ پھر بھر میں بے تحاشا خوفزدہ ہوئی۔۔

پہلا خیال ہی اس شخص کا آیا تھا۔۔۔

"تمہیں ملنا تھا ناجازلان جتوئی سے۔۔۔وہ

اب سے سب کو یہیں ملے گا۔۔۔"

سرسراتی۔۔ سرد آواز۔۔۔

سنہرے بالوں والی لڑکی جیسے شل ہو گئی

تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔

کچھ دنوں بعد۔۔۔۔۔

انہوں نے جیسے ہی بند دروازے کو لاتوں

مکوں کی مدد سے کھولا۔۔۔تو سامنے کا منظر

دیکھتے۔۔وہ لمبے چوڑے مرد ہل گئے تھے

۔۔۔

"۔۔س۔۔سائیں۔۔۔"جمال خان کے

لب بمشکل ہلے۔۔

تو دوسرے جانب کا دروازا توڑتے۔۔۔

ضرغام خان چونکا۔۔اور پھر تیزی سے

اس جانب بڑھا۔۔ہاتھ سے خون رس رہا

تھا اور بال ماتھے پر پسینے کے باعث چپک

چکے تھے۔۔۔۔

جمال خان اسکے آتے ہی پیچھے ہو گیا تھا

۔۔۔

آس پاس موجود ہر کسی نے ناک پر ہاتھ رکھ لئے تھے۔۔۔۔

وہ سیاہ آنکھوں والا وہ شخص شل سا۔۔۔ سامنے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔۔ جہاں ایک کرسی پر باندھنا۔۔وہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ آدم خان ہی تھا۔۔۔

کس

رسی دائیں جانب کو گری ہوئی تھی اور

اسے اس پر باندھا گیا تھا۔۔۔۔

وہ کئی لمحے ویسے ہی کھڑا رہا۔۔۔

اتنی دیر کے جمال خان نے اسے ہلایا۔۔۔

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے

۔۔۔۔

انہیں آخر آدم خان مل گیا تھا۔۔۔

ایسی حالت میں کہ لوگ ناگواری سے دور

ہوتے جا رہے تھے۔۔۔۔

اور وہ شخص۔۔۔

وہ جو رشتے میں اسکا بیٹا تھا۔۔۔

وہ اندر بڑھ رہا تھا۔۔۔۔

غور سے دیکھو تو یہ حویلی ادھوری حویلی
تھی جسے مکمل ہونے نا دیا گیا تھا۔۔۔۔
اور وہ اسی شخص کو کھا گئی تھی۔۔۔
جازلان جتوئی نے اچھی دشمنی نبھائی
تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

حویلی میں ماتم کا سماں تھا۔۔۔۔

وہ جس حویلی کے غلام سیاہ لباس پہنتے تھے

آج اس حویلی کے مالک بھی وہی رنگ

زیب تن کیے ہوئے تھے۔۔۔۔

فوزیہ بیگم کا رو رو بر احال تھا۔۔۔

ایک جانب وہ بھی بیٹھی تھی۔۔۔

سیاہ چھوٹے بالوں والی لڑکی۔۔۔۔

سر پر سیاہ دوپٹہ جمائے۔۔۔

خالی خالی نگاہیں۔۔۔۔

وہ ایک پل بھی نہیں روئی۔۔۔

وہ رونا چھوڑ چکی تھی۔۔۔

آخر کتنا روتی۔۔۔

کبھی کبھی وہ سوچتی کہ یہ سب صرف محبت کی سزا تھی۔۔۔؟

محبت کی ایسی سزا۔۔؟

ایسا بھی کیا گناہ سرزد ہوا۔۔۔؟

کئی عورتیں اسے دیکھتے عجیب باتیں کر رہی تھی۔۔

وہی نہیں۔۔۔

فوزیہ بیگم بھی اسے کوسنے لگتی۔۔پھر اسے ہی سینے لگائے۔۔رونے لگتی تھیں۔۔۔

وہ کس کا اور کتنا کتنا غم مناتی۔۔۔؟

ہر چیز جیسے ہاتھوں سے نکل چکی تھی۔۔۔

جانے کس نے کس کے ساتھ برا کیا۔۔؟

کس کے ساتھ ظلم ہوا۔۔؟

کس نے ظلم کیا۔۔؟

دشمنی کہاں سے شروع ہوئی۔۔۔

اور ختم کہاں ہوئی۔۔۔

جازلان جتوئی نے جانے کس کا بدلا لیا۔۔۔

آدم خان کو کس کی بد دعا لگی۔۔۔

زیوا خان کیوں روگ لگا بیٹھی۔۔۔۔

سب جیسے بس ہو گیا۔۔۔

ہوتا گیا۔۔۔

اور آخر میں جیسے بس ٹکرے ٹکرے چند

لوگ رہ گئے۔۔۔

آدم خان کا حال کس نے کیا۔۔۔

مگر جس نے کیا وہ تو پہلے ہی مٹی ہو گیا۔۔۔

دشمنی کی یہ کہانی یہیں ختم ہوئی تھی۔۔۔

اب کوئی دوسرے خاندان سے نا بچا جسے

سزا دی جاتی۔۔۔۔

سب نے شاید۔۔ سب سے پہلے اپنے

ساتھ ظلم کیا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

چند مہینے بعد۔۔۔۔۔

زندگی پھر سے اپنے معمول پر آرہی تھی

۔۔۔ نہیں بھی آرہی تھی تو بچے نفوس پر

اب زیادہ اثر نہیں ہوتا تھا۔۔۔

زیوا خان نے ایک بار پھر یونیورسٹی شروع کر دی تھی۔۔۔۔

ہاں البتہ اپنے سارے رنگ ڈھنگ اسی قبر کی تختی پر چھوڑ آئی تھی۔۔۔

بالی نے کرائے پر اب ایک فلیٹ لے لیا
تھا۔۔ جس میں کبھی کبھار زیوا کچھ نا کچھ
خرید کر لا سجاتی تھی۔۔۔۔

کبھی دنوں دنوں کچھ نا بولتی۔۔۔
اور کبھی چپ نا ہوتی۔۔۔

کھانا بالی اب تک باہر سے ہی لاتا۔۔نا اسنے

کبھی پکایا تھا نا زیوا کو آتا تھا۔۔۔

البتہ وہ اب کھانا لگا دیتی تھی۔۔۔

کمرہ بھی صاف کر لیتی۔۔۔

کچھ بالی کر لیتا تھا۔۔۔

قبرستان سے آنے کے بعد اس نے کبھی
جازلان کا نام نہیں لیا۔۔۔ لیکن اسکے غم
نے جان چھوڑی بھی نہیں تھی۔۔۔

مگر وہ جیسے اب اس سب سے نکلنا چاہتی
تھی جو اندر بھر گیا تھا۔۔۔۔

جو قطرہ قطرہ زہر بنے جا رہا تھا۔۔۔

باتور خان کی برداشت بھی کمال کی تھی

وہ جانے کیا کیا برداشت کرے بیٹھا تھا

اسکے کہنے سے پہلے ہر چیز اسے مل جاتی۔۔۔

اسکے کارڈز میں مہینے کے شروع میں ہی کافی رقم بھر دی جاتی تھی۔۔۔ مگر بالی پھر بھی کچھ رقم اسکے دراز میں رکھ دیتا۔۔

جانے وہ کیا کام کرتا تھا۔۔۔

آدم خان کی موت کی خبر کے بعد وہ پھر

کبھی گاؤں نہیں گئی۔۔۔

چند دن پہلے فوزیہ بیگم آئی تھی۔۔۔

اسے کافی کہا بھی۔۔۔

مگر اب وہ کبھی اس مٹی پر قدم نہیں رکھنا

چاہتی تھی۔۔۔

اس فضا میں سانس لینا چاہتی تھی۔۔۔

بالی سے اب نفرت نہیں رہی تھی۔۔۔

یا شاید اسے لگتا تھا کہ اس کے علاوہ اب وہ کہیں کی نہیں رہی۔۔۔

دھیرے دھیرے جیسے سب۔۔۔ ٹھیک ہو رہا تھا۔۔۔

مگر کیا سچ میں سب ٹھیک ہو رہا تھا۔۔۔؟

نہیں۔۔۔۔۔شاید سب ایسے ہی جینے کے

عادی ہوتے جارہے تھے۔۔!۔

۔۔۔۔۔۔

سرخ ٹخنوں سے تھوڑی اوپر۔۔ لمبی قمیص

اور کھلا ٹراؤزر پہنے۔۔۔وہ سنہرے بالوں

کی چٹیا بنائے۔۔۔دوپٹے کو کمر پر باندھتے

کچن میں داخل ہوئی تھی۔۔۔۔

خوشبو میں رچا بسا وجود۔۔۔۔

کاجل سے لبریز سبز آنکھیں۔۔۔۔

اور گلابی چہرہ۔۔۔۔

وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت لگنے لگی تھی۔۔۔

اسنے گھوم کر کچن کو دیکھا۔۔۔

کل ہی گیتی کے ساتھ مل کر کافی سٹینگ بدلی تھی۔۔۔

سبز آنکھوں میں چمک بھر گئی۔۔۔

اب یہ حویلی اسے اپنا گھر لگنے لگی تھی۔۔۔

ہیلہ کا گھر۔۔۔۔

جہاں وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔

کیسے بھی رہ سکتی تھی۔۔۔

کیسے بھی رہ سکتی تھی۔۔۔

اسے کوئی کچھ کہنے والا نہیں تھا۔۔۔

گزرے وقت نے پرانے زخم دھوئے تو

نا۔۔۔

البتہ نئ خوشیاں اب زیادہ بھلی لگنے لگیں تھیں۔۔

وہ شخص اسکا دیوانہ تھا۔۔۔

اسے سائے سے بھی زیادہ قریب تر رکھتا۔۔۔۔

اب اسکا یا کسی کا خوف سے اسے پریشان نا کرتا۔۔

زندگی میں جیسے سکون سا آنے لگا تھا۔۔۔

کبھی کبھی زخموں سے خون رستا۔۔۔

مگر پھر جیسے سب ٹھیک لگنے لگتا تھا۔۔۔۔

کاش ایک بار جازلان سے مل سکتی۔۔۔!

یہ ایسا کاش تھا جو شاید وہ دن میں دس بار

ضرور سوچتی تھی۔۔۔

ایک وہی تو بچا تھا۔۔۔

پھر وہ بھی نا بچا۔۔۔

اور زیوا۔۔۔

وہ ٹھیک تھی۔۔۔

یہی ٹھیک تھا۔۔۔۔

وہ بالی کو جاتی تھی۔۔۔

وہ ایک اچھا انسان تھا۔۔

اور بالی زیوا کو جانتا تھا۔۔۔

شاید انکی زندگی بہتر ہو سکتی تھی۔۔۔

ضرغام خان صبح جاتا اور رات کو لوٹتا

تھا۔۔۔

شام کو ڈیرے کو دوسری حویلی چلا جاتا

۔۔۔اور پھر رات کے کھانے پر ہی آتا

تھا۔۔۔

پورا دن گیتی کے ساتھ گزرتا۔۔۔

اور کافی اچھا گزرتا تھا۔۔۔

اور راتیں۔۔۔۔

وہ اس شخص کی سنگت میں حسین ترین
ہوتی گئیں تھیں۔۔۔

ہیلہ نے فریج میں جھانک کر دیکھا۔۔۔۔
کھانا گیتی شام میں ہی بنا گئی تھی۔۔
اب بس گرم کرنا تھا۔۔۔

وہ ابھی وہی نکال رہی تھی کہ مخصوص

خوشبو آس پاس بکھری۔۔۔

اور وہ یکدم سیدھی ہوئی۔۔۔

توقع کے عین مطابق وہ سامنے کھڑا تھا

۔۔۔

گرے کلر کی کاٹن کی شلوار قمیض پہنے

۔۔۔

اسے دیکھتے ہی چہرہ مزید گلابی ہوا۔۔۔

"روز ایسے سج سنور کر ملو گی تو مسئلہ ہو

جائے گا ناجاناں۔۔۔۔"وہ اسکے قریب

ہوا تو وہ فریج سے پن ہو گئی۔۔۔۔

بھاری گھمبیر آواز۔۔

سانسوں میں مہک۔۔۔۔

پلکیں بے ساختہ جھک گئیں تھیں۔۔۔

دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔۔

"آپ نے الماری ایسے کپڑوں سے ہی بھر رکھی ہے۔۔"

پھر وہ قدرے خفگی سے بولی تو ضرغام نے

جھک کو اب یا قوتی لبوں کو دھیرے سے

چھوا۔۔۔۔

اور پیچھے ہو گیا۔۔۔

وہ آنکھیں بند کر گئی۔۔۔

انکا ملنا روز کا یوں ہی ہوتا تھا۔۔۔

وہ روز سرخ پر جاتی تھی۔۔۔۔

"ہمم اچھا بہانا ہے۔۔۔" وہ وہیں کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔

ہیلہ نے آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔۔۔۔

اب وہ جانتی تھی وہ جب تک کام کرے گی وہ وہیں بیٹھا اسے دیکھتا رہے گا۔۔۔۔

وہ عجیب وارفتگی سے دیکھتا تھا۔۔۔

بے باک۔۔۔

گہری نگاہیں۔۔۔۔

وہ بنا کچھ بولے۔۔۔اب کھانا گرم کرنے

لگے تھی۔۔۔۔

جبکہ ضرغام کرسی کی پشت پر سر

گرائے۔۔اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اسکے لیے تیار۔۔۔اسکے لیے کھانا

لگاتی۔۔۔۔

یہ اسکا پسندیدہ وقت ہوتا تھا۔۔۔۔

زندگی اب بہتر ہونے لگی تھی۔۔۔۔

زیوا کی خبر اسے پل پل کی رہتی تھی۔۔۔۔

کبھی کبھی لگتا کہ اسکے ساتھ غلط کر گیا تھا

وہ۔۔

مگر پھر جیسے بالی اسے رکھتا تھا وہ اسے

پُر سکون کر گیا۔۔

چند دن پہلے فوزیہ بیگم کو وہاں لے بھی گیا

مگر انکے لاکھ کہنے پر بھی اندر نہیں گیا تھا

دل بہت تھا کہ ایک بار جا کر سینے سے لگا

لے مگر اتنی ہمت جمع نا ہو پائی تھی۔۔۔۔

پیچھے مڑ کر دیکھتا تو کبھی کبھی حیرت ہوتی

زندگی کیسی سوچی تھی۔۔۔

گزری کیسی تھی۔۔۔

کچھ لوگ ایسے تھے جن کے بغیر زندگی کا

تصور کرنا ممکن نا تھا اور وہ جی تک گیا تھا

اس سب میں ایک یہی لڑکی تھی۔۔۔

جو اسکے سکون کی وجہ تھی۔۔۔

ہیلہ نے ٹرے سامنے رکھی تو وہ چونکا

تھا۔۔۔

چہرہ اٹھاتے اسے دیکھا۔۔۔۔

اور پھر اسکی کرسی بھی ہمیشہ کی طرح اپنے

قریب کر دی۔۔۔۔

وہ چپ چاپ بیٹھ گئی تو اب وہ کھانا کھا رہا تھا

۔۔۔

ہیلہ نے چپکے سے اسے دیکھا۔۔۔

ماتھے پر بکھرے بال۔۔۔

سنجیدہ چہرہ۔۔۔۔

وہ چہرہ جھکا گئی تھی

زندگی خوبصورت نا سہی۔۔۔

بہتر ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

برباد ہوئے، مسمار ہوئے، اک اک

عداوت کر بیٹھے

پھر اس پر یہ غضب یہ ٹوٹ پڑا، ہم تم سے

محبت کر بیٹھے

بے حال کیا، بے جان کیا، ہر لحظہ قیامت

کر بیٹھے

ایسے تو ہم نفرت نا کریں، تم جیسے محبت کر بیٹھے

برسوں تو زبان کھولی نا مگر، مگر یوں دیکھ کر غیروں میں انکو

آف درد اٹھا، رے سینہ جلا، ہم پھر سے شکایت کر بیٹھے

میں نے جو کہا اس ظلم سے میں، مر جاؤں گا تو یکدم بولے

کمبخت تو مرتا ہی تو نہیں ورنہ، ہم ہر آفت کر بیٹھے

بس آگ لگی گھر بار لٹا، کیا وصل کی منت کی ہم نے

اب خیر منا جان کہ وہ، جلاد سی صورت کر

بیٹھے

ہاں اچھی کہی تم نے کہ لگن اس دل کی

رلائے گی لیکن

یہ بات تمہیں یاد آئی بھی کب، جب عشق

نہایت کر بیٹھے

ختم شد